ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

مئی2022ء جلدنمبر 23 شمارہ نمبر 05

اور اللہ کی رَسّی کو سب کے سب مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو

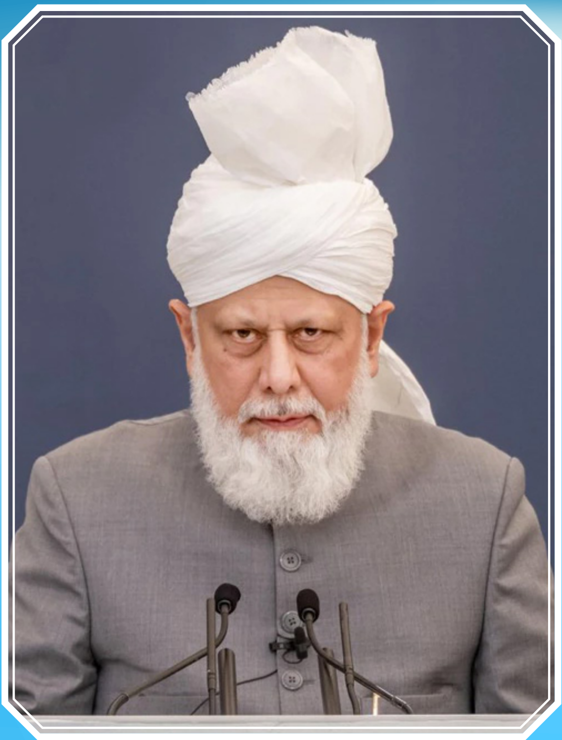

رمضان کے بعد
فرائض اور حقوق کی ادائیگی

سیّدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ فرمودہ 29 اپریل 2022ء میں فرماتے ہیں:

”رمضان آیا اور تمام ان لوگوں پر جنہوں نے اس سے فیض پانے کی کوشش کی، برکتیں بکھیرتے ہوئے گزر گیا۔...... ایک عقلمند اور حقیقی مومن ہمیشہ یاد رکھتا ہے اور رکھنا چاہیے کہ رمضان کے ختم ہونے سے ہم اپنی بہت سے ذمہ داریوں اور فرائض سے آزاد نہیں ہو گئے بلکہ رمضان ان فرائض اور ذمہ داریوں کی ادائیگی کا حق ادا کرنے کی تربیت کر کے گیا ہے۔ ان فرائض کی ادائیگی اور مستقل ادائیگی کے طریق سکھانے آیا تھا۔ اور ان میں ترقی کی منازل کی نشاندہی کرنے آیا تھا۔ اور یہ سکھاتے ہوئے اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ بے شک فرض روزوں کا مہینہ تو ختم ہو رہا ہے لیکن باقی فرائض کے معیاروں کو اونچا رکھنے اور ان میں ترقی کرتے چلے جانے کا وقت شروع ہو رہا ہے۔ اگر ہم اس حقیقت کو بھول گئے کہ رمضان کے بعد ہم نے اپنے فرائض اور حقوق کی ادائیگی کے معیاروں کو کس طرح قائم رکھنا ہے تو ہم نے اپنا رمضان اُس طرح نہیں گزارا جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ ایک حدیث میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچوں نمازیں، ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک اپنے مابین سرزد ہونے والے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔........ پس اگر ہم ایک رمضان کو دوسرے رمضان کے ساتھ نیکیاں کرتے ہوئے اور اپنے فرائض کی ادائیگی کرتے ہوئے، اپنے حق ادا کرتے ہوئے، یہاں عبادتوں کے بھی حق ہیں اور لوگوں کے بھی حق ہیں۔ سال کے باقی مہینے نہیں گزارتے تو ہم نے رمضان سے بھرپور فائدہ نہیں اٹھایا۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام نے ہر معاملہ میں بڑی کھول کر ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔ اپنی زندگیاں گزارنے کے لیے ایک لائحہ عمل ہمیں دے دیا۔ اگر ہم اس لائحہ عمل کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنالیں۔ اس طریق کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے کی کوشش کریں تو یقیناً ہم ان راستوں پر چلنے والے بن جائیں گے جو نیکیوں میں بڑھنے اور ترقی کرنے کے راستے ہیں۔ جو ایک رمضان سے دوسرے رمضان کو ملانے کے راستے ہیں“۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

اپنی عید میں آنحضرت ﷺ کو شامل کریں

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ عید الفطر فرمودہ 2 مئی 2022ء میں سے بعض اہم نکات

عید کا مقصد صرف عید کی نماز پڑھ لینا ہی نہیں ہے بلکہ عید کے دن کی بہت اہمیت ہے۔ اس موقع پر صرف جمع ہونا ہی ہمارا مقصد نہیں بلکہ اس دن یہ عہد کرنا چاہیے کہ میں اللہ تعالیٰ کے حق بھی اور بندوں کے حق بھی مسلسل ادا کرنے کی کوشش کرتا رہوں گا۔ پس ایسی عیدیں حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

اگر ہم آج عید کے دن اس بات کی طرف توجہ دیں کہ ہم نے آئندہ اس مقصد کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانا ہے تو پھر ہم عید بھی اور رمضان کے بھی اصل مقصد کو حاصل کرنے والے ہوں گے۔ جو لوگ اس کی طرف توجہ نہیں دیتے تو ایسے لوگوں میں تکبر پیدا ہوجاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس بارے میں بڑا سخت انذار فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ انسان کی پیدائش کا مقصد عبادت ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ہماری عبادت کی ضرورت ہے بلکہ یہ ہماری بہتری کے لیے ہے کیونکہ عبادت برائیوں سے روکتی ہے۔ پس عبادات کا، نمازوں کا اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کا ہمیں ہی فائدہ ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی بہت جزا دیتا ہے۔

وہ لوگ جو سمجھتے ہیں کہ رمضان ختم ہوگیا تو اب آرام سے سوئیں گے تو یہ غلط ہے بلکہ رمضان کے بعد تو عبادات میں بہتری آنی چاہیے۔ فجر کی نماز میں باقاعدگی سے شامل ہوں۔ بچوں کو ساتھ لے کر مسجدوں میں نمازیں ادا کریں۔ کووِڈ کو بہانہ نہیں بنانا چاہیے بلکہ عبادات اور حقوق العباد کی ادائیگی پہلے سے بڑھ کر کرنی چاہیے۔

باہر کے ممالک میں آئے ہوئے لوگوں کو عید کی خوشیوں میں اپنے اقربا کو بھی شامل کرنا چاہیے۔ بے شک اگر اُن کا سلوک آپ سے اچھا نہ بھی ہو تو بھی ہمارا کام ہے کہ ہم اُن سے بہتر سلوک کریں کیونکہ یہ اللہ اور اُس کے رسول کا حکم ہے اور اس کی جزا اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔

عید کے موقع پر مسکینوں اور غربا کا بھی خاص خیال کرتے ہوئے ان کی مدد کرنی چاہیے۔ اس ضمن میں جماعت میں مختلف مدّات میں چندے ادا کیے جاسکتے ہیں تو اُن میں ضرور چندے ادا کرنے چاہئیں۔ صرف عیدوں پر ہی نہیں بلکہ سال کے سارے مہینوں میں یتیموں، مسکینوں اور غربا کی مدد کرنی چاہیے۔ اسی طرح ہمسایوں کا بھی خیال کرنا چاہیے۔

دنیا آج کل تباہی کی طرف جارہی ہے اور دنیا کو بچانا بھی ہماری ذمہ داری ہے۔ یہ اس لیے ہورہا ہے کہ دنیا میں بندوں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ نہیں دی جارہی ہے۔ اگر بندوں کے حقوق ادا کیے جاتے تو ہم عراق، شام، افغانستان میں تباہی نہ دیکھتے۔ یہ بھی خوش فہمی ہے کہ ایٹمی ہتھیار استعمال نہیں کیے جائیں گے لیکن باتیں تو ہورہی ہیں اور اس کی کوئی ضمانت نہیں دے سکتا۔ بہرحال اس کا انجام تو بے حد خطرناک ہوسکتا ہے۔ اب یہ احمدیوں کی ذمہ داری ہے کہ لوگوں کو حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی جائے۔

ایک مؤمن کی عید میں اگر آنحضرت ﷺ شامل نہیں ہیں تو پھر یہ اس کی حقیقی عید نہیں ہے۔ اپنی عید میں آنحضرت ﷺ کو شامل کرنے کے لیے ہمیں اُسوہ حسنہ کے طریق پر حقوق العباد کی ادائیگی کرنی ہوگی۔ لوگوں کو خدا کا حقیقی پیغام پہنچانا ہوگا اور اس کو ہمیں اپنی نسلوں میں بھی پیدا کرنا ہوگا۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اخبار احمدیہ

ماہنامہ جرمنی

شوال 1443 ہجری قمری | مئی 2022ء | جلد نمبر 23 | شمارہ نمبر 05 | ہجرت 1401 ہجری شمسی

فہرست مضامین

04	قال اللہ جلّ جلالہٗ، قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
05	تبرّکات: وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا
06	نظم: پاتاہوں ہر قدم میں خدا کے تفضّلات
07	نظامِ خلافت سے وابستہ رہنے میں آپ کی بقاء ہے
13	خلیفۂ وقت کا دل۔ دعاؤں کا خزینہ
16	تعارف کتب: منصبِ خلافت
17	استحکامِ خلافت اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا لازوال کردار
19	منظوم کلام: پھر سے عہدِ قدیم دُہرایا
20	جماعتی سرگرمیاں: عربی ریڈیو سروس کا اجراء
21	کس قدر پُر کیف ہیں یہ دن ترے راتیں تری
23	جنگِ عظیم سے متعلق پیشگوئیاں
27	فرصت ہے کسے جو سوچ سکے!
30	جماعتی سرگرمیاں: آگے بڑھتے رہو دمبدم دوستو!
31	فرانس میں احمدیت کا نفوذ
35	’بھولے گا نہ وہ لمحۂ شورِ قیامت‘
37	تاریخ جرمنی
38	ادبی صفحہ: اشتہارات ’ضرورت نہیں ہے‘ کے
39	خاموش قاتل ’سرطان‘
42	دلچسپ سائنسی خبریں
43	ملکی و عالمی خبریں
45	بعض مخلصین جماعت کی یاد میں
48	بلانے والا ہے سب سے پیارا (اعلانات وفات)

اخبار احمدیہ جرمنی کے تازہ و گزشتہ شمارے مندرجہ ذیل ویب سائٹ پر بھی پڑھے جاسکتے ہیں

https://www.alislam.org/akhbar-e-ahmadiyya/

مجلس ادارت

سرپرست

محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ

محمد الیاس منیر

مدیران

فیروز ادیب اکمل، مدبّر احمد خان

معاونین

سلطان احمد قمر، سید سعادت احمد

پروف ریڈنگ

عبدالرحمٰن مبشر، سید افتخار احمد

ڈیزائننگ و کمپوزنگ

مرزا لطف القدوس، آفاق احمد زاہد، طارق محمود

سرِ ورق

احسان اللہ ظفر

کیلیگرافی

سعید اللہ خان

مینیجر

سیّد افتخار احمد

اعزازی اراکین

محمد انیس دیالگڑھی، منور علی شاہد

پتہ

شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی

Genfer Str.11,

60437 Frankfurt am Main, Germany

Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de

Tel & Fax: +49-69 50688722

PRINTER: RANA PRINT

HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN

17

21

04

07

13

31

23

16

27

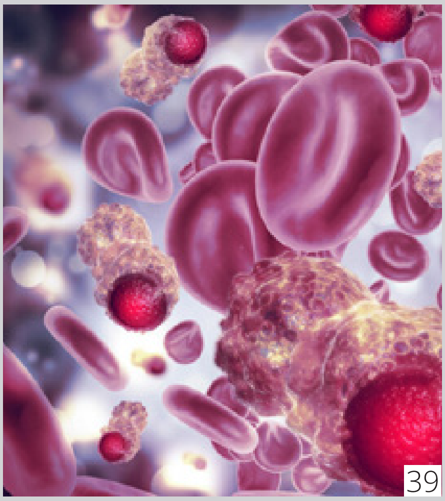
39

قال اللہ جل جلالہ

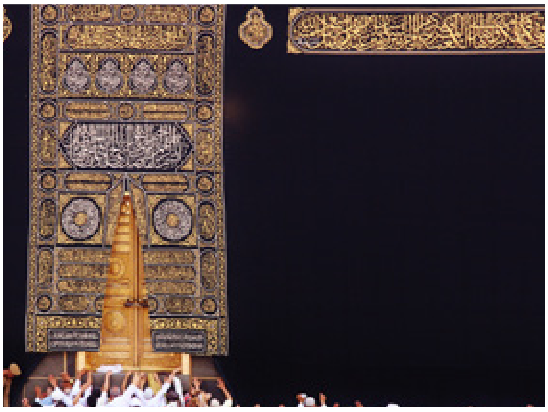

وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا

(آل عمران:104)

اور اللہ کی رسّی کو سب کے سب مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ يَرْضَى لَكُمْ ثَلَاثًا وَيَكْرَهُ لَكُمْ ثَلَاثًا فَيَرْضَى لَكُمْ أَنْ تَعْبُدُوهُ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَأَنْ تَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَيَكْرَهُ لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ وَ كَثْرَةَ السُّؤَالِ وَ إِضَاعَةَ الْمَالِ۔

(صحیح مسلم، کتاب الاقضیہ، باب النہی عن کثرۃ المسائل من غیر حاجۃ والنہی عن منع)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے لیے تین کام پسند کرتا ہے اور تمہارے لیے تین کام ناپسند کرتا ہے۔ وہ تمہارے لیے پسند کرتا ہے کہ تم اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور یہ کہ تم سب اللہ کی رَسّی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور باہم تفرقہ نہ کرو اور وہ تمہارے لیے ناپسند کرتا ہے قیل و قال اور بہت مانگنا اور مال ضائع کرنا۔

قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

”جماعت کے باہم اتفاق و محبّت پر مَیں پہلے بہت دفعہ کہہ چکا ہوں کہ تم باہم اتفاق رکھو اور اجتماع کرو۔ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہی تعلیم دی تھی کہ تم وُجودِ واحد رکھو؛ ورنہ ہَوا نکل جائے گی۔ نماز میں ایک دوسرے کے ساتھ جُڑ کر کھڑے ہونے کا حکم اسی لیے ہے کہ باہم اتحاد ہو۔ برقی طاقت کی طرح ایک کی خیر دُوسرے میں سرایت کرے گی۔ اگر اختلاف ہو، اتحاد نہ ہو تو پھر بے نصیب رہو گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ آپس میں محبّت کرو اور ایک دوسرے کے لیے غائبانہ دُعا کرو۔ اگر ایک شخص غائبانہ دعا کرے تو فرشتہ کہتا ہے کہ تیرے لیے بھی ایسا ہی ہو۔ کیسی اعلیٰ درجہ کی بات ہے۔ اگر انسان کی دعا منظور نہ ہو تو فرشتہ کی تو منظور ہوتی ہے۔ مَیں نصیحت کرتا ہوں اور کہنا چاہتا ہوں کہ آپس میں اختلاف نہ ہو“۔

(ملفوظات جلد1 صفحہ336۔ ایڈیشن 2010ء مطبوعہ ربوہ)

وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰهِ جَمِيۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

’’خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے مَیں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے‘‘۔

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306-307)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

’’یاد رکھو دنیا ایک مدرسہ ہے اس مدرسہ میں وہی کامیاب ہوں گے جو حبل اللہ کو ہاتھ سے نہ دیں گے اور مل کر زور لگائیں گے۔ اس وقت بہت بڑی ضرورت ہے کہ مسلمانوں میں عملی زندگی پیدا ہو اور ان کے تفرقہ مٹ جاویں۔ مَیں پھر تمہیں اللہ کا حکم پہنچاتا ہوں سنو اور غور سے سنو! وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰهِ جَمِيۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا۔ دیکھو تفرقہ نہ کرو اگر تفرقہ کرو گے تو جانتے ہو اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ یہ حبل اللہ تمہارے ہاتھ سے نکل جائے گی اور اس کے ساتھ ہی تم بھی بودے ہو جاؤ گے‘‘۔

(خطاباتِ نور صفحہ 429، تقریر برموقع جلسہ سالانہ مؤرخہ 27 دسمبر 1911ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

’’مسلمانوں کو قرآن میں حکم ہے۔ وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰهِ جَمِيۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا کہ اللہ کی حبل کو مضبوط پکڑ لو اور پراگندہ نہ بنو۔ اللہ تعالیٰ نے حفاظتِ اسلام کے لئے جو حبل اُللہ تجویز کئے ہیں ان میں سے انبیاء اور ان کے خلفاء بھی ہیں کہ ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنی چاہئے لیکن کئی لوگ عصیان اور سرکشی کرتے ہیں۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ اطاعت کا نام تو لیتے ہیں لیکن اطاعت نہیں کرتے۔ معمولی معمولی باتوں پر لڑائی جھگڑے کھڑے کر دیتے ہیں۔......... پس مَیں نصیحت کرتا ہوں کہ ان چھوٹی چھوٹی باتوں میں پڑنا اور ذرا ذرا سی باتوں پر بحث و تکرار اور بے ادبی و سرکشی اور نفس کی اطاعت نہیں کرنی چاہئے اور وہ وقت جو اس قسم کے جھگڑوں میں ضائع کیا جاتا ہے اگر قرآنِ کریم کی کسی آیت پر غور کرنے میں صرف کیا جائے تو ممکن ہے کہ کوئی نکتہ ہاتھ آجائے‘‘۔

(خطبات محمود جلد 6 صفحہ 57، الفضل 2/اپریل 1918ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

’’یہ اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے اللہ کا فضل ہے جو اس نے تم پر کیا دنیا ایذا رسانی کی دنیا تھی۔ بھائی بھائی کا دشمن تھا بھائیوں سے زیادہ باہمی اُلفت و اخوت پیدا کر دی۔ آج بھی ساری دنیا میں ہمیں یہی نظر آتا ہے بھائی بھائی کا دشمن، خاندان خاندان کا دشمن، علاقہ علاقے کا دشمن اس رسّی کو توڑ کے محبت کی اس قید و بند سے آزاد ہوگئے اس نعمت خداوندی کو ٹھکرا دیا جس کا ذکر ان آیات میں کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس رسّی کی قید سے باہر نکلو گے اَعۡدَآءً تم دشمن بن جاؤ گے‘‘۔

(خطبات ناصر جلد دوم صفحہ 459 خطبہ جمعہ فرمودہ 3/جنوری 1969ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

’’محمد مصطفیٰؐ کا دامن پکڑ کر اور آپ کے قدموں کو چھُو کر اور آپ سے وابستہ ہو کر اور اس عزمِ صمیم کے ساتھ کہ سر الگ ہو جائیں مگر محمد مصطفیٰؐ کے قدموں سے الگ نہیں ہوں گے۔ ہاتھ کاٹے جائیں مگر محمد مصطفیٰؐ کا دامن نہیں چھوڑیں گے۔ یہ ہے وہ حبل اللہ کو پکڑ لیا جس کے نتیجے میں یہ اجتماعیت کا فیض جو آج بھی آپ دیکھ رہے ہیں، پہلے بھی دیکھتے رہے ہیں، کل بھی اور پرسوں بھی اور میں امید رکھتا ہوں کہ صدیوں تک دیکھتے چلے جائیں گے۔ یہ فیض آپ کے ساتھ دائمی برکت کے طور پر رہے گا۔ یہ قدرت ثانیہ بن کر آپ کا ساتھ دے گا اور آپ کو نہیں چھوڑے گا مگر ایک بنیادی شرط یہ ہے کہ آپ حبل اللہ کو نہ چھوڑنا حبل اللہ سے چمٹے رہیں اور ہر قربانی پیش کر دیں مگر حبل اللہ سے الگ ہونے کا تصوّر بھی نہ کریں‘‘۔

(خطبات طاہر جلد 13 صفحہ 390)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

’’واضح ہو کہ اب اللہ کی رسّی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود ہی ہے، آپؑ کی تعلیم پر عمل کرنا ہے۔ اور پھر خلافت سے چمٹے رہنا بھی تمہیں مضبوط کرتا چلا جائے گا۔ خلافت تمہاری اکائی ہوگی اور خلافت تمہاری مضبوطی ہوگی۔ خلافت تمہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے اللہ تعالیٰ سے جوڑنے والی ہوگی۔ پس اس رسّی کو بھی مضبوطی سے پکڑے رکھو۔ ورنہ جو نہیں پکڑے گا وہ بکھر جائے گا۔ نہ صرف خود برباد ہوگا بلکہ اپنی نسلوں کی بربادی کے سامان بھی کر رہا ہوگا۔ اس لئے ہر وہ آدمی جس کا اس کے خلاف نظریہ ہے وہ ہوش کرے‘‘۔

(خطبات مسرور جلد سوم صفحہ 511، خطبہ جمعہ 26 اگست 2005ء)

پاتا ہوں ہر قدم میں خدا کے تفضّلات

ذِلّت ہیں چاہتے یہاں اِکرام ہوتا ہے
کیا مُفتری کا ایسا ہی انجام ہوتا ہے

اَے قوم کے سرآمدہ! اے حامیانِ دِیں!
سوچو کہ کیوں خدا تمہیں دیتا مدد نہیں

تم میں نہ رحم ہے نہ عدالت نہ اِتّقا
پس اِس سبب سے ساتھ تمہارے نہیں خدا

کیسا یہ فضل اُس سے نمودار ہو گیا
اِک مفتری کا وہ بھی مددگار ہو گیا

اُس کا تو فرض تھا کہ وہ وعدہ کو کر کے یاد
خود مارتا وہ گردنِ کذّابِ بدنہاد

گر اُس سے رہ گیا تھا کہ وہ خود دِکھائے ہاتھ
اِتنا تو سہل تھا کہ تمہارا بٹائے ہاتھ

کیا ”راستی کی فتح“ نہیں وعدۂ خدا
دیکھو تو کھول کر سخنِ پاکِ کِبریا

پھر یہ نہیں کہ ہو گئی ہے صرف ایک بات
پاتا ہوں ہر قدم میں خدا کے تفضّلات

(انتخاب از درثمین، ’محاسنِ قرآن کریم‘)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے

نظامِ خلافت سے وابستہ رہنے میں آپ کی بقاء ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہّد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

نظام کی کامیابی کا اور ترقی کا انحصار اس نظام سے منسلک لوگوں اور اس نظام کے قواعد وضوابط کی مکمل پابندی کرنے پر ہوتا ہے۔ چنانچہ دیکھ لیں کہ ترقی یافتہ ممالک میں قانون کی پابندی کی شرح تیسری دنیا یا ترقی پذیر ممالک سے بہت زیادہ ہے اور ان ممالک کی ترقی کی ایک بہت بڑی وجہ یہی ہے کہ عموماً چاہے بڑا آدمی ہو یا افسر ہو اگر ایک دفعہ اس کی غلطی باہر نکل گئی تو پھر اتنا شور پڑتا ہے کہ اس کو اس غلطی کے نتائج بہر حال بھگتنے پڑتے ہیں اور اپنی اس غلطی کی جو بھی سزا ہے اس کو برداشت کرنی پڑتی ہے۔ جبکہ غریب ممالک میں یا آج کل جو ٹرم (Term) ہے تیسری دنیا کے ممالک میں آپ دیکھیں گے کہ اگر کوئی غلط بات ہے تو اس پر اس حد تک پردہ ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ احساس ندامت اور شرمندگی بھی ختم ہو جاتا ہے اور نتیجۃً ایسی باتیں ہی پھر ملکی ترقی میں روک بنتی ہیں۔ تو اگر دنیاوی نظام میں قانون کی پابندی کی اس حد تک، اس شدت سے ضرورت ہے تو روحانی نظام جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اترا ہوا نظام ہے اس میں کس حد تک اس پابندی کی ضرورت ہو گی اور کس حد تک اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہو گی۔ یاد رکھیں کہ دینی اور روحانی نظام چونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے رسولوں کے ذریعہ اس دنیا میں قائم ہوتے ہیں اس لئے بہر حال انہی اصولوں کے مطابق چلنا ہو گا جو خدا تعالیٰ نے ہمیں بتائے ہیں اور نبی کے ذریعہ، انبیاء کے ذریعہ پہنچے اور اسلام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ یہ نظام ہم تک پہنچا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا احسان ہے احمدیوں پر کہ نہ صرف ہادیٔ کامل صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں شامل ہونے کی توفیق ملی بلکہ اس زمانے میں مسیح موعودؑ اور مہدی کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق بھی اس نے عطا فرمائی جس میں ایک نظام قائم ہے، ایک نظام خلافت قائم ہے، ایک مضبوط کڑا آپ کے ہاتھ میں ہے جس کا ٹوٹنا ممکن نہیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ یہ کڑا تو ٹوٹنے والا نہیں لیکن اگر آپ نے اپنے ہاتھ اگر ذرا ڈھیلے کئے تو آپ کے ٹوٹنے کے امکان پیدا ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس سے بچائے۔ اس لئے اس حکم کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو اور نظامِ جماعت سے ہمیشہ چمٹے رہو۔ کیونکہ اب اس کے بغیر آپ کی بقا نہیں۔ یاد رکھیں شیطان راستہ میں بیٹھا ہے۔ ہمیشہ آپ کو ورغلاتا رہے گا لیکن اس آیت کو ہمیشہ مدنظر رکھیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا ادۡخُلُوۡا فِی السِّلۡمِ کَآفَّةً ۪ وَ لَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوٰتِ الشَّیۡطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَکُمۡ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ (سورۃ البقرہ: 209)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم سب کے سب اطاعت (کے دائرہ) میں داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کے پیچھے نہ چلو۔ یقیناً وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

”اے مومنو! تم سارے کے سارے پورے طور پر اسلام میں داخل ہو جاؤ اور اس کی اطاعت کا جوا اپنی گردنوں پر کامل طور پر رکھ لو۔ یا اے مسلمانو! تم اطاعت اور فرمانبرداری کی ساری راہیں اختیار کرو اور کوئی بھی حکم ترک نہ کرو۔ اس آیت میں کَآفَّةً، اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کا بھی حال ہوسکتا ہے اور اَلسِّلْم کا بھی۔ پہلی صورت میں اس کے یہ معنے ہیں کہ تم سب کے سب اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ یعنی تمہارا کوئی فرد بھی ایسا نہیں ہونا چاہئے جو اطاعت اور فرمانبرداری کے مقام پر کھڑا نہ ہو۔ یا جس میں بغاوت اور نشوز کے آثار پائے جاتے ہوں۔ دوسری صورت میں اس کے یہ معنے ہیں کہ تم پورے کا پورا اسلام قبول کرو۔ یعنی اس کا کوئی حکم ایسا نہ ہو جس پر تمہارا عمل نہ ہو۔ یہ قربانی ہے جو اللہ تعالیٰ ہر مومن سے چاہتا ہے کہ انسان اپنی تمام آرزوؤں تمام خواہشوں اور تمام امنگوں کو خدا تعالیٰ کے لئے قربان کر دے اور ایسا نہ کرے کہ جو اپنی مرضی ہو وہ تو کرے اور جو نہ ہو وہ نہ کرے۔ یعنی اگر شریعت اس کو حق دلاتی ہو تو کہے میں شریعت پر چلتا ہوں اور اسی کے ماتحت فیصلہ ہونا چاہئے۔ لیکن اگر شریعت اس سے کچھ دلوائے اور ملکی قانون نہ دلوائے تو کہے کہ ملکی قانون کی رُو سے فیصلہ ہونا چاہئے۔ یہ طریق حقیقی ایمان کے بالکل منافی ہے۔ چونکہ پچھلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے بتایا تھا کہ مسلمانوں میں بعض ایسے کمزور لوگ بھی پائے جاتے ہیں جو قومی ترقی اور رفاہیت کے دور میں فتنہ وفساد پر اتر آتے ہیں۔ اور وہ بھول جاتے ہیں کہ ہماری پہلی حالت کیا تھی اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمیں کیا کچھ عطا کر دیا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نصیحت فرماتا ہے کہ بے شک تم مومن کہلاتے ہو مگر تمہیں یاد رکھنا چاہئے کہ صرف مونہہ سے اپنے آپ کو مومن کہنا تمہیں نجات کا مستحق نہیں بنا سکتا۔ تم اگر نجات حاصل کرنا چاہتے ہو تو اس کا طریق یہ ہے کہ اوّل ہر قسم کی منافقت اور بے ایمانی کو اپنے اندر سے دور کرنے کی کوشش کرو۔ اور قوم کے ہر فرد کو ایمان اور اطاعت کی مضبوط چٹان پر قائم کرو۔ دوم صرف چند احکام پر عمل کر کے خوش نہ ہو جاؤ۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے تمام احکام پر عمل بجا لاؤ۔ اور صفاتِ الٰہیہ کا کامل مظہر بننے کی کوشش کرو“۔

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 456-457)

یہاں ان ممالک میں جہاں اسلامی قوانین لاگو نہیں، یہ بات دیکھنے میں آتی ہے جیسا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ یہ نہ ہو کہ تمہارے مدّنظر صرف اور صرف اپنا ذاتی مفاد ہو۔ لڑائی جھگڑے کی صورت میں جہاں دیکھتے ہیں کہ شریعت بہتر حق دلا سکتی ہے تو فوراً جماعت میں درخواست دیتے ہیں کہ ہمارا فیصلہ جماعت کرے۔ اور جہاں ملکی قانون کے تحت فائدہ نظر آتا ہو تو بغیر جماعت سے پوچھے ملکی عدالتوں میں چلے جاتے ہیں اور جماعت کی بات کسی طرح ماننے پر راضی نہیں ہوتے کیونکہ اس وقت ان کے سر پر شیطان سوار ہوتا ہے اور اگر ملکی قانون ان کے خلاف فیصلہ دے دے تو پھر واپس نظامِ جماعت کے پاس دوڑے آتے ہیں کہ ہم نے غلط فہمی کی وجہ سے اپنے جھگڑے کو فیصلہ کروانے کے لئے ملکی عدالت میں چلے گئے تھے، ہمیں معاف کر دیا جائے۔ اب جو نظام کہے گا ہمیں قابلِ قبول ہوگا۔ تو یاد رکھیں اب واپس آنے کا مقصد نظامِ جماعت کی اطاعت اور محبّت نہیں ہے بلکہ یہ کوشش ہے کہ شاید ہمارا داؤ چل جائے اور صدر یا امیر یا قاضی کو کسی طرح ہم قائل کر لیں اور اپنے حق میں فیصلہ کروالیں۔ تو اس سلسلہ میں یاد رکھنا چاہئے کہ جب ایک دفعہ نظامِ جماعت چھوڑ کر آپ اپنے فیصلوں کے لئے ملکی عدالتوں میں چلے گئے اور بغیر اجازت نظامِ جماعت کے چلے گئے یا نظام پر دباؤ ڈالا کہ ہم نے جماعت کے اندر فیصلہ نہیں کروانا ہمیں بہرحال اجازت دی جائے کہ ہم ملکی قانون کے مطابق فیصلہ کروائیں۔ پھر ایسے لوگوں کا کبھی بھی جب کوئی معاملہ ہو تو نظامِ جماعت نہیں سنے گا۔ پھر وہ کبھی اپنے معاملے جماعت کے پاس نہ لائیں۔ اور جب ایسے لوگوں کے معاملے نظامِ جماعت لینے سے انکار کرتا ہے تو پھر ایسے لوگ سیکرٹری امورِ عامہ، صدر یا امیر کے خلاف شکایات کرنا شروع کر دیتے ہیں، اعتراض شروع کر دیتے ہیں کہ دیکھو یہ لوگ ہمارے جھگڑوں کو نمٹانے میں تعاون نہیں کرتے۔ خلیفۂ وقت کو بھی لمبے لمبے خط لکھے جاتے ہیں اور وقت ضائع کیا جاتا ہے۔ تو یہ سب شیطانی خیال ہیں۔ وہ تمہارے دل میں پہلے وسوسہ ڈالتا ہے، کہ دیکھو اپنا معاملہ جماعت میں نہ لے کے جانا۔ دوسرے فریق کے تعلقات عہدیداران سے زیادہ ہیں وہ تمہارے خلاف فیصلہ کروا لے گا اور اپنے حق میں فیصلہ کروا لے گا۔ تو پھر ایک دفعہ شیطان کی گرفت میں آ گئے تو پھر باہر نکلنا مشکل ہوتا ہے اور ایک چکّر شروع ہو جاتا ہے جو آہستہ آہستہ دلوں میں داغ پیدا کرتا رہتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

”اے ایمان والو! خدا کی راہ میں گردن ڈال دو اور شیطانی راہوں کو اختیار مت کرو کہ شیطان تمہارا دشمن

اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو اور نظامِ جماعت سے ہمیشہ چمٹے رہو۔ کیونکہ اب اس کے بغیر آپ کی بقا نہیں

نظام کی کامیابی کا اور ترقی کا انحصار اس نظام سے منسلک لوگوں اور اس نظام کے قواعد وضوابط کی مکمل پابندی کرنے پر ہوتا ہے

ہے۔ اس جگہ شیطان سے مراد وہی لوگ ہیں جو بدی کی تعلیم دیتے ہیں“۔

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد اول صفحہ 698 سورۃ البقرہ آیت 209)

تو ایک تو یہ وجہ ہے کہ ذاتی جھگڑوں کی وجہ سے چاہے نظامِ جماعت سے فیصلہ کروایا جارہا ہے یا نہیں کروایا جارہا جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ لوگ ہیں جو تمہیں بدی کی تعلیم دیتے ہیں، بدخیالات دل میں پیدا کرتے ہیں، نظام کے خلاف ابھارتے ہیں ان کی وجہ سے تم شیطان کے چکر میں آجاتے ہو۔ تو وہ چکر یہی ہے کہ چاہے ملکی عدالت میں جھگڑوں کی صورت میں جائیں یا نظامِ جماعت سے اپنے معاملات کا فیصلہ کروانے کی کوشش کریں۔ کوئی نہ کوئی فریق جس کے خلاف فیصلہ ہوتا ہے جماعتی عہدیداران کو ملوث کرکے اس کے خلاف ہو جاتا ہے اور پھر نظام پر بدظنی شروع ہو جاتی ہے اور اس کے خلاف اظہار شروع ہو جاتا ہے۔ تو عملاً ایسے لوگ اپنے آپ کو نظامِ جماعت سے علیحدہ کرلیتے ہیں۔ اور پھر وہ نہ اِدھر کے رہتے ہیں نہ اُدھر کے رہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں اس حدیث کو ہم سب کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ کی مدد جماعت کے ساتھ ہوا کرتی ہے۔ جو شخص جماعت سے الگ ہوا وہ گویا آگ میں پھینکا گیا۔

(ترمذی کتاب الفتن باب ماجاء فی لزوم الجماعۃ)

تو ہمیشہ یہ بات ذہن میں رہنی چاہئے کہ جو بھی صورتحال ہو ہمیشہ صبر کرنا ہے۔ یہ بھی ذہن میں رہے کہ صبر ہمیشہ حق تلفی کے احساس پر ہی انسان کو ہوتا ہے۔ اب یہاں احساس کا لفظ میں نے اس لئے استعمال کیا ہے کہ اکثر جس کے خلاف فیصلہ ہو اس کو یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ فیصلہ غلط ہوا ہے اور میرا حق بنتا تھا۔ تو یہ خیال دل سے نکال دیں۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ نیچے سے لے کر اوپر تک سارا نظام جو ہے غلط فیصلے کرتا چلا جائے اور یہ بدظنی پھر خلیفۂ وقت تک پہنچ جاتی ہے۔ اگر ہر احمدی کے سامنے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان رہے کہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا (سورۃ النساء:60)۔ اس کا ترجمہ ہے کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حکام کی بھی۔ اور اگر تم کسی معاملہ میں (اُولوالامر سے) اختلاف کرو تو

اللہ تمہیں صبر کا اجر دے گا۔ کیونکہ تم یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اللہ پر معاملہ چھوڑو۔ تمہیں اختیار نہیں ہے کہ اپنے اختلاف پر ضد کرو۔ تمہارا کام صرف اطاعت ہے، اطاعت ہے، اطاعت ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”اللہ اور اس کے رسول اور ملوک کی اطاعت اختیار کرو۔ اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سچے دل سے اختیار کی جائے تو دل میں ایک نور اور روح میں ایک لذّت اور روشنی آجاتی ہے۔ مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں ہے جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے مگر ہاں یہ شرط ہے کہ سچی اطاعت ہو اور یہی مشکل اَمر ہے۔ اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کر دینا ضروری ہوتا ہے۔ بدوں اس کے اطاعت ہو نہیں سکتی اور ہوائے نفس ہی ایک ایسی چیز ہے جو بڑے بڑے موحدوں کے قلب میں بھی بت بن سکتی ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر کیسا فضل تھا اور وہ کس قدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں فنا شدہ قوم تھی۔ یہ سچی بات ہے کہ کوئی قوم، قوم نہیں کہلا سکتی اور ان میں ملّیت اور یگانگت کی روح نہیں پھونکی جاتی جب تک کہ وہ فرمانبرداری کے اصول کو اختیار نہ کرے۔

تم اگر نجات حاصل کرنا چاہتے ہو تو اس کا طریق یہ ہے کہ اوّل ہر قسم کی منافقت اور بے ایمانی کو اپنے اندر سے دور کرنے کی کوشش کرو

اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کر دینا ضروری ہوتا ہے۔ بدوں اس کے اطاعت ہو نہیں سکتی

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے حاکم سے ناپسندیدہ بات دیکھے اور وہ صبر کرے۔ کیونکہ جو نظام سے بالشت بھر جدا ہوا اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔

(صحیح مسلم کتاب الامارہ۔ باب وجوب ملازمۃ جماعۃ المسلمین...)

پھر ایک حدیث میں آتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ میری اُمّت کو ضلالت اور گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔

ایسے معاملے اللہ اور رسول کی طرف لَوٹا دیا کرو اگر (فی الحقیقت) تم اللہ پر اور یومِ آخر پر ایمان لانے والے ہو۔ یہ بہت بہتر (طریق) ہے اور انجام کے لحاظ سے بہت اچھا ہے۔

تو سوائے اس کے کہ کوئی ایسی صورت پیدا ہو جائے جہاں واضح شرعی احکامات کی خلاف ورزی کے لئے تمہیں کہا جائے، اللہ اور رسول کی اطاعت اسی میں ہے کہ نظامِ جماعت کی، عہدیداران کی اطاعت کرو، ان کے حکموں کو، ان کے فیصلوں کو مانو۔ اگر یہ فیصلے غلط ہیں تو

اور اگر اختلافِ رائے اور پھوٹ رہے تو پھر سمجھ لو کہ یہ ادبار اور تنزّل کے نشانات میں مسلمانوں کے ضعف اور تنزّل کے منجملہ دیگر اسباب کے باہم اختلاف اور اندرونی تنازعات بھی ہیں۔ پس اگر اختلافِ رائے کو چھوڑ دیں اور ایک کی اطاعت کریں جس کی اطاعت کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے پھر جس کام کو چاہتے ہیں وہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے۔ اس میں یہی تو سِرّ ہے۔ اللہ تعالیٰ توحید کو پسند فرماتا ہے اور یہ وحدت قائم نہیں ہوسکتی جب تک اطاعت

نہ کی جاوے۔ پیغمبرِ خدا ﷺ کے زمانہ میں صحابہ بڑے بڑے اہل الرائے تھے۔ خدا نے ان کی بناوٹ ایسی ہی رکھی تھی۔ وہ اصول سیاست سے بھی خوف واقف تھے کیونکہ آخر جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام خلیفہ ہوئے اور ان میں سلطنت آئی تو انہوں نے جس خوبی اور انتظام کے ساتھ سلطنت کے بارِ گراں کو سنبھالا ہے اس سے بخوبی معلوم ہوسکتا ہے کہ ان میں اہل الرائے ہونے کی کیسی قابلیت تھی مگر رسولِ کریم ﷺ کے حضور ان کا یہ حال تھا کہ جہاں آپؐ نے فرمایا اپنی تمام راؤں اور دانشوں جمالی رنگوں کو لئے ہوئے تھی اس میں بھی ایک کشش اور قوت تھی کہ وہ بے اختیار دِلوں کو کھینچ لیتے تھے۔ اور پھر آپ کی جماعت نے اطاعتِ رسول کا وہ نمونہ دکھایا اور اس کی استقامت ایسی فوق الکرامت ثابت ہوئی کہ جو اُن کو دیکھتا تھا وہ بے اختیار ہوکر ان کی طرف چلا آتا تھا۔غرض صحابہ کی سی حالت اور حوادث کی ضرورت اب بھی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو جو مسیح موعودؑ کے ہاتھ سے تیار ہو رہی ہے اسی جماعت کے ساتھ شامل کیا ہے جو رسول اللہ ﷺ نے طیار کی تھی اور چونکہ جماعت کی ترقی ایسے ہی لوگوں

ناسمجھ مخالفوں نے کہا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلایا گیا... اصل بات یہ ہے کہ دل کی نالیاں اطاعت کے پانی سے لبریز ہوکر بہہ نکلی تھیں

کو اُس کے سامنے حقیر سمجھا اور جو کچھ پیغمبرِ خدا ﷺ نے فرمایا اسی کو واجب العمل قرار دیا۔ ان کی اطاعت میں گمشدگی کا یہ عالم تھا کہ آپؐ کے وضو کے بقیہ پانی میں برکت ڈھونڈتے تھے۔ اور آپ کے لبِ مبارک کو متبرّک سمجھتے تھے۔ اگر ان میں یہ اطاعت کی تسلیم کا مادہ نہ ہوتا بلکہ ہر ایک اپنی اصلی رائے کو مقدم سمجھتا اور پھوٹ پڑ جاتی تو وہ اس قدر مراتبِ عالیہ کو نہ پاتے۔ میرے نزدیک شیعہ سُنیوں کے جھگڑوں کو چکا دینے کے لئے یہی ایک دلیل کافی ہے کہ صحابہ کرام میں باہم پھوٹ، ہاں باہم کسی قسم کی پھوٹ اور عداوت نہ تھی۔ کیونکہ ان کی ترقیاں اور کامیابیاں اس امر پر دلالت کر رہی ہیں کہ وہ باہم ایک تھے اور کچھ بھی کسی سے عداوت نہ تھی۔ ناسمجھ مخالفوں نے کہا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلایا گیا۔ مگر مَیں کہتا ہوں یہ صحیح نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ دل کی نالیاں اطاعت کے پانی سے لبریز ہوکر بہہ نکلی تھیں۔ یہ اس اطاعت اور اتحاد کا نتیجہ تھا کہ انہوں نے دوسرے دلوں کو تسخیر کرلیا۔ آپؐ پیغمبرِ خدا ﷺ کی شکل وصورت جس پر خدا پر بھروسہ کرنے کا نُور چڑھا ہوا تھا اور جو جلالی اور

کے نمونوں سے ہوتی ہے اس لئے تم جو مسیح موعودؑ کی جماعت کہلا کر صحابہ کی جماعت سے ملنے کی آرزو رکھتے ہو اپنے اندر صحابہ کا رنگ پیدا کرو۔ اطاعت ہو تو ویسی ہو۔ باہم محبّت اور اُخوّت ہو تو ویسی ہو۔ غرض ہر رنگ میں، ہر صورت میں تم وہی شکل اختیار کرو جو صحابہؓ کی تھی۔ (تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد دوم صفحہ 248، 246۔ زیر سورۃ النساء آیت 60)

اطاعت کے بارہ میں کچھ احادیث پیش کرتا ہوں۔

حذیفہؓ بن یمان سے روایت ہے کہ مَیں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم برائی میں تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں

اگر نظامِ جماعت پر حرف آتے ہوئے دیکھیں تو آپ کے لئے راستہ کھلا ہے خلیفۂ وقت تک بات پہنچائیں اور مناسب ہے کہ اس عہدیدار کے ذریعہ سے ہی بھجوائیں

بھلائی دی۔ اب اس کے بعد بھی کچھ برائی ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ مَیں نے کہا پھر اس کے بعد بھلائی ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ مَیں نے کہا پھر اس کے بعد برائی۔ آپ نے فرمایا: ہاں۔ مَیں نے کہا کیسے؟ آپؐ نے فرمایا میرے بعد وہ لوگ حاکم ہوں گے جو میری راہ پر نہ چلیں گے۔ میری سنت پر عمل نہیں کریں گے اور ان میں ایسے لوگ ہوں گے جن کے دل شیطان کے سے اور بدن آدمیوں کے سے ہوں گے۔ مَیں نے عرض کی: یارسول اللہ! اس وقت مَیں کیا کروں۔ آپؐ نے فرمایا: اگر تو ایسے زمانہ میں ہو تو حاکم کی بات کو سن اور مان خواہ وہ تیری پیٹھ پھوڑے اور تیرا مال لے لے۔ پس تُو اس کی بات سنے جا اور اس کا حکم مانتا رہ۔

(صحیح مسلم کتاب باب وجوب ملازمۃ جماعۃ المسلمین...)

تو اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر ظلم کی حد تک بھی تمہارے ساتھ تمہارے عہدیداران کی طرف سے سلوک ہو رہا ہے تب بھی تم ان کی اطاعت کئے جاؤ۔ آنحضرت ﷺ نے اطاعت کو اتنی اہمیت دی تھی کہ مختلف زاویوں سے اُمّت کو اس بارہ میں سمجھاتے رہے۔

چند احادیث ہیں:

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا: سنو اور اطاعت کرو۔ خواہ تم پر ایسا حبشی غلام (حاکم بنا دیا جائے) جس کا سر منقہ کی طرح (چھوٹا) ہو۔

(صحیح بخاری، کتاب الاحکام، باب السمع والطاعۃ للامام مالم تکن معصیۃ)

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے اپنا ہاتھ کھینچا وہ اللہ تعالیٰ سے (قیامت کے دن) اس حالت میں ملے گا کہ نہ اس کے پاس کوئی دلیل ہوگی نہ عذر۔ اور جو شخص اس حال میں مرا کہ اس نے امام وقت کی بیعت نہیں کی تھی تو وہ جاہلیت اور گمراہی کی موت مرا۔

(صحیح مسلم کتاب باب وجوب ملازمۃ جماعۃ المسلمین...)

پھر ایک حدیث میں آتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تنگدستی اور خوشحالی، خوشی اور ناخوشی، حق تلفی اور ترجیحی سلوک، غرض ہر حالت میں تیرے لئے حاکم وقت کے حکم کو سننا اور اس کی اطاعت کرنا واجب ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الامارۃ)

پھر حضرت عبادہ بن ولید اپنے دادا کی روایت اپنے والد کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے آنحضرت ﷺ سے سننے اور بات ماننے کی بنیاد پر بیعت کی تھی۔ سختی اور راحت اور خوشی اور ناخوشی میں خواہ ہمارے حق کا خیال نہ رکھا جائے اور اس بنیاد پر کہ ہم جھگڑا نہ کریں گے۔ اس شخص کی سرداری میں جو اس کے لائق ہے اور ہم سچ بات کہیں گے جہاں ہوں گے۔ اللہ کی راہ میں ہم کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

(صحیح مسلم کتاب الامارہ)

ادنیٰ چیز کو قربان کرو۔ پھر جو ہمارا عہدیدار یا امیر مقرر ہو گیا اب اس کی اطاعت تمہارا فرض ہے۔ اس کی اطاعت کریں اور یہ سوال نہ اٹھائیں کہ یہ کیوں بنایا گیا۔ بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ برادریاں لعن طعن کرتی ہیں کہ ہمارے خاندان کے اس کے ساتھ یہ یہ مسئلے تھے اور تم اس کی اطاعت کر رہے ہو۔ تو اللہ کی خاطر اس لعنت ملامت سے بالکل نہیں ڈرنا۔ یہ ہے ایک اعلیٰ اور مضبوط نظام جو آنحضرت ﷺ قائم کرنا چاہتے ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ اس سلسلہ میں فرماتے ہیں: قرآن جس کو اطاعت کہتا ہے وہ نظام اور ضبطِ نفس کا

شخص عہدیدار بن ہی نہیں سکتا جو اس حد تک گر جائے اور ایسے احکام دے۔ تو بات صرف اس حکم کو سمجھنے، اس کی تشریح کی رہ گئی۔ تو پہلے تو خود اس عہدیدار کو توجہ دلاؤ۔ اگر نہیں مانتا تو اس سے بالا جو عہدیدار ہے، افسر ہے، امیر ہے، اس تک پہنچاؤ۔ اور پھر خلیفۂ وقت کو پہنچاؤ۔ لیکن اگر یہ تمہارے نزدیک برائی ہے تو پھر تمہیں یہ حق بھی نہیں پہنچتا کہ باہر اس کا ذکر کرتے پھرو۔ کیونکہ برائی کو تو وہیں روک دینے کا حکم ہے۔ اب تمہارا یہ فرض ہے کہ نظام بالا تک پہنچاؤ اور اس کا فیصلے کا انتظار کرو۔

سوائے اس کے کہ شریعت کے واضح احکام کی خلاف ورزی ہو۔ ہر حال میں اطاعت ضروری ہے

تو آنحضرت ﷺ سے زیادہ لوگوں کے حقوق کا خیال رکھنے والا کون تھا۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ حق کا نہ خیال رکھا جائے تب بھی ہم اطاعت کریں گے۔ لیکن یہاں کچھ اصول بدل رہے ہیں۔ حالانکہ تمام صحابہ اس بات کی گواہی دیتے تھے کہ آپ ﷺ حق سے بڑھ کر حق ادا کرنے والے تھے اور آپؐ کے متعلق تو یہ خیال بھی نہیں کیا جاسکتا تھا کہ آپؐ کسی کے حق کا خیال نہیں رکھیں گے۔ لیکن کیونکہ یہاں نظامِ جماعت کی بات ہو رہی ہے جس میں اس کے ماننے والوں کا اطاعت سے باہر رہنے کا ادنیٰ سا تصور بھی برداشت نہیں ہوسکتا اس

نام ہے یعنی کسی شخص کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ انفرادی آزادی کو قومی مفاد کے مقابلہ میں پیش کر سکے۔ یہ ہے ضبطِ نفس اور یہ ہے نظام۔

(تفسیر کبیر از حضرت مصلح موعودؓ جلد 10 صفحہ 156)

ایک حدیث میں آتا ہے۔ حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: سُننا اور اطاعت کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ خواہ وہ امر اس کو پسند ہو یا ناپسند۔ یہاں تک کہ اسے معصیت کا حکم دیا جائے۔ اور اگر معصیت کا حکم دیا جائے تو پھر اطاعت اور فرمانبرداری نہ کی جائے۔

(صحیح بخاری کتاب الاحکام باب السمع والطاعۃ للامام...)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''یہ جو امارت اور خلافت کی اطاعت کرنے پر اس قدر زور دیا گیا ہے اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ امیر یا خلیفہ کا ہر ایک معاملہ میں فیصلہ صحیح ہوتا ہے۔ کئی دفعہ کسی معاملہ میں وہ غلطی کر جاتے ہیں۔ مگر باوجود اس کے ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کا اس لئے حکم دیا گیا ہے کہ اس کے بغیر انتظام قائم نہیں رہ سکتا۔ تو جب رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ مَیں بھی غلطی کر سکتا ہوں تو پھر خلیفہ یا امیر کی کیا طاقت ہے کہ کہے مَیں کبھی کسی امر میں غلطی نہیں کر سکتا۔ خلیفہ بھی غلطی کر سکتا ہے

اب تم اپنی ذات کے بارہ میں نہ سوچو بلکہ جماعت کے بارہ میں سوچو۔ اور اپنے ذاتی حقوق خود خوشی سے چھوڑو۔ اور جماعتی حقوق کی ادائیگی کی کوشش کرو

لئے یہ عہد لیا جا رہا ہے کہ ہم ہر حالت میں چاہے ہمارے حقوق کا نہ بھی خیال رکھا جا رہا ہو ہم مکمل اطاعت اور فرمانبرداری کے جذبہ سے اس عہدِ بیعت کو نبھائیں گے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ آنحضرت ﷺ کسی کا حق مار رہے ہیں بلکہ اب جب جماعتی زندگی کا معاملہ آئے گا تو حق کے معیار بدلنے چاہئیں۔ اب تم اپنی ذات کے بارہ میں نہ سوچو بلکہ جماعت کے بارہ میں سوچو۔ اور اپنے ذاتی حقوق خود خوشی سے چھوڑو۔ اور جماعتی حقوق کی ادائیگی کی کوشش کرو۔ یہاں وہی مضمون ہے کہ اعلیٰ چیز کے لئے

تو جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا ہے کہ سوائے اس کے کہ شریعت کے واضح احکام کی خلاف ورزی ہو۔ ہر حال میں اطاعت ضروری ہے اور اس حدیث میں بھی یہی ہے۔ یہاں ایک بات کی وضاحت ضروری ہے کہ تم گھر بیٹھے فیصلہ نہ کرلو کہ یہ حکم شریعت کے خلاف ہے اور یہ حکم نہیں۔ ہوسکتا ہے تم جس بات کو جس طرح سمجھ رہے ہو وہ اس طرح نہ ہو۔ کیونکہ الفاظ یہ ہیں کہ معصیت کا حکم دے، گناہ کا حکم دے۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے نظامِ جماعت اتنا پختہ ہو چکا ہے کہ کوئی ایسا

لیکن باوجود اس کے اُس کی اطاعت کرنی لازمی ہے ورنہ سخت فتنہ پیدا ہوسکتا ہے۔ مثلاً ایک جگہ وفد بھیجنا ہے۔ خلیفہ کہتا ہے کہ بھیجنا ضروری ہے لیکن ایک شخص کے نزدیک ضروری نہیں۔ ہوسکتا ہے کہ فی الواقع ضروری نہ ہو لیکن اگر اس کو اجازت ہو کہ وہ خلیفہ کی رائے نہ مانے تو اس طرح انتظام ٹوٹ جائے گا جس کا نتیجہ بہت بڑا فتنہ ہوگا۔ تو انتظام کے قیام اور درستی کے لئے بھی ضروری ہے کہ اپنی رائے پر زور نہ دیا جائے۔ جہاں کی جماعت کا کوئی امیر مقرر ہو وہ اگر دوسروں کی

رائے کو مفید نہیں سمجھتا تو انہیں چاہئے کہ اپنی رائے کو چھوڑ دیں۔ اسی طرح جہاں انجمن ہو وہاں کے لوگوں کو سیکرٹری کی رائے کے مقابلہ میں اپنی رائے پر ہی اصرار نہیں کرنا چاہئے۔ جہاں تک ہو سکے سیکرٹری یا امیر کو اپنا ہم خیال بنانے کی کوشش کرنی چاہئے اور اسے سمجھانا چاہئے لیکن اگر وہ اپنی رائے پر قائم رہے تو دوسروں کو اپنی رائے چھوڑ دینی چاہئے۔ کیونکہ رائے کا چھوڑ دینا فتنہ پیدا کرنے کے مقابلہ میں بہت ضروری ہے''۔

اطاعت امیر کے بارہ میں آنحضرت ﷺ کے مختلف ارشادات سنے ہیں۔ لیکن ایک یہ حدیث ہے ہے تو پھر حدیث کی روشنی میں آپ عہدیدار سے عدم تعاون کر کے، ان کی نافرمانی کر کے، خلیفہ وقت کی نافرمانی کر رہے ہیں۔ اور پھر یہ سلسلہ اوپر تک بڑھتا چلا جائے گا۔ پس ہر ایک کی بقا اسی میں ہے کہ وہ اس عہد پر قائم رہے کہ وہ ہر قربانی کے لئے تیار رہے گا۔

اس کے بعد اب مَیں مختصراً، آج جلسے کا آغاز بھی ہے ان شاءاللہ، تو اس سلسلہ میں بعض دعائیں پیش کروں گا جو جلسہ میں شامل ہونے والوں کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیں۔ جہاں آپ نے بہت ساری دعائیں کی ہیں ان جلسوں میں شامل ہونے والوں کے ہو۔ وہ آسانی سے اور سہولت سے تمام پروگرام سن سکیں۔ پھر اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ بچوں والیوں کو بچوں کی ضرورت کے وقت اٹھنا پڑتا ہے، باہر جانے میں بھی آسانی رہے۔ تو امید ہے ان شاءاللہ تعالیٰ ان تین دنوں میں آپ لوگ یہ ثابت کر دیں گے کہ محض للہ آپ اپنی زندگی گزارنے کے لئے یہاں اکٹھے ہوئے ہیں۔

اب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیں جو آپ نے اس موقع کے لئے کیں، پڑھتا ہوں۔ آپ اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرتے ہیں جماعت کے لئے دعا کرتے ہوئے:

جہاں کی جماعت کا کوئی امیر مقرر ہو وہ اگر دوسروں کی رائے کو مفید نہیں سمجھتا تو انہیں چاہئے کہ اپنی رائے کو چھوڑ دیں

جو مزید خوف دلوں میں پیدا کرتی ہے۔ ہر احمدی کو ہمیشہ یہ باتیں ہر وقت اپنے ذہن میں رکھنی چاہئیں۔ کہ اطاعت امیر کس قدر ضروری ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب وجوب طاعۃ الامراء فی غیر معصیۃ وتحریمھا فی المعصیۃ)

تو کون ہے ہم میں سے جو یہ پسند کرتا ہو کہ ہم آنحضرت ﷺ کے دائرہ اطاعت سے باہر نکلیں۔ کوئی احمدی یہ تصور بھی نہیں کرسکتا۔ پس جب یہ سوچا بھی نہیں جاسکتا تو پھر عہدیداران کی، امراء کی اطاعت خالصتاً للہ اپنے اوپر واجب کرلیں۔ اور اگر نظامِ جماعت پر حرف آتے ہوئے دیکھیں تو آپ کے لئے راستہ کھلا ہے خلیفۂ وقت تک بات پہنچائیں اور مناسب ہے کہ اس عہدیدار کے ذریعہ سے ہی بھجوائیں۔ بغیر نام کے شکایت پر غور نہیں ہوتا۔ اگر اصلاح چاہتے ہیں تو کھل کر سامنے آنا چاہئے۔ لیکن یاد رکھیں! آپ کو یہ قطعاً اجازت نہیں ہے کہ کسی بھی عہدیدار کی نافرمانی کریں۔ اگر کوئی ایسی صورت لئے، وہاں آپ شامل ہونے والوں سے آپؑ نے کچھ توقعات بھی رکھی ہیں۔ اور فرمایا ہے کہ اس جلسہ کو عام دنیاوی میلوں کی طرح نہ سمجھو کہ اکٹھے ہوئے، ٹولیاں بنائیں، بیٹھے، اپنی مجلسیں جمائیں۔ جلسے کی کارروائی کے دوران بہر حال سب کو سوائے اشد مجبوری کے جلسہ گاہ میں جہاں جلسہ کے پروگرام ہو رہے ہیں، اس ہال میں، یہاں بیٹھنا چاہئے اور تمام کارروائی کو سننا چاہئے۔ انتظامیہ بھی اس بات کا خیال رکھے کہ نرمی اور پیار سے تمام شاملین کو اس طرف توجہ دلائے اور آنے والوں کا بھی کام ہے کہ انتظامیہ سے اس سلسلہ میں تعاون کریں۔ ان کے کہنے کا برا نہ مانیں اور جو بھی انتظام ہے اس کی پوری پوری اطاعت کریں کیونکہ یہ بھی اطاعت نظام کا ایک حصہ ہے اور آج سے ہی، ابھی آپ کی طرف سے اظہار سے پتہ لگنا شروع ہو جائے گا کہ کون کس حد تک اطاعت گزار ہے۔ خاص طور پر عورتیں اس بات کا خیال رکھیں کہ وہ جلسہ سننے آئی ہیں، محفلیں جمانے کے لئے نہیں، نہ ہی دنیاداری کی باتیں کرنے۔ یہی دن ہوتے ہیں جن میں اصلاحِ نفس کا موقع ملتا ہے۔ تو ان سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہئے۔ پھر جن خواتین کے چھوٹے بچے ہیں، وہ جہاں بھی ان کا انتظام ہے، مارکی لگی ہوئی ہے اس کے آخر پر بیٹھیں تاکہ بچوں کی وجہ سے دوسروں کو پروگرام سننے میں کوئی دشواری نہ

''ہر یک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ اُن کے ساتھ ہو اور اُن کو اجرِ عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات اُن پر آسان کر دیوے اور اُن کے ہمّ و غم دور فرما دے۔ اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مُرادات کی راہیں اُن پر کھول دیوے اور روزِ آخرت میں اپنے اُن بندوں کے ساتھ اُن کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتامِ سفر اُن کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کُشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے، آمین ثم آمین''۔

(اشتہار 7؍ دسمبر 1892ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اول۔ صفحہ 342)

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ان دعاؤں اور اس کے علاوہ وہ تمام دعائیں جو آپؑ نے اپنی پیاری جماعت کے لئے کیں ان سب کا وارث بنائے۔ ہمیں اپنا عبادت گزار بندہ بنائے۔ ہمیں ہر قسم کے شرک سے پاک کر دے، اپنی کامل فرمانبرداری میں رکھے، اور اس جلسہ کی تمام برکات سے فیضیاب فرماتے ہوئے اپنی رحمتوں اور فضلوں کی چادر ہم پر ہمیشہ تانے رکھے، آمین۔

(خطبات مسرور جلد اوّل صفحہ 255۔ خطبہ جمعہ 22؍ اگست 2003ء)

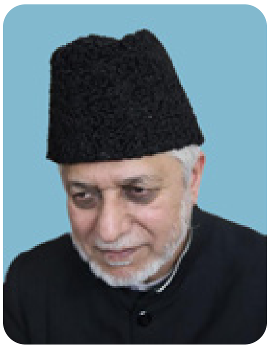

خلیفۂ وقت کا دل۔ دعاؤں کا خزینہ

(مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب۔ امام مسجد فضل لندن)

نظام خلافت کی بے شمار نعمتوں میں سے ایک نعمت یہ ہے کہ خلیفہ وقت کے وجود میں ساری جماعت کو ایک ایسا دردمند اور دعاگو وجود نصیب ہوتا ہے جو ہر دکھ درد میں ان کا سہارا اور ہر خوشی میں ان کے ساتھ برابر شریک ہوتا ہے۔ یہ کیفیت دنیاوی راہنماؤں میں کہاں جن کو ان کے عوام تب یاد آتے ہیں جب انہیں ووٹ کی ضرورت پڑتی ہے لیکن خلافت کے بابرکت نظام میں خلیفۂ وقت اسوۂ نبوی کی اقتداء میں جماعتِ مومنین کے لئے ہر روز اور ہر وقت ایک رؤوف و رحیم باپ کی طرح ہوتا ہے۔ غم کے مارے اس کے آستانہ پر آکر اپنے بوجھ ہلکے کرتے ہیں اور دعاؤں کے خزانوں سے جھولیاں بھر کر لوٹتے ہیں۔ یہ ایسی نعمت ہے جو آج سوائے جماعت احمدیہ کے دنیا کے کسی اور نظام میں لوگوں کو میسر نہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے زمانے کا واقعہ ہے۔ چوہدری حاکم دین صاحب بورڈنگ کے ایک ملازم تھے۔ ان کی بیوی، پہلے بچے کی ولادت کے وقت بہت تکلیف میں تھی۔ اس کربناک حالت میں رات کے بارہ بجے وہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر حاضر ہوئے۔ دروازہ پر دستک دی۔ آواز سن کر پوچھا کون ہے؟ اجازت ملنے پر اندر جاکر زچگی کی تکلیف کا ذکر کیا اور دعا کی درخواست کی۔ حضور فوراً اٹھے، اندر جاکر ایک کھجور لے کر آئے اور اُس پر دعا کر کے انہیں دی اور فرمایا: ”یہ اپنی بیوی کو کھلا دیں اور جب بچہ ہوجائے تو مجھے بھی اطلاع دیں“۔

چوہدری حاکم دین صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں واپس آیا کھجور بیوی کو کھلا دی اور تھوڑی ہی دیر میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بچی کی ولادت ہوئی۔ رات بہت دیر ہوچکی تھی مَیں نے خیال کیا کہ اتنی رات گئے دوبارہ حضور کو اس اطلاع کے لئے جگانا مناسب نہیں۔ نماز فجر میں حاضر ہوکر میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کھجور کھلانے کے بعد بچی پیدا ہوگئی تھی۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے جو فرمایا وہ سننے اور یاد رکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ دلگداز الفاظ طبیعت میں رقّت پیدا کر دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

”میاں حاکم دین! تم نے اپنی بیوی کو کھجور کھلا دی اور تمہاری بچی پیدا ہوگئی۔ اور پھر تم اور تمہاری بیوی آرام سے سوگئے۔ مجھے بھی اطلاع کر دیتے تو مَیں بھی آرام سے سو رہتا۔ مَیں تو ساری رات جاگتا رہا اور تمہاری بیوی کے لئے دعا کرتا رہا!“

چوہدری حاکم دین صاحب نے یہ واقعہ بیان کیا اور بے اختیار رو پڑے اور کہنے لگے:

”کہاں چپڑاسی حاکم دین اور کہاں نورالدین اعظم“

(مبشرین احمد صفحہ 38 نیز اصحاب احمد جلد 8 صفحہ 72-71)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ایک بار اس کا نقشہ اس طرح کھینچا تھا، فرمایا:

''تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا، تمہاری محبّت رکھنے والا، تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا، تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا، تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے۔ مگر ان کے لئے نہیں ہے۔ تمہارا اسے فکر ہے، درد ہے اور وہ تمہارے لئے اپنے مولیٰ کے حضور تڑپتا رہتا ہے لیکن ان کے لئے ایسا کوئی نہیں ہے۔ کسی کا اگر ایک بیمار ہو تو اس کو چین نہیں آتا۔ لیکن کیا تم ایسے انسان کی حالت کا اندازہ کرسکتے ہو جس کے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں بیمار ہوں''۔

(انوار العلوم، جلد 2 صفحہ 156)

اسی تسلسل میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا ایک ارشاد پیش کرتا ہوں جس میں آپ نے اپنی قلبی کیفیات اور دعاؤں کا تذکرہ ایک دلگداز رنگ میں کیا ہے۔ آپ نے فرمایا:

''مَیں آپ میں سے آپ کی طرح کا ہی ایک انسان ہوں اور آپ میں سے ہر ایک کے لئے اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اتنا پیار پیدا کیا ہے کہ آپ لوگ اس کا اندازہ بھی نہیں کرسکتے بعض دفعہ سجدہ میں مَیں جماعت کے لئے اور جماعت کے افراد کے لئے یوں دعا کرتا ہوں کہ اے خدا! جو مجھے خط لکھنا چاہتے تھے لیکن کسی سستی کی وجہ سے نہیں لکھ سکے ان کی مرادیں پوری کردے۔ اور اے خدا! جنہوں نے مجھے خط نہیں لکھا اور نہ انہیں خیال آیا ہے کہ دعا کے لئے خط لکھیں اگر انہیں کوئی تکلیف ہے یا ان کی کوئی حاجت اور ضرورت ہے تو ان کی تکلیف کو بھی دور کردے اور حاجتیں بھی پوری کردے''۔ (روزنامہ الفضل ربوہ 12 دسمبر 1966ء)

جماعتی روایات کے مطابق ربوہ میں جلسہ سالانہ پر آنے والے معزز مہمانوں کو جماعت کے تعلیمی ادارہ جات میں ٹھہرایا جاتا تھا۔ 1972ء میں حکومتِ وقت نے ان سب ادارہ جات کو قومیا لیا مگر 1974ء تک جلسہ کے دنوں میں ان عمارات میں جلسہ کے مہمانوں کو ٹھہرانے کا سلسلہ جاری رہا۔ 1975ء میں جلسہ سالانہ سے چند روز قبل اچانک محکمہ تعلیم کی طرف سے پیغام آیا کہ جماعت کو امسال جلسہ سالانہ کے موقع پر رہائش کے لئے تعلیمی ادارے نہیں ملیں گے۔

جماعتی نظام کی طرف سے جب یہ چونکا دینے والی اطلاع حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو دی گئی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ:

''اگر مہمان باہر کھلے آسمان کے نیچے سوئیں گے تو مَیں بھی کھلے آسمان کے نیچے سوؤں گا''۔

سبحان اللہ! افرادِ جماعت کے دلی محبّت اور شفقت کا کیا خوب صورت اظہار ہے۔!

کینیڈا کے ایک پروفیسر ڈاکٹر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے پہلی بار ملنے آئے تو ان کی حضور سے ملاقات سے پہلے اس عاجز کو بھی ان سے ملنے کا موقعہ ملا اور میں نے حضور انور کی ذات کے بارہ میں چند باتیں بطور تعارف اپنے انداز میں ذکر کیں، بعد ازاں وہ حضورؒ سے ملاقات کرنے چلے گئے۔ واپس آئے تو انہوں نے اظہار کیا کہ ملاقات کے لئے جاتے وقت مَیں یہ تاثر لے کر گیا کہ احباب جماعت اپنے خلیفہ سے بہت محبّت کرتے ہیں۔ وہاں جو باتیں ہوئیں ان کے بعد مَیں یہ کہوں گا کہ احباب جماعت کی اپنے خلیفہ سے محبّت اپنی جگہ لیکن میں اس یقین سے واپس لوٹا ہوں کہ جماعت کا خلیفہ اپنی جماعت کے افراد سے ان سے بھی زیادہ محبّت رکھتا ہے۔ کیا سچی اور بَرحق بات اس پروفیسر نے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا دورہ زمبابوے کے دوران احباب جماعت کے ساتھ اظہارِ محبت

کہی۔ ماں سے زیادہ محبّت کرنے والا اور دن رات ان کو دعاؤں پر دعائیں دینے والا، ان کے غم میں گھلنے والا اور ان کی خوشیوں میں پوری طرح شامل وجود کسی نے دیکھنا ہو تو خلیفۂ وقت کے وجود میں نظر آتا ہے! عالمِ احمدیت سے باہر یہ نعمت آج کسی اور کو نصیب نہیں۔

جل رہا ہے سارا عالَم دھوپ میں بے سائباں
شکرِ مولیٰ کہ ہمیں سایۂ رحمت ملا

آج بھی خدائے رحمٰن نے اپنے بے پایاں فضل وکرم سے ہمیں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ذات میں ایسا مہربان آقا عطا فرمایا ہے جو ہم میں سے ہر ایک کو اس محبّت سے گلے لگاتا ہے کہ غم بھول جاتا ہے اور دل کی پاتال تک خوشی و مسرت کا بسیرا ہو جاتا ہے۔ خدائے ذوالمنن کا احسان ہے کہ اس نے ایسا خلیفہ ہمیں عطا فرمایا ہے جو محبّت بھری دعاؤں کا کبھی نہ ختم ہونے والا خزانہ ہے۔ اس کا محبّت بھرا سلوک دلوں کو لُوٹتا چلا جاتا ہے!

خلفائے احمدیت کی محبّت وشفقت اور دعاؤں کے فیض کا سلسلہ اتنا وسیع اور اتنا دلگداز ہے کہ بیان کا یارا نہیں۔ کاش میرے لئے ممکن ہوتا تو مَیں دنیا کو بتاتا کہ ہم خلافتِ احمدیہ کے سایہ میں کس جنت میں دن رات بسر کر رہے ہیں۔ حق یہ ہے کہ یہ کیفیت لفظوں میں بیان کرنے والی نہیں بلکہ ذاتی تجربات کی روشنی میں محسوس کرنے اور جاننے والی عظیم دولت ہے۔ مَیں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ آج اکنافِ عالم میں بسنے والے کروڑوں عشاقِ احمدیت اس بات پر زندہ گواہ ہیں کہ آج نظامِ خلافت کے سایہ سے بڑھ کر کوئی اور عافیت بخش سایہ نہیں اور خلیفۂ وقت ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ذاتِ اقدس سے محبّت، الفت اور فدائیت کی لہریں ہر احمدی کے دل میں ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی طرح موجزن ہیں۔ خلافت احمدیہ اور خلیفۂ وقت کے

ساتھ آج کروڑوں احمدیوں کی یہ بے لوث فدائیت اور محبّت ایک خداداد دولت ہے جس سے ہر احمدی کا دل مالامال ہے۔ ہر احمدی کے دل کے جذبات کا ترجمان یہ دعائیہ شعر ہے۔

میرے آقا کی محبّت ہو مری روح کی راحت
اس کی شفقت بھری نظروں کی عطا ہو دولت

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دل میں آفتابِ عالم میں پھیلے ہوئے ساری دنیا کے احمدیوں کے لئے محبّت والفت کی کیفیت اور ان کے لئے دن رات ایک خاص تڑپ سے دعائیں کرنے کی جو کیفیت موجزن رہتی ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا ہے۔

”پھر خلافت کا مقصد حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف بھرپور توجہ دینا ہے۔ ان حقوق کو منوانا اور قائم کرنا اور مشترکہ کوشش سے ان کی ادائیگی کی کوشش کرنا ہے۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے لئے افراد جماعت میں یہ روح پیدا کرنا ہے۔ ان کو توجہ دلانا ہے کہ دین بہرحال دنیا سے مقدم رہنا چاہئے اور اسی میں تمہاری بقا ہے۔ اس میں تمہاری نسلوں کی بقا ہے۔ یہ ایک روح پھونکنا بھی خلافت کا کام ہے۔ توحید کے قیام کے لئے بھرپور کوشش یہ بھی خلافت کا کام ہے۔ جبکہ دنیاوی لیڈروں کے تو دنیاوی مقاصد ہیں۔ ان کا کام تو اپنی دنیاوی حکومتوں کی سرحدوں کو بڑھانا ہے۔ اسی کی ان کو فکر پڑی رہتی ہے۔ ان کا کام تو سب کو اپنے زیرنگیں کرنا ہے۔ دنیا میں آپ دیکھیں اپنے ملکوں کی حدوں سے باہر نکل کر بھی دوسرے ملکوں کی آزادیوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں چاہے وہ ڈکٹیٹر ہوں یا سیاسی حکومتیں ہوں۔ دنیاوی لوگوں کا تو یہ کام ہے۔ ان کا کام تو جھوٹی اَناؤں اور عزتوں کے لئے انصاف کی دھجیاں اڑانا ہے جو ہمیں مسلمان دنیا میں بھی اور باقی دنیا میں بھی نظر آتی ہے۔

کون سا ڈکٹیٹر ہے جو اپنے ملک کی رعایا سے ذاتی تعلق بھی رکھتا ہو۔ خلیفۂ وقت کا تو دنیا میں پھیلے ہوئے ہر قوم اور ہر نسل کے احمدی سے ذاتی تعلق ہے۔ ان کے ذاتی خطوط آتے ہیں جن میں ان کے ذاتی معاملات کا ذکر ہوتا ہے۔ ان روزانہ کے خطوط کو ہی اگر دیکھیں تو دنیا والوں کے لئے ایک یہ ناقابلِ یقین بات ہے۔ یہ خلافت ہی ہے جو دنیا میں بسنے والے ہر احمدی کی تکلیف پر توجہ دیتی ہے۔ ان کے لئے خلیفۂ وقت دعا کرتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز Gießen جرمنی میں ایک بیمار بچے کو دعاؤں سے نواز رہے ہیں (18 اکتوبر 2019ء)

کون سا دنیاوی لیڈر ہے جو بیماروں کے لئے دعائیں بھی کرتا ہو۔ کون سا لیڈر ہے جو اپنی قوم کی بچیوں کے رشتوں کے لئے بے چین اور ان کے لئے دعا کرتا ہو۔ کون سا لیڈر ہے جس کو بچوں کی تعلیم کی فکر ہو۔ حکومت بے شک تعلیمی ادارے بھی کھولتی ہے۔ صحت کے ادارے بھی کھولتی ہے۔ تعلیم تو مہیا کرتی ہے لیکن بچوں کی تعلیم جو اس دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں ان کی فکر صرف آج خلیفۂ وقت کو ہے۔ جماعت احمدیہ کے افراد ہی وہ خوش قسمت ہیں جن کی فکر خلیفۂ وقت کو رہتی ہے کہ وہ تعلیم حاصل کریں۔ ان کی صحت کی فکر خلیفۂ وقت کو رہتی ہے۔ رشتے کے مسائل ہیں۔ غرض کہ کوئی مسئلہ بھی دنیا میں پھیلے ہوئے احمدیوں کا چاہے وہ ذاتی ہو یا جماعتی ایسا نہیں جس پر خلیفۂ وقت کی نظر نہ ہو اور اس کے حل کے لئے وہ عملی کوشش کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتا نہ ہو۔ اس سے دعائیں نہ مانگتا ہو۔ مَیں بھی اور میرے سے پہلے خلفاء بھی یہی کچھ کرتے رہے۔

مَیں نے ایک خاکہ کھینچا ہے بے شمار کاموں کا جو خلیفۂ وقت کے سپرد خدا تعالیٰ نے کئے ہیں اور انہیں اس نے کرنا ہے۔ دنیا کا کوئی ملک نہیں جہاں رات سونے سے پہلے چشمِ تصور میں مَیں نہ پہنچتا ہوں اور ان کے لئے سوتے وقت بھی اور جاگتے وقت بھی دعا نہ ہو۔ یہ مَیں باتیں اس لئے نہیں بتا رہا کہ کوئی احسان ہے۔ یہ میرا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ اس سے بڑھ کر مَیں فرض ادا کرنے والا بنوں۔ کہنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ خلافت اور دنیاوی لیڈروں کا موازنہ ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ ویسے ہی غلط ہے۔ بعض دفعہ دنیاوی لیڈروں سے باتوں میں جب مَیں صرف ان کو روزانہ کی ڈاک کا ہی ذکر کرتا ہوں کہ اتنے خطوط مَیں دیکھتا ہوں لوگوں کے ذاتی بھی اور دفتری بھی تو حیران ہوتے ہیں کہ یہ کس طرح ہوسکتا ہے۔ پس کسی موازنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(خطبہ جمعہ 6/جون 2014ء)

آیئے ہم اس سائیہ عاطفت کی محبّت کو اپنے دلوں میں جگہ دیں اور اپنے دل کی گہرائیوں سے پیارے آقا کے لئے مجسم دعا بن جائیں۔

وہ جو دیتا ہے تمہیں ہر دم دعا
رات دن تم بھی دعا دیتے رہو

تعارف کتب

محمد انیس دیالگڑھی

منصبِ خلافت

اس کتاب کا جرمن ترجمہ کرنے کی سعادت مکرم حسنات احمد صاحب اور مکرم عطاء المنعم اختر صاحب کے حصہ میں آئی۔

حضرت مصلح موعودؓ کا سارا دَورِ خلافت اندرونی اور بیرونی فتنوں سے نبرد آزما نظر آتا ہے۔ آفرین ہے اُس اولوالعزم پر کہ وہ ان مسائل اور فتنوں سے مردانہ وار لڑتا رہا اور ماندہ ہوا نہ تھکا۔ اور خلافتِ حقّہ کو مضبوط بنیادوں پر کھڑا کر دیا۔ اُس وقت بعض بدباطن یہ الزام لگا رہے تھے کہ یہ زبردستی خلیفہ بن گیا ہے اور اپنی خلافت کو مضبوط کرنے کی فکر میں ہے مگر دراصل حضورؓ آئندہ آنے والے خلفاء کی خلافت کو مضبوط کر رہے تھے اور آپؓ کے سارے خطبات، خطابات اور تحریکات صرف اور صرف اس غرض کے لیے تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج جماعت خلافت کی اہمیت، ضرورت اور مقام کو خوب سمجھتی ہے۔

خلافتِ ثانیہ کے قیام کے ایک ماہ بعد 12 اپریل 1914ء کو قادیان دارالامان میں ایک خاص نوعیت کا غیر معمولی جلسہ منعقد ہوا جس میں دیگر علماء سلسلہ کی تقاریر

کے بعد سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بھی خطاب فرمایا۔ یہ خطاب نو بجے صبح شروع ہوا اور سوا گیارہ بجے تک جاری رہا۔ اور ایک لمبی اور پُرسوز دعا پر یہ جلسہ ختم ہوا۔ یہ خطاب 2007ء میں خلافت جوبلی کی آمد سے قبل ''منصب خلافت'' کے نام سے قادیان سے شائع کیا گیا۔

حضورؓ نے سورہ البقرہ کی آیت 130 کی تلاوت فرمائی اور فرمایا۔ ''اس دعا میں یہ ظاہر کیا کہ انبیاء علیہم السلام کے کیا کام ہوتے ہیں۔ ان کے آنے کی کیا غرض ہوتی ہے۔ پہلا کام یہ ہو کہ وہ تیری آیات اُن پر پڑھے۔ دوسرا کام کتاب یعنی شریعت سکھائے اور تیسرا کام یہ ہو کہ حکمت سکھائے۔ چوتھا کام ''وَ یُزَکِّیۡہِمۡ'' ان کو پاک کرے۔ پھر فرمایا: ''انبیا علیہم السلام کے اغراض بعثت پر غور کرنے کے بعد یہ سمجھ لینا بہت آسان ہے کہ خلفاء کا بھی یہی کام ہوتا ہے کیونکہ خلیفہ جو آتا ہے اس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ اپنے پیشرو کے کام کو جاری کرے۔ پس جو کام نبی کا ہوگا وہی خلیفہ کا ہوگا۔ اب اگر آپ غور اور تدبر سے دیکھیں تو ایک طرف نبی کا کام اور دوسری طرف خلیفہ کا کام کُھل جائے گا''۔

پھر آپؓ نے ان تمام کاموں کی تفصیل بتائی اور یہ بھی فرمایا کہ اس موعود یا خلیفہ میں یہ باتیں جو اس آیت میں بیان کی گئی ہیں، پائی جانی ضروری ہیں۔

آپؓ نے خلافت کو نہ ماننے والوں اور اس پر اعتراض کرنے والوں کو انذار کرتے ہوئے فرمایا: ''خلیفہ تو خداوند مقرر کرتا ہے پھر تمہارا کیا حق ہے کہ تم شرائط پیش کرو۔ خدا سے ڈرو اور ایسی باتوں سے توبہ کرو۔ یہ ادب سے دور ہیں۔ خدا تعالیٰ نے خود خلیفہ کے کام مقرر

کر دیئے ہیں اب کوئی نہیں جو ان میں تبدیلی کر سکے یا ان کے خلاف کچھ اور کہہ سکے''۔

خطاب کے آخر میں حضرت مصلح موعودؓ نے آیت استخلاف کی تلاوت فرمائی اور اس کی پُرحکمت اور ولولہ انگیز تفسیر فرماتے ہوئے فرمایا:

''اوّل تو خدا تعالیٰ کے وعدہ کا ذکر کیا گیا ہے کہ وعد اللہ۔ پھر خلافت دینے کے وعدے کو ''ل'' تاکید اور ''ن'' تاکید سے موکد کیا اور بتایا کہ خدا ایسا کرے گا اور ضرور کرے گا۔ پھر بتایا کہ خدا ضرور ضرور ان خلفاء کو تمکین عطا کرے گا۔ اور پھر فرمایا کہ خدا ضرور ضرور ان کے خوف کو اَمن سے بدل دے گا۔ غرض کہ تین بار لام تاکید اور نون تاکید لگا کر اس بات پر زور دیا ہے کہ ایسا خدا ہی کرے گا کسی کا اس میں دخل نہ ہوگا''۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اپنا ایک رؤیا بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''مَیں نے دیکھا کہ ایک شخص عبدالصمد کھڑا ہے اور کہتا ہے۔ مبارک ہو قادیان کی غریب جماعت۔ تم پر خلافت کی رحمتیں یا برکتیں نازل ہوتی ہیں''۔

الحمدللہ، آج بھی خلافت کی رحمتوں اور برکتوں سے مستفیض ہونے والے دنیا کے ہر کونے میں موجود ہیں اور اپنے دل و جاں خلافت کے قدموں میں بصد عجز و نیاز پیش کرتے چلے جا رہے ہیں۔

اِستحکام خلافت
اور
حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا لازوال کردار

تحریر: مکرم شیخ رفیق احمد طاہر صاحب، مورڈن (یوکے)

نازک مواقع پر کہے گئے کچھ الفاظ ایسے بھی ہوتے ہیں جو کہ تاریخ کے ماتھے پر سدا جگمگاتے رہتے ہیں۔ اور مشکل حالات میں ذمہ داری کے ساتھ کئے گئے بعض اقدامات قوموں کی تقدیر بدل دیا کرتے ہیں اور دنیا ہمیشہ انہیں یاد رکھتی ہے۔ آج ایسی ہی گھڑیوں اور ایسے ہی بعض جرأت مندانہ اقدامات کا ذکر مقصود ہے۔

26 مئی 1908ء اُس سانحۂ عظیم کا دن ہے جس روز حضرت نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا ظل اور اس دَور کا براہیم دارِ فانی سے رخصت ہوا۔ وہ جو ایمان کو ثریا سے واپس زمین پر لایا تھا اور جس نے اسلام کے چہرے پر چھائی دُھند اور غبار صاف کر کے اس کا اصل حسن واضح کیا اور مقصودِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک، مبارک، حسین اور منور چہرہ دنیا کو دکھایا۔ کمر توڑ دینے والے صدمہ کے اس موقع پر حضور علیہ السلام کی مقدس اہلیہ حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا نے نہایت درجہ حوصلہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ الفاظ کہے تھے:

”اے خدا یہ تو ہمیں چھوڑتے ہیں پر تو ہمیں نہ چھوڑیو“

(الفضل 19 جون 1962ء، حیاتِ طیبہ صفحہ 356)

یہ مختصر متوکلانہ الفاظ دراصل حضرت مسیح موعودؑ کی ہی تربیت کا نتیجہ تھے۔ چنانچہ جماعت کی سوا سو سالہ تاریخ گواہ ہے کہ حضرت ممدوحہؓ کے یہ دعائیہ الفاظ مقبول ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے خاندان مسیح موعودؑ اور آپ کی وفادار جماعت کو پہلے کبھی چھوڑا ہے نہ ہی آئندہ کبھی چھوڑے گا، ان شاءاللہ۔

ایک تاریخ ساز عہد

اسی موقع پر حضور علیہ السلام کے 19 سالہ فرزندِ موعود حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحبؓ نے آپ کی میّت کے سرہانے کھڑے ہو کر ایک یادگار عہد کیا جو ہمیشہ پوری آب و تاب کے ساتھ تاریخ کے اَوراق میں جگمگاتا رہے گا۔ اس بارہ میں حضرت مصلحِ موعودؓ کا بیان ہے:

”آپؑ کی وفات پر مجھے لوگ پریشان دکھائی دیئے اور مَیں نے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا کہ اب جماعت کا کیا حال ہوگا؟ چنانچہ میں نے اس وقت حضرت مسیح موعودؑ کے سرہانے کھڑے ہو کر یہ الفاظ کہے:

”اے خدا میں تجھے حاضر ناظر جان کر تجھ سے یہ عہد کرتا ہوں اگر ساری جماعت، احمدیت سے پھر جائے تب بھی وہ پیغام جو حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ تو نے نازل فرمایا ہے۔ میں اس کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچاؤں گا“۔

(الفضل 21 جون 1944ء، سوانح فضل عمر صفحہ 179-178)

جلد ہی اس عہد کی آزمائش کا وقت بھی آن پہنچا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت حکیم مولوی نورالدینؓ صاحب کو منصبِ خلافت پر متمکن فرمایا اور سب احباب جماعت نے آپؓ کی بیعت بھی کر لی مگر چند دن بعد ہی بعض افراد نے خلافت کے خلاف سازشیں شروع کر دیں۔ اس کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

”ابھی آپؓ (حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ) کی بیعت پر پندرہ بیس دن ہی گزرے تھے ایک دن مولوی محمد علی صاحب مجھے ملے اور کہنے لگے میاں صاحب کبھی آپ نے اس بات پر غور کیا ہے کہ ہمارے سلسلے کا نظام کیسے چلے گا؟ مَیں نے کہا اس پر اب اَور غور کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہم نے حضرت مولوی صاحبؓ کی بیعت جو کر لی ہے۔ وہ کہنے لگے وہ تو ہوئی پیری مریدی۔ سوال یہ ہے کہ سلسلے کا نظام کیسے چلے گا۔ میں نے کہا میرے نزدیک تو اب یہ بات غور کے قابل ہی نہیں کیوں کہ جب ہم نے ایک شخص کی بیعت کر لی ہے تو وہ اس اَمر کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ کس طرح سلسلہ کا نظام قائم کرنا چاہئے۔ ہمیں اس میں دخل دینے کی کیا ضرورت ہے“۔

(انوار العلوم جلد 15 صفحہ 50)

یہ سازشیں اور ریشہ دوانیاں ان دلوں میں جن میں کجی تھی، پنپتی رہیں۔ وہ جو بزعم خود عمائدین سمجھتے تھے یہی خیال کرنے لگے تھے کہ ان کے بغیر سلسلہ چل نہیں سکتا۔ ان کے سربراہ مولوی محمد علی صاحب نے یہ دھمکی

دی کہ اگر ان کی باتیں نہ مانی گئیں تو وہ قادیان چھوڑ دیں گے۔ مگر خلیفۃ المسیح الاولؓ نے ان کو یہ جواب دیا،

”کل آنے میں تو بہت دیر ہے۔ آپ جانا چاہتے ہیں تو آج ہی قادیان سے چلے جائیں۔ مَیں خدا کا قائم کردہ خلیفہ ہوں میں ان دھمکیوں سے مرعوب ہونے والا نہیں“۔ (خلافت راشدہ صفحہ 55)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی رحلت

13 مارچ 1914ء حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی رحلت کا دن ہے۔ وہی باوفا بزرگ جنہیں حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں کے ثمر، قصر احمدیت کی پہلی اینٹ اور اپنے نام نورالدین کی طرح نورانی وجود جس نے خدا کے دین کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر کے صدیقوں والا انجام پایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات کے بعد مخالفین اس الٰہی سلسلے کو بنیاد سے اُکھاڑ دینے کے درپے تھے اور بظاہر یہ کام ان کے لیے زیادہ مشکل بھی نہیں تھا۔ مگر خدائے حیّ وقیّوم جماعت کے ساتھ تھا، خدائی وعدے ساتھ تھے، اس کی تقدیر ساتھ تھی۔ اس قادر وتوانا نے ایسے وجود کو ان سازشوں کا قلع قمع کرنے کے لیے اپنی نصرت کے ساتھ کھڑا کیا جسے وہ اس کام کے لیے ہزاروں سال پہلے چُن چکا تھا۔ یہودی مذہب کی بنیادی کتاب طالمود میں جس کی خبر موجود تھی۔ مخبرِ صادق حضرت محمد ﷺ کی زبان سے بخاری شریف میں اس کی نوید تھی اور حضرت مسیح موعودؑ سبز اشتہار کے ذریعہ اس مظہر الحق والعلا کی صفات دنیا کو بتا چکے تھے۔

اس صورتِ حال میں نظام کو بچانے کے لئے نہایت ذمہ دارانہ کردار ادا کیا۔ چنانچہ آپؓ نے تمام جماعتوں کو تاریں بھجوائیں اور دوستوں کو اُٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے دعاؤں میں مشغول رہنے کی تلقین کی۔ اِسی طرح تہجّد پڑھنے، گریہ وزاری کرنے اور جو روزہ رکھ سکتے ہوں انہیں روزے رکھنے کے لیے کہا۔ تا اللہ تعالیٰ جماعت کی صحیح سمت میں راہنمائی فرمائے۔ آپ نے اپنے افرادِ خاندان کو بھی نصیحت کی کہ وقت کی نزاکت کے مطابق اختلاف سے ہرممکن گریز کیا جائے۔

جماعت کو متّحد رکھنے کی خاطر خواہ کسی کی بھی بیعت کرنی پڑے، کرلی جائے۔ پھر آپ مولوی محمد علی صاحب سے ملے اور کہا:

”مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مَیں اور میرے ہم خیال اس بات پر تیار ہیں کہ آپ لوگوں میں سے کسی کی بیعت کرلیں“۔ (انوار العلوم جلد 15 خلافت راشدہ صفحہ 58)

مگر وہ لوگ نہ مانے اور مُصِر رہے کہ خلیفہ چنا ہی نہ جائے بلکہ چند ماہ کے غور وفکر کے بعد کوئی فیصلہ کیا جائے۔ مگر آفرین حضرت مصلح موعودؓ کی حکمت وفراست اور دُور اندیشی پر۔ آپ نے اپنے کردار سے ثابت کردیا کہ آپ واقعی مصلح موعودؓ ہیں۔ آپ اپنے مؤقف پر قائم رہے کہ کسی بھی صورت میں جماعت کو بغیر لیڈر بغیر امام اور بغیر راہنما کے ہرگز نہ چھوڑا جائے۔ اگر اس وقت امام نہ چُنا جاتا تو آج جماعت کا کیا حال ہوتا۔ یقیناً وہی جو پیغامیوں کا ہوچکا ہے۔

احبابِ جماعت جو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات کی خبر سن کر قادیان میں اکٹھے ہوچکے تھے، مخالفینِ خلافت نے ان میں اشتہار تقسیم کیے جن میں یہ لکھا تھا کہ فی الوقت خلیفہ نہ چُنا جائے۔ لیکن ان کی تمام کوششیں بے سود ثابت ہوئیں۔ مؤمنین کے دل تو خدا کے قبضہ میں تھے، وہی خدا جو ہمیشہ ایسے مواقع پر مؤمنین کے دلوں پر تصرّف پاکر خود خلیفہ مقرر فرماتا ہے۔ اس پیارے خدا نے رحم فرمایا اور لوگوں کو قرآنی حکم، اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُکُمۡ اَنۡ تُؤَدُّوا الۡاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَھۡلِھَا پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور احباب جماعت نے الٰہی تصرف کے تحت آپؓ کو خلیفۃ المسیح کے طور پر منتخب کرکے آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کرلی، الحمد للہ۔

مشکلات کا سامنا

حضرت مصلح موعودؓ منصبِ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد قادیان سے لاہور چلے جانے والے اہلِ پیغام کی طرف سے پیدا کی جانے والی مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”فریق ثانی نے تہذیب اور شرافت کو بالکل ترک کردیا اور ہمیں اس قدر گالیاں دیں کہ غیر احمدی اخباروں نے بھی آج تک نہیں دیں“۔ (انوارِ خلافت صفحہ 9)

زبانی وعملی مخالفت کا کوئی ایسا حربہ نہ تھا جسے انہوں نے استعمال نہ کیا ہو۔ انہوں نے جماعت کی یکجہتی کو نقصان پہنچانے کی ہرممکن کوشش کی مگر جماعت تو خدا تعالیٰ کے فضل سے حضرت مصلح موعودؓ کی زیرِ قیادت دن بدن مستحکم اور غیر متزلزل بنیادوں پر استوار ہوتی رہی اور وہ، ٹوٹتے رہے، بکھرتے رہے اور بالآخر پارہ پارہ ہوگئے، **فاعتبروا! یا اولوالابصار۔**

مقامِ محمودؓ

حضرت مصلح موعودؓ نے جس آنگن میں پرورش پائی تھی وہ آفتابِ رسالت کی کرنوں سے منوّر تھا۔ آپ اپنی فطری قوتِ جاذبہ کے سبب ان کرنوں کو سمیٹتے ہوئے ماہتابِ رسالت بن کر روحانیت کے بلند مقام پر فائز ہوگئے۔ آپ وہ تھے کہ جب آپ کی عمر محض 14 برس کی تھی۔ یہ عمر تو کھیلنے کودنے کی عمر اور بےفکری کی عمر ہوتی ہے مگر آپ کی سوچ ناقابلِ یقین حد تک بلند تھی جو آپ کے اس شعر سے مترشح ہے۔

موسیٰ کے ساتھ تیری رہیں لن ترانیاں
زنہار میں نہ مانوں گا چہرہ دکھا مجھے

مکرم سیّد میر محمود احمد صاحب اپنے ایک ٹی وی انٹرویو میں فرماتے ہیں:

”مَیں نے اپنی مادی آنکھوں سے کسی نبی کو نہیں دیکھا مگر جو قریب ترین چیز مَیں نے نبی کے دیکھی ہے وہ مصلح موعودؓ تھے“۔

رؤیا وکشوف سیّدنا محمودؓ

حضرت مصلح موعودؓ کے ساتھ خدا تعالیٰ ہم کلام ہوتا تھا۔ آپ کے رؤیا اور کشوف پر مبنی کتاب۔ ”رؤیا وکشوف سیّدنا محمودؓ“ میں 655 پیغاماتِ الٰہی درج ہیں، ان میں سے خلافت کے بارہ میں چند پیش خدمت ہیں:

1۔ جماعت پر اس وقت ابتلا آیا جب حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات کے بعد پیغامی فتنہ اُٹھا اور

جماعت کے اعلیٰ کارکن علیحدہ ہوگئے۔خزانہ خالی تھا اور جماعت کا بیشتر حصہ ان کے ساتھ تھا۔ اس وقت اکثر لوگ یہ کہہ رہے تھے کہ اب یہ کام کیسے چلے گا۔لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس مایوسی کی حالت کو دیکھ کر مجھے بتایا، ”خدا تعالیٰ کے کام کو کوئی نہیں روک سکتا“۔

(الفضل 12 جون 1935ء)

2۔کل بھی مَیں نے اپنے رب کے حضور میں نہایت گھبرا کر شکایت کی کہ مولا! مَیں ان غلط بیانیوں کا کیا جواب دوں۔ جو میرے خلاف کی جاتی ہیں۔ اور عرض کی ہر بات حضور ہی کے اختیار میں ہے۔ اگر آپ چاہیں تو اس فتنہ کو دور کر سکتے ہیں۔تو مجھے ایک جماعت کی نسبت بتایا گیا، ”لَیُمَزِّقَنَّھُمْ“۔یعنی اللہ تعالیٰ ضرور انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔(کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے صفحہ نمبر 12)

3۔ مَیں نے خواب میں دیکھا ایک شخص خلافت پر اعتراض کرتا ہے۔ میں اسے کہتا ہوں۔ اگر تم سچے اعتراض بھی کرو گے تو خدا کی تم پر لعنت ہوگی اور تم تباہ ہو جاؤ گے۔ کیونکہ جس درجہ پر خدا نے مجھے کھڑا کیا ہے اس کے متعلق وہ غیرت رکھتا ہے۔(الفضل 28 مئی 1928ء)

حضرت مصلح موعودؓ کے جرأت مندانہ ارشادات

”مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے۔ اور کوئی شخص نہیں جو میرا مقابلہ کر سکے۔ اگر تم میں کوئی ماں کا بیٹا ایسا موجود ہے جو میرا مقابلہ کرنے کا شوق اپنے دل میں رکھتا ہو۔ وہ اب میرے مقابلہ میں اُٹھ کر دیکھ لے۔ خدا اس کو ذلیل ورُسوا کرے گا۔ بلکہ اسے ہی نہیں اگر دنیا جہان کی تمام طاقتیں مل کر بھی میری خلافت کو نابود کرنا چاہیں تو خدا ان کو مچھر کی طرح مَسل دے گا۔

(خلافت راشدہ۔انوار العلوم جلد 15 صفحہ 592)

”کیا تم میں اور جنہوں نے خلافت سے رُوگردانی کی ہے، کوئی فرق ہے؟ کوئی بھی فرق نہیں۔لیکن نہیں ایک بہت بڑا فرق بھی ہے وہ یہ کہ تمہارے لیے ایک شخص تمہارا دَرد رکھنے والا تمہاری محبّت رکھنے والا تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے مگر ان کے لیے نہیں ہے“۔

(برکات خلافت۔انوار العلوم جلد 2 صفحہ نمبر 158)

”اب یہ ہماری جماعت کا کام ہے کہ وہ...... خلافتِ احمدیہ کو ایسی مضبوطی سے قائم رکھے کی قیامت تک کوئی دشمن اس میں رَخنہ اندازی کی جرأت نہ کر سکے اور جماعت اپنی روحانیت اور اتحاد اور تنظیم کی برکت سے ساری دنیا کو اسلام کی آغوش میں لے آئے“۔

(انوار العلوم جلد 17 صفحہ 365)

”مَیں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تم کو ہمیشہ خلافت کا خدمت گزار رکھے اور تمہارے ذریعہ احمدیہ خلافت قیامت تک محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ اسلام اور احمدیت کی اشاعت ہوتی رہے،آمین۔(خدام الاحمدیہ سے خطاب 21 اکتوبر 1956ء)

خلافت تا قیامت رہے گی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”پہلے زمانے کے لیے آنحضرت ﷺ نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ خلافتِ راشدہ کا زمانہ تھوڑا ہوگا اور اسی کے مطابق ہوا۔لیکن اس زمانے لیے آنحضرت ﷺ نے پیشگوئی فرمائی ہے کہ میرے غلامِ صادق کے آنے کے بعد جو خلافت قائم ہوگی وہ علیٰ منہاج نبوت ہوگی اور اس کا دَور قیامت تک چلنے والا دور ہوگا...... بہرحال واضح ہو کہ اب اللہ کی رَسی حضرت مسیح موعودؑ کا وجود ہی ہے۔ آپ کی تعلیم پر عمل کرنا ہے۔ اور پھر خلافت سے چمٹے رہنا بھی تمہیں مضبوط کرتا چلا جائے گا۔ خلافت تمہاری اکائی ہوگی۔ خلافت، مسیح موعودؑ اور آنحضرت ﷺ کے واسطے سے اللہ تعالیٰ سے جوڑنے والی ہوگی۔ پس اس رَسی کو بھی مضبوطی سے پکڑے رکھو۔ ورنہ جو نہیں پکڑے گا وہ بکھر جائے گا۔ نہ صرف خود برباد ہوگا بلکہ اپنی نسلوں کی بربادی کے سامان بھی کر رہا ہوگا،اس لئے ہر وہ آدمی جس کا اس کے خلاف نظریہ ہے وہ ہوش کرے“۔

(خطبہ جمعہ 26 اگست 1905ء)

خلافت کی ہیں برکتیں بے شمار
خلافت تا قیامت زندہ باد

پھر سے عہدِ قدیم دُہرایا

بے سبب بھی، کسی بہانے بھی
کبھی مانے، کبھی نہ مانے بھی

حادثہ تھا کہ شامتِ اعمال
تم انہیں جان کر نہ جانے بھی

اپنے وعدوں کو کر دیا پورا
صادقُ الوعد کبریا نے بھی

قدرتِ ثانیہ کو دیکھ لیا
جاں نثارانِ باوفا نے بھی

ساتھ بھیجی سکون کی بارش
آسماں سے مرے خدا نے بھی

ساتھ توفیق صبر کی بھی دی
بخش کر درد کے خزانے بھی

پھر سے عہدِ قدیم دُہرایا
قافلے نے بھی، رہنما نے بھی

بخشوا لے گئے خطاؤں کو
یہ خطاکار تھے سیانے بھی

واقعہ بھی تھا اور حقیقت بھی
تم نے کچھ گھڑ لیے فسانے بھی

(چوہدری محمد علی مضطرؔ عارفی)

عربی ریڈیو سروس کا اجراء

رپورٹ: فیروز ادیب اکمل

الاحمدية-صوت الإسلام

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام دنیا بھر میں آباد عربوں تک پہنچانے کے لئے شعبہ تبلیغ جرمنی کے زیرِ انتظام ”الاحمدية صوت الإسلام“ کے نام سے ایک ویب ریڈیو سروس شروع کی گئی ہے جس کی نشریات ساری دنیا میں کمپیوٹر، لیپ ٹاپ اور سمارٹ فون پر اس لنک

www.alahmadiyya-sautul-islam.com

کے ذریعہ سنی جا سکیں گی۔ اس ریڈیو سروس کے اجراء کے لئے مؤرخہ 3 اپریل 2022ء کو شام چھ بجے بیت السبوح فرانکفرٹ میں ایک سادہ اور پُروقار افتتاحی تقریب مبلغ انچارج مکرم صداقت احمد صاحب کی صدارت میں منعقد ہوئی جس میں مربیان کرام اور شعبہ تبلیغ کی مرکزی ٹیم کے علاوہ عرب ڈیسک کے نمائندگان اور بعض عرب بھائیوں نے بھی شرکت کی۔

اس ریڈیو سروس کی نشریات ساری دنیا میں چوبیس گھنٹے سنی جا سکیں گی جن میں تلاوت قرآن کریم، احادیث نبویہؐ، کلام الامام، خطبات حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور سوال و جواب پر مشتمل معروف عربی پروگرام الحوار المباشر شامل ہیں۔ یہ پروگرام چھ گھنٹے کے دورانیہ پر مشتمل ہوں گے اور اس دورانیہ کو دن میں چار مرتبہ دُہرایا جائے گا۔

اس ریڈیو سروس کی تیاری میں مکرم حافظ فرید احمد خالد صاحب نیشنل سیکرٹری تبلیغ جرمنی کی زیر نگرانی مختلف ٹیموں نے بڑی محنت کے ساتھ خدمت کی توفیق پائی۔ جن میں اس ریڈیو کے انچارج مکرم حفیظ اللہ بھروانہ صاحب مربی سلسلہ انچارج عرب ڈیسک جرمنی ہیں اور اس کے مواد کی ترتیب و ترجمہ کے لئے مکرم عثمان احمد چیمہ صاحب مربی سلسلہ، مکرم ماذن عکلہ صاحب حال مقیم کویت، مکرم محمد الکیال صاحب، مکرم محمد سلمان صاحب، مکرم اکرم سلمان صاحب اور مکرم انس لبابیدی صاحب مقرر ہوئے ہیں جبکہ اس کی تکنیکی ٹیم کے انچارج مکرم عطاء الوحید خان صاحب اسسٹنٹ نیشنل سیکرٹری تبلیغ جرمنی ہیں جن کے ساتھ مکرم ہارون عطاء صاحب مربی سلسلہ اور مکرم شیراز محمود صاحب کارکن شعبہ تبلیغ نے بھرپور معاونت کی توفیق پائی، اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین۔

عربی ریڈیو سروس کی افتتاحی تقریب کی کارروائی یوٹیوب کے ذریعہ براہ راست نشر کی گئی جس تقریب کی نظامت کے فرائض مکرم ہارون احمد عطا صاحب مربی سلسلہ نے ادا کیے۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآنِ کریم سے ہوا جس کی سعادت مکرم مہنّد الموصلی صاحب کے حصہ آئی جرمن ترجمہ مکرم عطاء الوحید خان صاحب نے پیش کیا۔ بعد ازاں مکرم ہارون عطاء صاحب نے بزبانِ جرمن عرب ڈیسک جرمنی کی مختصر کارگزاری رپورٹ پیش کی جس کا رواں عربی ترجمہ مکرم محمد سلیمان صاحب نے پیش کیا۔ اس رپورٹ میں بیان کیا گیا کہ کورونا وباء کے دوران عرب ڈیسک نے حضورِ انور کی ہدایات کی روشنی میں جدید ذرائع ابلاغ کو استعمال کرتے ہوئے تبلیغی کاموں کو جاری رکھا۔ رپورٹ کے بعد مکرم مولانا صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی نے تقریر کی جس کا رواں عربی ترجمہ

باقی صفحہ 22 پر

شرکاء تقریب افتتاح مبلغ انچارج جرمنی مکرم صداقت احمد صاحب اور نائب امیر جماعت مکرم حیدر علی ظفر صاحب کے ساتھ

رپورٹ: فیروز ادیب اکمل

کِس قدر پُر کیف ہیں یہ دن تِرے راتیں تری

رمضان المبارک 1443ھ (2022ء) کے دوران جماعت احمدیہ جرمنی کے شب و روز

رمضان المبارک کا مہینہ اپنے ساتھ بے شمار رونقیں لیے آتا ہے اور ہر شخص کو اس کا شدّت سے اِنتظار ہوتا ہے۔ امسال جرمنی اور دیگر مغربی ممالک میں اس مبارک مہینہ کا آغاز 3 اپریل 2022ء سے ہوا تو ہر چھوٹے بڑے نے رمضان المبارک کی برکات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوششیں شروع کر دیں۔، کورونا وبا نے گذشتہ دو سالوں میں معمولاتِ زندگی کو بہت متاثر کیا اور کرّہ ارض پر بسنے والوں کی ایک بھاری تعداد اس وباء کے اثرات کا بری طرح شکار ہوئی۔ لوگ گھروں میں محصور ہو کر رہ گئے تھے۔ اس وباء کے دوران دنیا بھر میں لوگوں کو جمع ہونے سے روک دیا گیا تھا چنانچہ مساجد میں بھی آنے پر پابندی لگا دی گئی تھی۔ جس کے نتیجہ میں ہم اجتماعی عبادات سے بھی محروم ہو کر رہ گئے تھے۔ یہ انتہائی صورتِ حال سے تو کچھ عرصہ بعد تبدیل ہوگئی تھی اور نمازوں کے دوران فاصلہ کی پابندی لگا دی گئی تھی۔ تاہم رمضان کے دوران گزشتہ دو برسوں میں نماز تراویح اور اعتکاف بیٹھنے پر پابندی برقرار رہی۔

2021ء میں حکومت نے اس وائرس کی ویکسین دریافت ہونے کے بعد اسے لگانے کی وسیع پیمانہ پر جو مہم شروع کی تو اس کے نتیجہ میں کورونا کے مضر اثرات میں کمی دیکھنے کو ملی اور وباء سے متعلقہ پابندیاں آہستہ آہستہ ختم کی جانے لگیں۔ جس کی روشنی میں جماعت کی طرف سے بھی امسال رمضان المبارک میں نماز تراویح کی ادائیگی اور اعتکاف کرنے کی اجازت دی گئی۔ چنانچہ کورونا کی وجہ سے رمضان کی جو رونقیں کسی حد تک مدہم پڑ گئیں تھیں وہ اس سال دوبارہ لوٹ آئیں اور پچھلے سالوں کی نسبت رمضان زیادہ پر رونق نظر آیا۔، اس سال جماعت جرمنی میں مندرجہ ذیل 32 حُفّاظ کرام اور 19 طلبہ حفظ القرآن کلاس نے مختلف مساجد و مراکز میں نمازِ تراویح پڑھانے کی سعادت حاصل کی، الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ تمام حفاظ کو جزائے خیر عطا کرے۔

حُفّاظ کرام

مکرم احمر چیمہ صاحب Karben، مکرم بدر اشرف صاحب Karben، مکرم رانا سلمان احمد صاحب Nidda، مکرم فخر احمد صاحب Ginsheim، مکرم شازل احمد صاحب Hanau، مکرم عمیر سعید صاحب Bensheim، مکرم مبشر احمد صاحب Hannover، مکرم احسان اللہ راجپوت صاحب Stade، مکرم منصور احمد صاحب Koblenz، مکرم نعمان طاہر صاحب Neuwied، مکرم اسامہ صاحب Berlin، مکرم فلاح الدین صاحب Flörsheim، مکرم طلحہ احمد صاحب Iserlohn، مکرم طلال احمد صاحب Münster، مکرم قاصد احمد صاحب Osnabrück، مکرم مبارک احمد صاحب، بیت السبوح Frankfurt، مکرم قدرت اللہ صاحب مسجد نور Frankfurt، مکرم ذاکر مسلم بٹ صاحب Darmstadt، مکرم عفان احمد صاحب Wiesbaden،

مکرم عاشر احمد صاحب Mainz، مکرم ایم ظفر اللہ صاحب Gießen، مکرم ولید کھوکھر صاحب Frankenthal، مکرم محسن نوید صاحب Lampertheim، مکرم طارق چیمہ صاحب Gräfenhausen، مکرم عتیق الرحمٰن صاحب Hamburg، مکرم عدنان متین صاحب Hamburg، مکرم لمعات مرزا صاحب Raunheim، مکرم آکاش ولید صاحب Zwickau، مکرم حزقیل شاہ صاحب Niedernhausen، مکرم اسامہ احمد صاحب Rüdesheim، مکرم طاہر احمد صاحب Florstadt، مکرم ہبۃ البصیر صاحب Friedberg

طلباء حفظ القرآن کلاس جرمنی

مکرم مسرور احمد صاحب Hofheim، مکرم جاذب جاوید صاحب Renningen، مکرم تنزیل رضا احمد صاحب Bruchsal، مکرم کاشف احمد رضا صاحب Bruchsal، مکرم محمد ذکی اللہ ضیا صاحب Wetzlar، مکرم تفہیم احمد ندیم صاحب Wabern، مکرم مامون احمد صاحب Wittlich، مکرم ساحل ادریس صاحب Dietzenbach، مکرم عارفین ادریس صاحب Maintal، مکرم عارش احمد اعجاز صاحب Bad Vilbel، مکرم باسل رحمٰن صاحب Steinbach، مکرم اسمٰعیل رحمٰن صاحب Oberursel، مکرم شازب تنویر صاحب Heilbronn، مکرم سعد الرحمٰن صاحب Groß- Gerau، مکرم ثمر احمد صاحب Herborn، مکرم محمد طلحہ احسان صاحب Stuttgart، مکرم محمد عثمان احمد صاحب Wetzlar، مکرم ایقان راجا صاحب Rodgau، مکرم روشن راجا صاحب Seligenstadt۔

درس قرآن و حدیث

حسب سابق امسال بھی رمضان المبارک کے مہینے میں درس القرآن کا انتظام کیا گیا ہے۔ یہ درس بیت السبوح سے سوموار تا جمعرات شام ساڑھے سات بجے سے آٹھ بجے تک ایم ٹی اے جرمن سٹوڈیو کے ذریعہ نشر ہوتا رہا۔ علاوہ ازیں رمضان المبارک سے متعلقہ سوال و جواب کی خصوصی نشریات پیش کی گئیں۔

درس دینے والے مربیان میں مکرم مبارک احمد تنویر صاحب، مکرم طاہر احمد صاحب، مکرم محمد الیاس منیر صاحب، مکرم محمد فاتح احمد ناصر صاحب، مکرم صداقت احمد صاحب، مکرم محمد جری اللہ خان صاحب، مکرم شمس اقبال صاحب، مکرم کامران احمد صاحب، مکرم عبدالباسط طارق صاحب، مکرم سید حسن طاہر بخاری صاحب، مکرم فرہاد احمد ملک غفار صاحب شامل تھے جبکہ ان کا جرمن زبان میں ترجمہ کرنے کی سعادت مکرم عدنان احمد رانجھا صاحب، مکرم امتیاز احمد شاہین صاحب، مکرم سہیل احمد ملک صاحب، مکرم عدیل احمد خالد صاحب، مکرم مصور احمد صاحب، مکرم فرہاد احمد ملک غفار صاحب، مکرم نوید الحق شمس صاحب، مکرم باسل اسلم صاحب، مکرم نبیل احمد شاد صاحب، مکرم عمیر احمد خالد صاحب کو حاصل ہوئی۔

اعتکاف

قرآنِ کریم ملّتِ اسلامیہ کو امّۃً وسطًا قرار دیتا ہے اور افراط و تفریط سے روکتا ہے۔ اسی بنیاد پر اسلام نے رہبانیت کو ختم کیا اور اس کے بالمقابل رضائے الٰہی اور خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے بے شمار ایسے راستے بتائے جن پر عمل کرنے کے ساتھ انسان حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں ادا کرسکتا ہے، ان میں سے ایک اعتکاف بھی ہے جس سے مراد سنتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے دوران دُنیوی جھمیلوں سے آزاد ہوکر مسجد میں رہتے ہوئے غیر معمولی طور پر عبادات بجا لانا ہے۔

دیگر پروگراموں کی طرح اعتکاف بھی گذشتہ سالوں کے دوران نہ ہوسکا تاہم امسال کورونا کی پابندیوں میں نرمی کے بعد مختلف مساجد میں اعتکاف کا انتظام کیا گیا جس سے بیسیوں افراد مستفید ہوئے ان مساجد میں مسجد بیت السبوح Frankfurt، مسجد احسان Mörfelden، مسجد سبحان Mannheim، مسجد بیت الشکور Gross-Gerau، مسجد مبارک Wiesbaden، مسجد بیت العزیز Riedstadt، بیت الجامع Offenbach اور مہدی آباد شامل ہیں۔

بقیہ: عربی ریڈیو سروس کا اجراء از صفحہ 20

محترم حفیظ اللہ بھروانہ صاحب مربی سلسلہ نے کیا۔ موصوف نے جامع ترمذی کی ایک روایت کے حوالے سے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے عربوں سے محبّت رکھنے کی تلقین فرمائی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ایک بار صحابہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ عربوں سے تین وجوہات کی بناء پر محبّت رکھو۔ ایک مَیں عرب ہوں اور میرا اس قوم سے تعلق ہے۔ دوم قرآنِ کریم عربی زبان میں نازل ہوا۔ تیسرا اہل جنت کی زبان عربی ہے۔

مکرم صداقت احمد صاحب نے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعویٰ فرمایا تھا کہ عربی زبان اُم الالسنہ ہے۔ آپ نے مزید کہا کہ آج کا دن نہ صرف جماعت احمدیہ جرمنی کے لیے بلکہ جماعت احمدیہ عالمگیر کی تاریخ میں ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے کہ آج عربوں کے لیے ایک ریڈیو کا اجراء کیا جا رہا ہے۔ جماعت احمدیہ جرمنی کے لیے یہ ایک بہت بڑی سعادت ہے جو اس کے حصہ آئی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ریڈیو کو ہم سب کے لیے بابرکت بنائے اور یہ عربوں میں تبلیغ کے حوالے سے ایک انقلاب کا پیش خیمہ ہو، آمین۔

تقریب کے آخر پر مولانا موصوف نے اجتماعی دعا کرائی جس کے بعد سب شرکائے تقریب کے ساتھ گروپ فوٹو ہوا۔ اس موقع پر افطاری کے لئے سب شرکاء کی خدمت میں شیرینی پیش کی گئی۔

جنگِ عظیم سے متعلق پیشگوئیاں

سیّد سعادت احمد

اسلام ایک امن پسند دین ہے اور صلح جوئی کی تعلیم دیتا ہے جبکہ دنیا دار جنگوں کی آگ بھڑکاتے رہتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کی سنّت ہے کہ وہ انہیں بجھاتا رہتا ہے، جیسے فرمایا:

كُلَّمَآ اَوۡقَدُوۡا نَارًا لِّلۡحَرۡبِ اَطۡفَاَهَا اللّٰهُ وَيَسۡعَوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ فَسَادًا ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الۡمُفۡسِدِيۡنَ۔ (المائدۃ:65)

ترجمہ: جب بھی وہ جنگ کی آگ بھڑکاتے ہیں اللہ اسے بجھا دیتا ہے اور وہ زمین میں فساد پھیلانے کے لئے دوڑے پھرتے ہیں اور اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ کا منشاء ہے کہ دنیا امن کا گہوارہ ہو، جس میں انسان سکون کے ساتھ اپنی زندگی گزارے اور ترقیات کی منازل طے کرے۔ لیکن حضرت انسان ہے کہ اسے ایک دوسرے پر برتری کے جنون نے حیات جاودانی کے اس نسخہ سے بری طرح غافل کر رکھا ہے جس کے نتیجہ میں جنگ وجدال کا بازار گرم رہتا اور خون کی ہولی کھیلی جاتی ہے۔ اگرچہ اِن جنگوں کی تاریخ بہت پرانی اور ہولناک ہے لیکن ہمارے اِس آخری زمانہ میں ہونے والی جنگیں عالمگیر تباہی و بربادی کا باعث بن چکی ہیں اور دو عالمی جنگوں کے بعد اب تیسری عالمی جنگ کے خطرات ایک عرصہ سے منڈلا رہے ہیں۔ ان جنگوں کے نتیجہ میں ظاہر ہونے والے حالات کی انتہائی بھیانک منظر کشی قرآنِ کریم کے مختلف مقامات پر کی گئی ہے۔ جن میں سورہ قارعہ اور سورہ ہمزہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان سورتوں میں ان جنگوں کی وجوہات اور ان سے محفوظ رہنے کے طریق بھی بیان فرما دیئے ہیں۔

جنگوں کی آگ بجھانے کی الٰہی سنّت کے عین مطابق اللہ تعالیٰ کے فرستادے بھی اسی کوشش میں رہتے ہیں اور اس آگ کو بھڑکانے کے ذمہ داروں کو اپنے مشوروں، نصائح اور ہدایات کے ذریعہ ایسی حرکات سے باز رکھنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ خدائے سلام کے یہ بندے اپنے پیروکاروں کو دعاؤں کی بار بار تحریک فرماتے ہیں کیونکہ لوگوں کو سمجھانے کے بعد اپنے پاس تو صرف دعا کا ہتھیار ہی رہ جاتا ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا کو بڑے واضح الفاظ میں ان جنگوں سے خبردار کیا اور انہیں اس سے باز رہنے کی تلقین فرمائی جس کے لئے آپ نے خدائے ذوالعجائب کی طرف آنے کی دعوت دی کہ ان سے محفوظ رہنے کی یہی واحد پناہ گاہ ہے۔

آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائینگے
جو کہ رکھتے ہیں خُدائے ذوالعجائب سے پیار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام آئندہ ظاہر ہونے والے جنگی حالات کی پیشگوئی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”آئندہ زلزلہ کی نسبت جو پیشگوئی کی گئی ہے وہ کوئی معمولی پیشگوئی نہیں۔...... مجھے خداتعالیٰ خبر دیتا ہے کہ وہ آفت جس کا نام اس نے زلزلہ رکھا ہے نمونہ قیامت ہوگا اور پہلے سے بڑھ کر اس کا ظہور ہوگا۔...... اگرچہ بظاہر لفظ زلزلہ کا آیا ہے مگر ممکن ہے کہ وہ کوئی اور آفت ہو جو زلزلہ کا رنگ اپنے اندر رکھتی ہو مگر نہایت شدید آفت ہو جو پہلے سے بھی زیادہ تباہی ڈالنے والی ہو جس کا سخت اثر مکانات پر بھی پڑے“۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد21 صفحہ 254-253)

اسی طرح ان تباہ کن حالات کی وسعت بھی بیان فرمائی اور ان سے محفوظ رہنے کا طریق بھی واضح فرمادیا، چنانچہ فرماتے ہیں:

”کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے اَمن میں رَہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ انسانی کاموں کا اس دن خاتمہ ہوگا“۔ ...... ”اے یورپ تو بھی اَمن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدّت تک خاموش رہا اور اُس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا جس کے کان سُننے کے ہوں سُنے کہ وہ وقت دُور نہیں۔ مَیں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوِشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اِس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لُوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور جو اُس سے نہیں ڈرتا وہ مُردہ ہے نہ کہ زندہ“۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد22 صفحہ 269-268)

ایک دوسرے مقام پر حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”پہلے یہ وحی الٰہی ہوئی تھی کہ وہ زلزلہ نمونہ قیامت ہوگا بہت جلد آنے والا ہے۔...... مگر بعد اس کے مَیں نے دعا کی کہ اس زلزلہ نمونہ قیامت میں کچھ تاخیر ڈال دی جائے۔ اس دعا کا اللہ تعالیٰ نے اس وحی میں خود ذکر فرمایا اور جواب بھی دیا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ رَبِّ اَخِّرْ وَقْتَ ھٰذَا۔ اَخَّرَہُ اللّٰہُ اِلٰی وَقْتٍ مُّسَمًّی۔ یعنی خدا نے دعا قبول کرکے اس زلزلہ کو کسی اور وقت پر ڈال دیا ہے“۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد22 صفحہ 103)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد آپ کے خلفائے عظام بھی اس جنگ کا ذکر فرما کر اس سے بچنے کے لئے دعاؤں کی تحریک فرماتے رہے۔ آپؑ کے دوسرے خلیفہ حضرت مصلح موعودؓ نے پہلی جنگ عظیم کے وقت دعا کی تحریک ان الفاظ میں فرمائی تھی:

”مَیں نے حضرت مسیح موعودؑ سے زبانی سنا تھا شاید آپ نے کہیں لکھا بھی ہو کہ ایک خطرناک جنگ ہوگی۔ معلوم نہیں اس وقت ہم ہوں گے یا نہیں ہوں گے۔...... اب حضرت مسیح موعودؑ تو فوت ہوگئے مگر جنہوں نے آپ کو مانا اور قبول کیا ان کا فرض ہے کہ گورنمنٹ کی فتح یابی کے لیے دعا کریں۔ آج اس جنگ کے تین سال ختم ہوتے ہیں اور معلوم نہیں کہ کب تک رہے گی۔ ہمارا کام تو ہر وقت ہی دعا کرنا ہے۔ مگر آج چونکہ لڑائی کا نیا سال شروع ہوتا ہے اور جس طرح اسلام نے نئے سال کے شروع میں نماز رکھی ہے کہ اس میں دعائیں کریں کہ اچھا سال گزرے۔ اسی طرح آج ہم دعا کرتے ہیں کہ خداتعالیٰ اس سال میں جو آج شروع ہوگا اس لڑائی کا کوئی اچھا فیصلہ کرے اور یہ جنگ جلد ختم ہو“۔

(انوار العلوم جلد4 صفحہ 15-15)

دوسری جنگِ عظیم سے قبل اس سے بچنے کے لئے دعاؤں کی تحریک کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

”مَیں اس وقت جماعت کو اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اس زمانہ میں پھر دنیا میں شدید تغیرات پیدا ہورہے ہیں اور عنقریب شدید لڑائی لڑی جانے والی ہے جو انگریزوں و جرمنوں کی گزشتہ جنگ سے بھی سخت ہوگی۔ یہ اس وقت تک اس وجہ سے رُکی ہوئی ہے کہ انگریز ابھی تیار نہیں“۔...... ”پس زمانہ سخت نازک ہے پھر بھائی بھائی کا گلا کاٹنے کو تیار ہے۔ دنیا پھر ایک بار قیامت کا نظارہ دیکھنے کے لیے بے تاب ہے اور اگر ہمارے ہاتھوں میں نہیں تو ہمارے دل میں طاقت ضرور ہے اس لیے ہمیں اپنے قوی دل لے کر خداتعالیٰ کے پاس جانا چاہیے اور دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو سمجھ دے اور وہ لڑائی سے بچ جائیں اور اگر لڑائی ہو تو غلبہ اسے عطا کرے جس کا جیتنا اسلام کے لیے مفید ہو۔

(الفضل 23 جنوری 1937ء صفحہ 6،8، خطبہ جمعہ 8 جنوری 1937ء)

حضرت انسان کے سیاہ اعمال دنیا کو وہ دن دکھا رہی رہے جس سے بچنے کی ہم اپنے امام کی اقتداء میں دعائیں کررہے تھے۔ ان دعاؤں کا جماعت احمدیہ کو یہ ثمر ضرور ملا کہ من حیث الجماعت ہم اس خوفناک تباہی میں محفوظ رہے، الحمدللہ۔ اس جنگ سے بھی دنیا نے سبق نہیں سیکھا اور اس کے فوراً بعد اس سے بھی زیادہ خطرناک جنگ کی تیاری شروع کردی گئی۔ جس کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ اگر خدانخواستہ ایسی جنگ چھڑ گئی تو اس کے نتیجہ میں کوئی بھی فریق محفوظ نہیں رہ سکے گا۔ اس تیسری جنگِ عظیم کا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اپنے خطبات وخطابات میں بڑی کثرت سے ذکر فرمایا کرتے تھے۔ اور ہر موقع پر احباب جماعت کو دعائیں کرنے کی نصیحت فرماتے کہ یہ جنگ کسی طرح ٹل جائے۔ ایک موقع پر فرماتے ہیں:

”حضرت مسیح موعودؑ نے ایک تیسری جنگ کی بھی خبر دی ہے جو پہلی دو جنگوں سے زیادہ تباہ کن ہوگی۔ دونوں مخالف گروہ ایسے اچانک طور پر ایک دوسرے سے ٹکرائیں گے کہ ہر شخص دم بخود رہ جائے گا۔ آسمان سے موت اور تباہی کی بارش ہوگی اور خوفناک شعلے زمین کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گے۔ نئی تہذیب کا قصرِ عظیم زمین پر آرہے گا دونوں متحارب گروہ یعنی روس اور اس کے ساتھی اور امریکہ اور اس کے دوست ہر دو تباہ ہوجائیں گے۔ ان کی طاقت ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے گی۔ ان کی تہذیب ثقافت برباد اور ان کا نظام درہم برہم

ہو جائے گا۔ بچ رہنے والے حیرت اور استعجاب سے دَم بخود اور ششدر رہ جائیں گے۔...... شاید آپ اسے ایک افسانہ سمجھیں مگر وہ جو اس تیسری عالمگیر تباہی سے بچ نکلیں گے اور زندہ رہیں گے وہ دیکھیں گے کہ یہ خدا کی باتیں ہیں اور اس قادر و توانا کی باتیں ہمیشہ پوری ہی ہوتی ہیں۔ کوئی طاقت انہیں روک نہیں سکتی۔

پس تیسری عالمگیر تباہی کی انتہا اسلام کے عالمگیر غلبہ اور اقتدار کی ابتدا ہوگی اور اس کے بعد بڑی سُرعت کے ساتھ اسلام ساری دنیا میں پھیلنا شروع ہوگا اور لوگ بڑی تعداد میں اسلام قبول کرلیں گے اور یہ جان لیں گے کہ صرف اسلام ہی ایک سچا مذہب ہے اور یہ کہ انسان کی نجات صرف محمد رسول ﷺ کے پیغام کے ذریعہ حاصل ہوسکتی ہے"۔ (امن کا پیغام اور ایک حرف انتباہ صفحہ 10 تا 11، خطاب بمقام وانڈز ورتھ ٹاؤن ہال لندن)

آپ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جرمن خواتین کے ساتھ ایک نشست کے دوران ایک سوال کے جواب میں فرمایا: "بہت سی ایسی سورتیں ہیں جن میں تیسری جنگ عظیم کا نقشہ کھینچا ہوا ہے۔ مثلاً سورۃ ھمزہ میں آتا ہے کہ انسان ایک آگ میں ڈالا جائے گا جو حطمہ ہے حطم کو ایٹم ایک بھی کہہ سکتے ہیں کیونکہ فرنچ میں مثلاً H نہیں پڑتے۔ حطم اور ایٹم ایک ہی ہے اور معنے بھی ایک ہیں حطم عربی ڈکشنری میں چھوٹی سے چھوٹی چیز کو کہتے ہیں۔ ایٹم چھوٹی سے چھوٹی چیز کو کہتے ہیں۔ تو ایسی آگ میں ڈالا جائے گا جو ایٹم میں بند ہے، حطمہ میں بند ہے۔ اگر آپ ایٹم کو بھول بھی جائیں۔ تو چھوٹے سے چھوٹے ذرے میں کون سی آگ بند ہوتی ہے۔ روشنی پڑتی ہے تو چھوٹے سے چھوٹے ذرے اڑتے ہیں وہ بھی حطمہ ہیں۔ ان میں آگ تو کوئی بند نہیں ہوتی۔ اور پھر آگے تشریح یہ ہے کہ وہ حطمہ جس چیز میں بند ہے وہ کھینچ کے لمبی کی جائے اور اس ستون جیسی شکل بن جائے گی اور پھر وہ آگ ایسی ہوگی کہ وہ جو دلوں پہ جھپٹے گی۔ اب آگ جسم کو جلاتی ہے تو دل جلتے ہیں لیکن وہ جسموں کو چھوڑ کر دلوں پہ لپکے گی۔ سائنس دانوں نے ATOMIC WARFARE کے جو نقشے کھینچے ہوئے ہیں انہوں نے اس کی رُو سے ثابت کیا ہے کہ RADIATION میں جو گرمی کا حصہ ہے وہ بعد میں جاتا ہے اور جو دھڑ کانے والی چیز ہے یعنی دل کو دھڑ کا کے بند کر دیتی ہے وہ پہلے پہنچ جاتی ہے۔ پھر قرآن کریم میں سورۃ دخان ہے۔ دخان کا مطلب ہے کہ ایک ایسا دھواں ہوگا جو جہاں جائے گا جس جگہ سے گزرے گا وہاں سے زندگی ختم کر دے گا۔ بادل سے سکون ملنا چاہئے مگر وہ کوئی سکون نہیں چھوڑے گا۔ پھر قرآن کریم میں آتا ہے تین شعلوں والا عذاب ہے۔ ان کے اوپر یعنی تین قسم کی چیزیں بَری جنگ، سمندری جنگ اور فضائی جنگ۔ تو اتنے حوالے ہیں قرآن کریم میں اس زمانے کی جنگ کے۔ وہ ایک طرف اور سورۃ طٰہٰ میں ایک حتمی پیش گوئی ہے۔ سورہ طٰہٰ میں یہ خبر ہے کہ ان لوگوں کو ایک ایسے عذاب میں مبتلاء کیا جائے گا جو ان کو level کردے گا ان کے تکبر کو توڑ دے گا اور ان میں کجی باقی نہیں رہے گی Large scale پر رسول اللہ ﷺ کی پیروی کریں گے جن میں کوئی کجی نہیں۔ یہ واقعہ ابھی تک نہیں ہوا۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ تیسری جنگ کے بعد یہ واقعہ ہوگا۔ پہلے Partial اظہار سچائی کے ہوتے رہتے ہیں۔ تا کہ زمانے کو یہ پتہ چل جائے کہ قرآن کریم نے جو باتیں کی ہیں وہ سچی ہیں اور پھر یہ بات بھی سچی نکلے گی۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 10 جون 2002ء صفحہ 3)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گزشتہ کئی سال سے مسلسل دنیا کے رہنماؤں کو اس طرف توجہ دلا رہے ہیں کہ دنیا تباہی کے کنارے کھڑی ہے اور آج کے حالات کو دوسری عالمی جنگ سے معاً پہلے کے حالات سے مشابہ بتاتے ہیں اور یہ کہ دنیا میں اَمن قائم رکھنے کے لیے عاجزی اور انصاف کی راہ اختیار کرنی ہوگی۔ اور سچائی اور تقویٰ اختیار کرتے ہوئے اپنے خالق کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ آپ نے اس ضمن میں دنیا کے بڑے بڑے لیڈروں کو خطوط اور تنبیہ کی ہے کہ دنیا میں امن حاصل کرنے کے لئے عدل و انصاف قائم کرنا پڑے گا۔ اس مقصد کے لئے آپ کے عہدِ خلافت میں جماعت احمدیہ برطانیہ کی طرف سے امن کانفرنس کا بھی آغاز کیا گیا جس کا انعقاد ہر سال ہوتا ہے اور اس کا اختتام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب سے ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں ایک امن انعام کا بھی اجراء کیا گیا جو ہر سال جلسہ سالانہ یوکے کے موقع پر سال بھر کے دوران امن کے لئے غیر معمولی کوششیں کرنے والے کسی بھی فرد کو دیا جاتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بلا مبالغہ اب تک سینکڑوں مرتبہ اس جنگ کے ذکر میں احباب جماعت کو دعاؤں کی تحریک فرما چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس جنگ کو ٹال دے ورنہ انسانیت کے لئے بہت دردناک اور المناک صورت حال پیدا ہو جائے گی۔ ایک ایسے ہی موقع پر فرماتے ہیں:

"ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ جب انسانی کوششیں بے کار ہو جاتی ہیں اس وقت خدا تعالیٰ اپنی تقدیر جاری کر کے بنی نوع انسان کی تقدیر کا فیصلہ کر دیتا ہے۔ قبل اس کے کہ خدا کی تقدیر حرکت میں آئے اور انسان حکم خدا کے ہاتھوں مجبور ہو کر لوگوں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف متوجہ ہو۔ بہتر ہوگا کہ دنیا کے لوگ خود اِن اہم باتوں کی طرف توجہ کر لیں کیونکہ جب خدا تعالیٰ پکڑنے پر آتا ہے تو اس کا قہر بنی نوع انسان کو انتہائی خوفناک اور بھیانک انداز میں پکڑتا ہے"۔

"آج کے دَور میں خدا کی ایک قہری تجلی ایک اَور عالمی جنگ کی صورت میں ظاہر ہوسکتی ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ایسی جنگ کے بداثرات اور تباہی صرف ایک روایتی جنگ یا صرف موجودہ نسل تک ہی محدود نہیں رہیں گے۔ دَرحقیقت اس کے ہولناک نتائج آئندہ کئی نسلوں تک ظاہر ہوتے رہیں گے۔ ایسی جنگ کا المناک نتیجہ تو ان نو مولود بچوں کو بھگتنا پڑے گا جو اب یا آئندہ پیدا ہوں گے۔ جو ہتھیار آج موجود ہیں وہ اِس قدر تباہ کن ہیں کہ ان کے نتیجہ میں نسلاً بعد نسلٍ بچوں کے جینیاتی یا جسمانی طور پر معذور پیدا ہونے کا اندیشہ ہے"۔

"حال ہی میں روس کے ایک اعلیٰ فوجی کمانڈر نے ایک بیان میں ایٹمی جنگ کے سنگین خطرے کی طرف نشاندہی کی ہے۔ ان کا خیال تھا کہ یہ جنگ ایشیا یا کہیں اور نہیں لڑی جائے گی بلکہ یورپ کی سرحدوں پر لڑی جائے گی اور یہ کہ اس کے شعلے مشرقی یورپین ممالک سے بلند ہونے کا خدشہ ہے"۔ (سالانہ امن کانفرنس، 2012ء۔ 'عالمی بحران اور امن کی راہ' صفحہ 43، 45)

ایک دوسرے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس جنگ کی تباہ کاریوں کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں:

"آئندہ زمانہ میں ظاہر ہونے والی خبریں جو اس زمانہ میں ظاہر ہو رہی ہیں اور آئندہ بھی ظاہر ہوتی چلی جائیں گی جن کو قرآنِ کریم نے بیان کیا ہے اس میں جو ہم آج کل دیکھتے ہیں اس میں Radiation کا عذاب ہے اور Atomic Warfare ہے۔ فرمایا: يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ۔ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ۔ وَلَا يَسْـَٔلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا۔ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ ؕ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍۭ بِبَنِيْهِ (سورۃ المعارج:9-12)۔ جس دن آسمان پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہو جائے گا۔ اور پہاڑ دُھنی ہوئی اون کی طرح ہو جائیں گے۔ اور کوئی گہرا دوست کسی گہرے دوست کا (حال) نہ پوچھے گا۔ وہ اُنہیں اچھی طرح دکھلا دیئے جائیں گے۔ مجرم یہ چاہے گا کہ کاش وہ اس دن کے عذاب سے بچنے کے لئے فدیہ میں دے سکے اپنے بیٹوں کو۔

جب Atomic Warfare ہو تو اس وقت یہ ممکن ہے کہ آسمان كَالْمُهْلِ یعنی پگھلے ہوئے تانبے کی طرح دکھائی دے۔ اس میں Radiation کے عذاب کی طرف اشارہ ہے جو کہ اتنی خوفناک چیز ہے کہ اب تک جہاں جہاں تجربے ہوئے ہیں وہاں لازماً یہی باتیں دکھائی دی ہیں کہ وہ ایسا وقت ہوتا ہے کہ کوئی اپنے کسی گہرے دوست کو بھی نہیں پوچھتا۔ یہاں تک کہ عورتیں اپنے بچوں کو بھول گئی ہیں اور ہر ایک کے اندر Atomic Warfare سے یا Radiation سے اتنی خوفناک گھبراہٹ پیدا ہوتی ہے کہ اگر اس وقت کسی سے پوچھا جائے تو وہ اپنے بچوں کو قربان کرنے کے لئے بھی تیار ہو جاتی ہیں کہ اس مصیبت سے نجات ہو کسی طرح۔

پھر آپ دعاؤں کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"پس آج ہمیشہ کی طرح جماعت احمدیہ کا فرض ہے، جس کے دل میں انسانیت کا درد ہے کہ انسانیت کو بچانے کے لئے دعائیں کریں اور بہت دعائیں کریں۔ دنیا خدا کو پہچان لے اور تباہی سے جس حد تک بچ سکتی ہے بچے"۔

(خطبات مسرور جلد اوّل صفحہ 30، خطبہ جمعہ 9/مئی 2003ء)

آخر پر مصلح آخر زمان سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک انتباہ پیش ہے۔ آپؑ اپنی آخری تصنیف پیغامِ صلح میں فرماتے ہیں:

"جو کچھ خدا نے مجھے خبر دی ہے وہ بھی یہی ہے کہ اگر دنیا اپنی بدعملی سے باز نہیں آئے گی اور بُرے کاموں سے توبہ نہیں کرے گی تو دنیا پر سخت بلائیں آئیں گی۔ اور ایک بلا ابھی بس نہیں کرے گی کہ دوسری بلا ظاہر ہو جائے گی۔ آخر انسان نہایت تنگ ہو جائیں گے کہ یہ کیا ہونے والا ہے۔ اور بہتیرے مصیبتوں کے بیچ میں آکر دیوانوں کی طرح ہو جائیں گے"۔

(پیغامِ صلح، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 444)

اگر آج ہم دنیا کے حالات دیکھیں تو بالکل ایسے ہی ہیں جیسے حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا تھا کہ ایک بلا کے بعد دوسری بلا ظاہر ہو گی۔ ابھی ہم کورونا کی وَبا سے پوری طرح باہر نہیں نکلے کہ یوکرین میں جنگ شروع ہو گئی جس کا اثر ساری دنیا پر پڑ رہا ہے بلکہ اس جنگ کے خطرناک ایٹمی جنگ میں بدل جانے کی تلوار ساری دنیا کے سر پر لٹک رہی ہے۔ پس ہمیں اپنے آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے دعاؤں کی طرف توجہ کرنی چاہیے کہ دنیا اپنے خالق و مالک کو پہچان لے اور اس کی پناہ میں آکر اس خوفناک عذاب سے بچ جائے، آمین۔

جلسہ سالانہ برطانیہ و جرمنی 2022ء

جلسہ سالانہ برطانیہ 2022ء

مؤرخہ 5 تا 7 اگست بمقام حدیقۃ المہدی

اور

جلسہ سالانہ جرمنی 2022ء

مؤرخہ 19 تا 21 اگست

بمقام Messe Karlsruhe

منعقد ہوگا، ان شاء اللہ

(محمد الیاس مجوکہ۔ افسر جلسہ سالانہ جرمنی)

دل کے آئینے میں کر جوہر پنہاں پیدا

وحشت دل نے کیا ہے وہ بیاباں پیدا
سیکڑوں کوس نہیں صورت انساں پیدا

دل کے آئینے میں کر جوہر پنہاں پیدا
در و دیوار سے ہو صورت جاناں پیدا

خار دامن سے الجھتے ہیں بہار آئی ہے
چاک کرنے کو کیا گل نے گریباں پیدا

نشہ مے میں کھلی دشمنی دوست مجھے
آب انگور نے کی آتش پنہاں پیدا

باغ سنسان نہ کر ان کو پکڑ کر صیاد
بعد مدت ہوئے ہیں مرغ خوش الحاں پیدا

اک گل ایسا نہیں ہووے نہ خزاں جس کی بہار
کون سے وقت ہوا تھا یہ گلستاں پیدا

موجد اس کی ہے یہ روزی ہماری آتش
ہم نہ ہوتے تو نہ ہوتی شب ہجراں پیدا

(حیدر علی آتش)

فرصت ہے کسے جو سوچ سکے!

سیاسی مقاصد کے لیے مذہب کارڈ کا استعمال اور اس کا انجام

مکرم منور علی شاہد صاحب

جوگندر ناتھ منڈل کا تعلق بنگال کے دَلِت خاندان سے تھا۔ دَلِت ہندو کمیونٹی کا چوتھا طبقہ ہے جس کو اچھوت بھی کہا جاتا ہے اور ہندو معاشرے میں ان کی زندگی جانوروں سے بھی بدتر ہوتی رہی ہے۔ قائداعظم نے پہلی دستور ساز اسمبلی کے پہلے اجلاس منعقدہ 10 اگست 1947ء کے لئے ان کو صدر اجلاس نامزد کر دیا، لیاقت علی خان نے نام پیش کیا اور خواجہ ناظم الدین نے تائید کی یوں منڈل اسمبلی کے پہلے اسپیکر بن گئے۔ اس اسمبلی کے بارے میں تین یادگار تاریخی واقعات قابلِ ذکر ہیں:

اس اسمبلی میں جس کی صدارت دَلِت ذات کے ہندو اسپیکر نے کی تھی، قائداعظم کو گورنر جنرل، لیاقت علی خان کو پہلا وزیراعظم منتخب کیا گیا۔

پاکستان کا قومی پرچم جوگندر ناتھ کی زیرصدارت پہلی بار لہرایا گیا اور تیسرا یہ کہ دستور ساز اسمبلی ملکی آئین تیار کرے۔ یوں اس اسمبلی کو دستور ساز اسمبلی کی حیثیت بھی ملی تھی۔ بعد میں قائداعظم نے جوگندر ناتھ منڈل کو اپنی پہلی کابینہ میں بطور وزیرِ قانون شامل کیا تھا۔ بطور وزیرِ قانون جوگندر ناتھ نے متعدد اہم ذمہ داریاں نبھائی تھیں۔ ان میں ایک یہ بھی تھی کہ اسی غیرمسلم وزیرِ قانون نے پاکستان کا پہلا قانون تیار کیا تھا۔ تین سال کی وزارت کے بعد جوگندر ناتھ نے وزارت سے استعفیٰ دے دیا اور 1950ء میں پاکستانی شہریت ترک کر کے ہندوستان واپس چلے گئے تھے، اکتوبر 1950ء میں اپنا استعفا بھجوایا جو 15؍اکتوبر کو منظور ہوا، جوگندر ناتھ بقیہ زندگی کلکتہ میں گزار کر اکتوبر 1968ء میں وفات پاگئے تھے۔ ان کے استعفے کی

جوگندر ناتھ منڈل

بنیاد سیاست کے اندر مذہب کی مداخلت بنی تھی جس کا تفصیلی ذکر تاریخی استعفے میں موجود ہے جو پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ اور وجہ ”قرارداد مقاصد“ تھی جس نے سیاست کے اندر مذہب کی راہ ہموار کی تھی۔ اس قراردادِ مقاصد کی منظوری کے بعد جوگندر ناتھ کو پاکستانی سیاست اور ریاست کے مستقبل کا اندازہ ہوگیا تھا کہ اب متعصّب اور مفاد پرست ملاؤں کو موقع فراہم کر دیا گیا ہے کہ وہ مذہب کے نام پر فساد ضرور کریں۔ وقت اور تاریخ نے جلد ہی جوگندر ناتھ کے خدشات کو سو فیصد درست ثابت کر دیا اور بہت جلد ہمارا ملک ”دینِ مُلّا فی سبیل اللہ فساد“ کا مصداق بن گیا۔

پاکستان کی آزادی کے چھ سال اور قراردادِ مقاصد کی منظوری کے چار سال بعد مذہبی لبادہ اوڑھ کر پاکستان مخالف ملاؤں نے پاکستان پر پہلا حملہ کیا جس کے نتیجے میں ”1953ء“ میں جماعت احمدیہ مخالف فسادات شروع

ہوئے اور ملک میں پہلے مارشل لاء کا نفاذ ہوا تھا۔ لاہور میں جماعتِ اسلامی، مجلسِ احرار و دیگر مذہبی جماعتوں نے جماعت احمدیہ کے خلاف پُرتشدّد تحریک شروع کر کے قتل وغارت، بدامنی اور لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔ گورنر جنرل نے ان فسادات کا ذمہ دار اُس وقت کے وزیرِاعلیٰ پنجاب میاں ممتاز دولتانہ کو قرار دے کر ان کو عہدہ سے ہٹا دیا تھا جو دراصل مذہب کے نام پر وفاقی حکومت سے اپنے ناجائز مطالبات منوانا چاہتے تھے۔ ان کے مطالبات میں احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینا اور حضرت چوہدری ظفراللہ خان صاحب کو وزیرِخارجہ کے منصب سے ہٹانا اور احمدیوں کو کلیدی عہدوں سے برطرف کرنا شامل تھے۔ ان فسادات کی تحقیقاتی رپورٹ ”رپورٹ تحقیقاتی عدالت برائے فسادات پنجاب 1953ء“ کے نام سے معروف ہے اور اردو و انگریزی ہر دو زبانوں میں شائع شدہ ہے۔ اس کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ان فسادات میں صوبائی حکومت کی طرف سے پہلی بار ”مذہب کارڈ“ کھیلا گیا تھا۔ اِس رپورٹ میں درج ایک مکالمہ خاص طور پر دلچسپ ہے جو تحریکِ ختمِ نبوّت کے اہم رہنما مولانا اختر علی خان اور عدالتی کمیشن کے درمیان ہوا تھا جس سے بخوبی اندازہ ہوجاتا ہے کہ حکومت پنجاب کے سربراہ کس طرح مذہب کے نام پر اپنی سیاست کر رہے تھے۔

عدالت: کیا ہفتہ میں ایک بار آپ وزیرِاعلیٰ پنجاب میاں ممتاز دولتانہ کے گھر جا کر ان سے ملا کرتے تھے؟

اختر علی خان: جی یہ درست ہے۔

عدالت: کیا آپ نے لاہور کے ایڈمنسٹریٹر (جنرل اعظم خان) کو بتایا تھا کہ ممتاز دولتانہ چاہتے تھے کہ تحریک کی حمایت کی جائے۔

اختر علی خان: یہ درست ہے۔ میں نے اُنہیں یہ بیان دیا تھا کہ وہ اس

ممتاز دولتانہ

تحریک میں دلچسپی رکھتے تھے اور چاہتے تھے کہ اس تحریک کی حمایت کی جائے۔

عدالت۔ کیا آپ نے انہیں (مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر) یہ بھی بتایا تھا کہ وزیرِخارجہ سر ظفراللہ خان کو ان کے منصب سے علیحدہ کرانے کے لئے تحریک ممتاز دولتانہ کی خواہش پر شروع کی گئی تھی؟

اختر علی خاں۔ جی یہ درست ہے، میں نے انہیں یہ بھی تحریری طور پر بتایا تھا۔

عدالت۔ کیا یہ درست ہے کہ میاں ممتاز دولتانہ نے تحریک شروع ہونے سے پہلے اپنے مکان پر ایک اجلاس بلایا اور تحریک چلانے کے لئے کہا؟

عدالت۔ جی، دولتانہ نے ہمیں یقین دلایا تھا کہ اگر ہم تحریک شروع کرتے ہیں تو ہمیں ان کی حمایت حاصل ہوگی۔ انہوں نے یہ ہدایت بھی کی تھی کہ لاہور (صوبائی حکومت) کی بجائے کراچی (وفاقی حکومت) کی طرف ہونا چاہیئے۔

عدالت۔ کیا وزیرِاعلیٰ لاہور میں غنڈہ گردی کے ذمہ دار تھے؟

اختر علی خاں۔ وزیرِاعلیٰ پنجاب غنڈہ گردی کے ذمہ دار تھے۔

عدالت۔ کیا وزیرِاعلیٰ نے (غنڈہ گردی کے لئے) جیل سے غنڈوں کو رہا کیا تھا؟

اختر علی خان۔ انہوں نے ایسا کیا تھا۔

(https://www.bbc.com/urdu/pakistan-56816678)

پاکستانی سیاست کے اندر مذہب کارڈ کے استعمال کی یہ ابتداء تھی جو ایک صوبائی حکومت نے مرکزی حکومت کے خلاف استعمال کیا تھا۔ جس کے ذمہ دار وزیرِاعلیٰ پنجاب ممتاز دولتانہ تھے جن کو بعد ازاں ان کے عہدہ سے کابینہ سمیت برطرف کر دیا گیا تھا اور پھر عمر بھر کے لیے سیاست میں ناکامی ان کا مقدر بن گئی۔

سیاست میں مذہب کارڈ ایک ایسی چنگاری تھی جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بجھنے کی بجائے سُلگتی رہی اور پھر دوبارہ 1970ء کے عشرہ میں پہلے شعلہ بنی پھر ایسی بھڑکتی آگ بنی جس نے بڑے بڑے طاقتور حکمرانوں کو جلا کر بھسم کیا۔ یہ سب آسمانی فیصلے تھے جس نے زمینی خدا پاش پاش کر دیئے تھے۔ مشہور برطانوی مصنف ولیم ہیزلٹ (William Hazlitt) کا ایک قول ہے کہ The garb of religion is the best cloak for power. یعنی ”مذہب کا لبادہ اقتدار کی ہوس کا بہترین بھیس ہے“۔ یہ قول پاکستان کے اندر کی صورتحال پر صادق آتا ہے۔ آزادی کے 26 سال بعد 1973ء میں پہلا متفقہ پاکستانی آئین منظور ہوا تھا۔ لیکن یہ آئین ترامیم اور اسلامی دفعات کے اضافوں کے ساتھ مذہب کارڈ کا سب سے بڑا وسیلہ بن چکا ہے۔ مذہب کارڈ کے عالمی سطح پر استعمال کی ابتداء فروری 1974ء میں لاہور میں منعقدہ پہلی اسلامی سربراہی کانفرنس Organisation of Islamic Cooperation سے ہوئی گو کہ اس کانفرنس میں اُمّہ کو یکجا اور اکٹھا کرنے کا اعلان کیا گیا تھا، دَرحقیقت اس میں ایک ”دنیاوی اسلامی خلیفہ“ کے انتخاب اور احمدیوں کے خلاف عالمی سازش کی منصوبہ بندی تیار اور منظور کی گئی تھی چونکہ خلافتِ احمدیہ تائید الٰہی کی مضبوط بنیاد پر قائم تھی، لہٰذا یہ خلافت ان کی راہ میں روک اور خطرہ تھی۔ کچھ شواہد کے مطابق اس کانفرنس میں احمدیہ مخالف لٹریچر بھی شرکاء کانفرنس میں تقسیم کیا گیا تھا۔ اس سے بھی کانفرنس کے چھپے عزائم اور منصوبہ بندی کا پتہ چلتا ہے۔ پھر جب خدا کی غیرت نے جوش دکھایا اور تو دنیا نے دیکھا کہ سربراہی کانفرنس میں جماعت احمدیہ کے خلاف سازش کرنے والے کانفرنس کے اہم ترین مسلم رہنما یکے بعد دیگرے المناک اور عبرتناک ہلاکتوں کا شکار ہوئے، وہ سب کچھ تاریخ میں محفوظ ہے۔ کاش عقل وشعور رکھنے والے اس سے کچھ سبق سیکھ سکیں لیکن ؏ فرصت ہے کسے جو سوچ سکے پسِ منظر ان افسانوں کا۔

1973ء کے متّفقہ آئین کی منظوری کے صرف ڈیڑھ سال بعد 7/ستمبر 1974ء کو وزیرِاعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹو نے اپنی حکومت بچانے کے لئے مذہب کا کارڈ استعمال کیا اور آئین میں ترمیم کر کے

احمدیوں کو غیرمسلم قرار دے دیا۔ اس سے چند ماہ قبل پاکستان بھر میں حکومتی ایماء اور پشت پناہی میں احمدیوں کے خلاف ظلم وستم، اور قتل وغارت کا بازار گرم کیا گیا۔ پُراَمن احمدیوں کو شہید کیا گیا، گھروں کو آگ لگائی گئی، سوشل بائیکاٹ کیا گیا۔ جماعت احمدیہ تو خلیفہ ُوقت کی راہنمائی میں مکمل طور پر پُراَمن رَہ کر دعاؤں میں مصروف رہی اور مالی وجانی قربانیاں دینے کے اس کڑے امتحان میں سرخرو ہوئی مگر ذوالفقارعلی بھٹو ایسے عبرتناک انجام کو پہنچا کہ اس کی تفصیلات پڑھ کر بھی انسان پرلرزہ طاری ہوجاتا ہے۔

افسوس کہ اس انجام سے بھی کسی نے درسِ عبرت حاصل نہ کیا اور دس سال بعد 1984ء میں ایک مرتبہ پھریہی کہانی دُہرائی گئی۔ اب کے ایک فوجی آمرضیاءالحق نے مذہب کے نام پر گھناؤنا کھیل کھیلنا شروع کیا اور مذہب کارڈ استعمال کرکے اپنے اقتدار کو دَوام دینے کی کوشش کی، شرعی قانون سازی کی، امتیازی قوانین پاس کرائے اور انتہاپسند ملاؤں کی سَرپرستی کی۔ طاقت اور تکبّر کے نشّہ میں چُور جماعت احمدیہ کی دشمنی میں اتنا آگے بڑھ گیا کہ احمدیت کو دنیا سے مٹانے کا سوچنے لگا اور ایک منظّم منصوبہ بندی کے تحت اس نے 26 اپریل 1984ء کو اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے ملک میں ”امتناعِ قادیانیت آرڈیننس“ کا نفاذ کر دیا۔ اس کے نتیجہ میں احمدیوں کے لئے اسلامی شعائر کا استعمال اور خود کومسلمان ظاہر کرنا قابلِ تعزیر جرم ٹھہرا۔ اس سیاہ قانون کی دنیا بھر نے شدید ترین الفاظ میں مذمّت کی اور اسے انسانی حقوق کے منافی قرار دیا گیا۔ یہی وہ قانون ہے جس کی وجہ سے پاکستان سے حضرت خلیفۃالمسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کو ہجرت کرنا پڑی۔ اس کے بعد جماعت احمدیہ عالمگیر تو ایک مرتبہ پھرسرخرو ہوکر ترقیات کے نئے اور وسیع دَور میں داخل ہوگئی مگر اس مخالفت اور عناد کا محرک ضیاءالحق جو طاقت کے زعم میں زمینی خدا بن بیٹھا تھا اور بالآخر فرعون کی طرح عبرت کا ایک ایسا نشان بنا جو رہتی دنیا تک تاریخ میں موجود رہے گا۔ 17 اگست 1988ء کو دنیا کے محفوظ ترین فوجی ہوائی جہاز سی 130 ہرکولیس (Hercules C-130) کے ایک پُراَسرار حادثہ میں اس طرح ہلاک ہوا کہ اس کا نام ونشان ہی مِٹ گیا۔ یوں آسمان نے پھر یہ ثابت کر دیا کہ خدا کے خلیفہ کے سامنے کوئی فرد حتّٰی کہ کوئی ریاست بھی نہیں ٹھہرسکتی۔ ضیاءالحق کی عبرتناک موت کو 34سال ہونے کو ہیں لیکن آج تک اس حادثہ کے راز سے پردہ نہیں اُٹھ سکا۔

پاکستان میں سیاسی مقاصد کے استعمال میں مذہب کارڈ کا استعمال ہر گزرتے دن کے ساتھ بڑھتا ہی جا رہا ہے اور اس کے نتائج بھی پوری قوم بھگت رہی ہے۔ جب بھی کسی حکمران کی کرسی ڈولتی ہے تو خصوصیت کے ساتھ جماعت احمدیہ کے نام پر مذہب کا کارڈ کھیل کر اپنی کرسی بچانے کی کوشش کرتا ہے لیکن کوئی بھی حکمران اپنی ڈوبتی ناؤ کو بچا نہ سکا بلکہ ڈوبنا اس کا مقدر بن گیا۔

چنانچہ تحریکِ انصاف کی حال ہی میں بَرطرف کی جانے والی حکومت بھی اس میں پیچھے نہیں رہی۔ اقوامِ متحدہ نے 15 مارچ کو ’اسلاموفوبیا‘ کے عالمی دن کے طور پر منظور کیا، 57 اسلامی ممالک اور دیگر آٹھ ممالک (روس چین سمیت) نے اس کی حمایت کی تھی جبکہ بھارت، فرانس اور یورپی یونین نے اپنے تحفظات کا اظہار کیا تھا۔ اس قرارداد کی منظوری کے بعد سابق وزیرِاعظم پاکستان عمران خان نے ایک عوامی جلسہ میں یہ کہہ کر اپنی ڈولتی کرسی کو بچانے کی کوشش کی کہ 1974ء قادیانیوں کو غیرمسلم قرار دینے کے بعد مسلمانوں کی یہ ایک اور بڑی کامیابی ہے کہ اقوامِ متحدہ نے اسلاموفوبیا کے بارہ میں پاکستان کی پیش کردہ قرارداد منظور کرلی ہے اور اسے جماعت احمدیہ کے ساتھ جوڑتے ہوئے یہ ڈینگ ماری کہ اس نے اس طرح سے ختم نبوت کی بہت بڑی خدمت کی ہے۔ حالانکہ اس قرارداد میں جماعت احمدیہ کا دُور دُور تک کوئی ذکر نہ تھا۔ مذہب کا یہ کارڈ استعمال کرنے کے چند ہی ہفتوں بعد یکا یک ملکی سیاست میں تبدیلی کی ایسی لہر آئی کہ اس وزیرِاعظم کو بھی اقتدار سے ہاتھ دھونے پڑے اور ایک بار پھر مذہب کارڈ استعمال کرنے کا انجام دنیا نے دیکھا۔

سالِ رواں 2022ء میں پاکستان کے قیام کو 75سال پورے ہو رہے ہیں۔ کسی بھی ریاست کے لئے 75سال کا عرصہ پھولنے پھلنے اور مستحکم ہونے کے لئے معقول مدّت ہوتی ہے۔ گزرے 75سالوں کی سیاسی تاریخ پر جب نظر ڈالتے ہیں تو افسوس ہوتا ہے کہ اس عرصے کے دوران زیادہ تو کھویا ہی گیا ہے۔ سیاسی طور پر پاکستان روزِ اوّل ہی سے عدمِ استحکام اور سازشوں کا شکار رہا لیکن 1974ء کے بعد سے تو معاشی طور پر بھی ملک کی اندرونی زَبوں حالی قابلِ رحم ہوچکی ہے۔ ہر محبِّ وطن اور اَمن پسند پاکستانی شہری خواہ وہ ملک کے اندر رہے یا بیرون ملک مقیم ہے، وطنِ عزیز کی اس حالت پرخون کے آنسو روتا ہے۔ یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوچکی ہے کہ پاکستان کو اپنی بقاء، سیاسی، معاشی، معاشرتی استحکام کے لئے ”مذہب کارڈ“ کے استعمال کو ترک کرنا ہوگا، خصوصیت سے اس جماعت کا نام لے کر جو اس ملک کے قیام کی نظریاتی ہی نہیں عملی طور پر بھی سب سے زیادہ پُرجوش حامی تھی اور جس نے اس ملک کی بقاء کے لئے عظیم الشان قربانیاں پیش کی ہیں اور کرتی رہے گی۔

اسلامی سربراہی کانفرنس فروری 1974ء کے دوران جمعہ کی نماز کے لئے بیٹھے ہوئے۔ 1۔ شاہ فیصل، 2۔ کرنل قذافی، 3۔ ذوالفقارعلی بھٹو، 4۔ یاسرعرفات

آگے بڑھتے رہو دَمبدم دوستو!

جلسہ ہائے یومِ مسیح موعود علیہ السلام

Hattersheim

مؤرخہ 26 مارچ 2022ء بروز ہفتہ بوقت تین بجے سہ پہر آن لائن جلسہ یومِ مسیح موعودؑ منعقد ہوا۔ جلسہ یومِ مسیح موعودؑ نماز سینٹر سے ٹیلی کاسٹ کیا گیا۔ ایک ٹیم نے نماز سینٹر میں سٹیج بنایا جسے 25 مارچ کو تیار کیا گیا جبکہ دوسری ٹیم نماز سینٹر سے اس جلسہ کو براہِ راست ٹیلی کاسٹ میں مدد کرتی رہی۔ جلسے کی اطلاع کے لئے ایک دعوت نامہ بنایا گیا جسے رمضان پلان اور نیشنل شعبہ تربیت کی طرف سے دی گئیں دو کتابوں کے ہمراہ ہر گھر میں پہنچایا گیا۔ اس کے علاوہ اور بھی مختلف ذرائع سے وقتاً فوقتاً یاد دہانی کروائی جاتی رہی۔ احبابِ جماعت اس جلسہ میں آن لائن شامل ہوئے۔ سیکرٹری صاحب ضیافت نے اس جلسے کے لئے لنگر کا انتظام صدر صاحب کے گھر پانچ دوستوں کی مدد سے کیا۔ جلسہ میں تقریباً 150 کے قریب احبابِ جماعت شامل تھے، الحمدللہ علیٰ ذالک۔

الحمدللہ خدا تعالیٰ ہم سب کو بہتر رنگ میں خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے اور خلیفۂ وقت کا سلطانِ نصیر بنائے آمین۔ (ملک اسرارالحق۔ سیکرٹری تربیت ہیٹرس ہائم)

Hanau

جماعت احمدیہ ہاناؤ کو مؤرخہ 23 مارچ 2022ء جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

جلسہ کی صدارت خاکسار بشارت احمد قائم مقام صدر جماعت Hanau نے کی۔ پروگرام کے آغاز میں مکرم حافظ شازل احمد صاحب نے تلاوت قرآن پاک کی جس کے بعد مکرم تنویر احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام خوش الحانی سے پیش کیا۔ اس کے بعد مکرم محمد طاہر ندیم صاحب نے ’رزق حلال‘ کے موضوع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات پیش کیے۔ جلسہ کی پہلی تقریر مکرم ثمر احمد صاحب قائد مجلس Hanau نے جرمن زبان میں کی۔ اس تقریر کے بعد مکرم آفاق احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام پیش کیا۔ جلسہ کی دوسری تقریر مکرم ظافر احمد صاحب نے بعنوان ’حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ‘ اردو و جرمن زبان میں کی اور اختتامی دعا کرائی۔ شاملین جلسہ کے لیے ضیافت کا انتظام کیا گیا تھا۔ جلسہ کی مجموعی حاضری 215 تھی۔

(رپورٹ: بشارت احمد قائم مقام صدر جماعت ہاناؤ)

نفرت کے خلاف مہم

مؤرخہ 26 مارچ 2022ء کو St-Gallus-Kirche کے میدان میں جماعت فلورس ہائم میں ایک دَوڑ کا پروگرام بموضوع Kilometer gegen Hass کا انعقاد کیا گیا جس کا مقصد بڑھتی ہوئی مذہبی فرقہ واریت اور اس سے پیدا ہونے والی نفرت کے خلاف آواز اٹھانا تھا۔ اس پروگرام میں جماعتی احباب کے علاوہ غیر از جماعت افراد نے بھی حصہ لیا۔ لجنہ اماءاللہ فلورس ہائم نے مختلف بیکری وغیرہ کی اشیاء گھروں سے بنا کر بھیجیں۔ اس دوڑ میں 47 افراد نے مجموعی طور پر 12 کلومیٹر کا فاصلہ طے کیا۔ دوڑ میں پہلی تین کامیابیاں حاصل کرنے والوں میں علاقائی میئر کی نمائندہ نے انعامات تقسیم کئے۔ اس دوڑ سے 600 یورو بھی جمع ہوئے جو نسل پرستی کے خلاف استعمال کئے جائیں گے۔ مکرم ذیشان عابد صاحب نے پہلی پوزیشن، جناب Thomas Jakob صاحب نے دوسری اور فلورس ہائم سے مکرم سہیل احمد صاحب مربی سلسلہ نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔ آخر میں مکرم سہیل احمد صاحب مربی سلسلہ نے فرقہ واریت کے خلاف اسلامی تعلیمات پیش کیں اور مکرم نوید احمد صاحب صدر جماعت اور مکرم منور عابد صاحب سیکرٹری تبلیغ نے شامل ہونے والے احباب کا شکریہ ادا کیا۔ اس پروگرام کا اختتام دعا کے ساتھ ہوا۔

(رپورٹ: مکرم سہیل احمد صاحب مربی سلسلہ)

شہری انتظامیہ سے ملاقات

مؤرخہ 25 مارچ 2022ء بروز جمعۃ المبارک شام پانچ بجے میں نئی مسجد بنانے کے لئے ایک نشست کا انتظام کیا گیا جس میں جناب Dr.h.c. Jörg-Uwe Hahn صاحب (وائس پریزیڈنٹ Hessen سٹیٹ پارلیمنٹ)، Prof. Dr. Ralf Rainer Piesold (ممبر ڈسٹرکٹ کمیٹی)، Mrs. Brown (میئر Bruchkoebel) نے شرکت کی۔ اس نشست کا آغاز تلاوتِ قرآنِ کریم سے ہوا جو مکرم حافظ شازل صاحب نے کی۔ جماعت Bruchkoebel کی طرف سے مکرم ظافر احمد صاحب مربی سلسلہ، مکرم اعجاز علی صاحب صدر جماعت، مکرم مصور بھٹی صاحب قائد مجلس اور عدنان مصطفیٰ صاحب سیکرٹری امورِ خارجہ Hanau شامل تھے۔ اس نشست میں یوکرین اور روس کے جنگی حالات کے بارہ میں بھی گفتگو ہوئی۔ شہر کی انتظامیہ نے بتایا کہ فوری طور پر مسجد بنانے کے لئے جگہ میسر نہیں

باقی صفحہ 34 پر

Flörsheim

© Volkswagen AG

تحریک جدید کے ابتدائی مبلغین کرام

محترمہ درِثمین احمد صاحبہ

فرانس میں احمدیت کا نفوذ

1914ء میں پہلی جنگ عظیم کے لیے انڈین آرمی کا جو دستہ فرانس آیا اُس میں بعض احمدی احباب بھی تھے، ان احمدی احباب نے جہاں جنگی خدمات سرانجام دیں وہاں موقع ملنے پر احمدیت کا پیغام بھی وقتاً فوقتاً پہنچاتے رہے، ان احباب کا ذکر اخبار الفضل میں یوں درج ہے:

”احمدی جماعت کے بعض عزیز ممبر فرانس میں جنگی خدمات کے سلسلہ میں ہیں۔ نہایت خوشی کی بات ہے کہ وہ سلسلہ کی تبلیغ کے سامان بھی کرتے رہتے ہیں..... سیّد محمد حسین شاہ صاحب، ڈاکٹر محمد الدین صاحب، غلام حسین صاحب لیس دفعدار، دفعدار ربّ نواز خان، محمد ابراہیم صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ، حق نواز صاحب ناگر، ڈاکٹر ظفر حسن، وارث علی، عبد الرحمٰن“۔

(الفضل 9/ مئی 1915ء صفحہ 2)

ایک اور جگہ اخبار الفضل لکھتا ہے:

”...ان احباب کی مساعی جمیلہ کا ذکر خیر جو فرانس میں بغرض جنگ مقیم ہیں، ناظرین کرام نے وقتاً فوقتاً پڑھا ہوگا جس سے ان کے شوق تبلیغ اور اخلاص کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ واقعہ میں جو کام ان احباب نے شروع کیا ہے خاص کر اخویم عبد الرّحیم صاحب کلرک، ڈاکٹر محمد الدین صاحب اور ڈاکٹر محمد حسین صاحب جس سرگرمی، تن دہی سے دعوت الیٰ الخیر کے مبارک کام میں مشغول ہیں، وہ اس امر کا بدیہی ثبوت ہیں کہ خدا تعالیٰ نے فرانس کی سرزمین میں اپنے عظیم الشان نبی حضرت مسیح موعودؑ کا ذکرِ خیر انہی احباب کے ذریعہ پہنچانا مقدر کر رکھا تھا اور یہ سعادت خاص انہی کا حصہ تھی“۔ (الفضل 13/ ستمبر 1915ء صفحہ 4)

ان احمدی احباب نے ”اسلامی اصول کی فلاسفی“ کا فرانسیسی ترجمہ کرانے کے لیے ایک لیڈی مس فلورا میک کول سے رابطہ کیا۔ (الفضل 13/ مئی 1915ء صفحہ 14)

ازاں بعد یہ ترجمہ کرا کے نظرثانی اور چھپنے کے لیے انگلستان میں متعین احمدی مبلغ حضرت چودھری فتح محمد سیال صاحب کو بھجوایا، اس کے لیے مالی لحاظ سے بھی اپنا حصہ ڈالا۔ حضرت چودھری فتح محمد سیال صاحبؓ نے ایک مختصر تبلیغی ٹریکٹ Prophecies that men should know کا فرانسیسی ترجمہ کرکے دو ہزار کاپیاں فرانس بھیجیں۔

(الفضل 15/ اگست 1915ء صفحہ 7 کالم 3)

اخبار الفضل 1915ء، 1916ء میں دعوت الیٰ الخیر کے تحت فرانس میں تبلیغ کے عنوان سے رپورٹس شائع ہوتی رہیں۔ ان احباب میں سے بعض کو حضرتِ اقدس کے صحابی ہونے کا شرف حاصل تھا۔ ان صحابہ میں حضرت ڈاکٹر سیّد محمد حسین شاہ صاحب آف دھرم کوٹ رندھاوا بعدہٗ قادیان (وفات: 20/ ستمبر 1945ء مدفون بہشتی مقبرہ قادیان) تھے جن کے متعلق اخبار الفضل ایک جگہ لکھتا ہے:

”فرانس سے ڈاکٹر محمد حسین صاحب لکھتے ہیں: آخری ہفتہ جولائی کے اخبار الفضل کسی وجہ سے نہیں پہنچے جن کے لیے بہت بے چین ہوں، ایسا معلوم ہوتا ہے گویا ایک ہفتہ کا راشن نہیں ملا...“

(الفضل 19/ ستمبر 1915ء صفحہ 15 کالم 3)

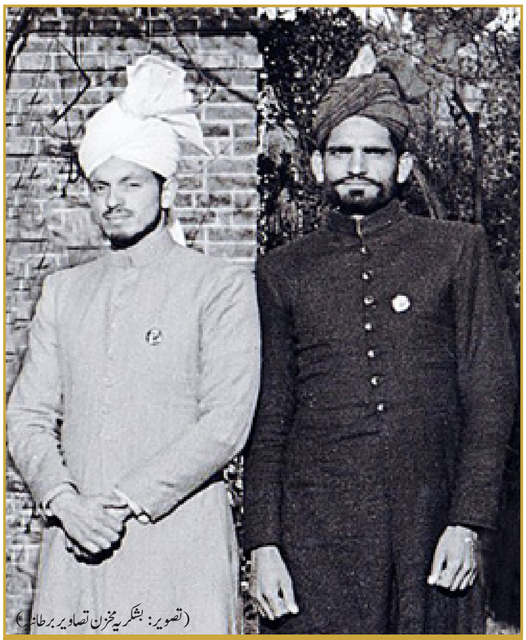

دائیں سے بائیں: مکرم چوہدری عطاءاللہ (اللہ دتّا) صاحب، مکرم ملک عطاءالرحمٰن صاحب

فرانس میں احمدیت کی تبلیغ کا موقع پانے والوں میں حضرت ملک محمد حسین صاحبؓ ابن حضرت ملک غلام حسین رہتاسی یکے از 313 رہتاس ضلع جہلم بھی تھے۔ آپ بیرسٹری کی تعلیم کے سلسلے میں انگلستان تشریف لے گئے جہاں سے پیرس جانے کا بھی موقع پایا اور اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تبلیغ احمدیت میں بھی کوشاں رہے، مبلغ انگلستان محترم مولوی مبارک علی صاحب بی اے بی ٹی اپنی ایک رپورٹ میں لکھتے ہیں:

''ملک محمد حسین صاحب کا پیرس میں لیکچر ہوا اور انہوں نے وہاں احمدیہ لٹریچر بھی تقسیم کیا ہے..... اب وہ فرانسیسی زبان سیکھنے کی کوشش کر رہے ہیں تا کہ فرنچ میں تبلیغ کی جاوے۔ ملک صاحب موصوف پیرس سے لندن واپس آگئے اور مجھے کام میں مدد دیتے ہیں''۔ (الفضل یکم ستمبر 1921ء صفحہ 1) پیرس میں تبلیغ کے متعلق آپ کی اپنی رپورٹ بھی اخبار الفضل 29/اگست 1921ء صفحہ 9 پر درج ہے۔ آپ نے 4/اپریل 1935ء کو کینیا میں وفات پائی اور وہیں احمدیہ قبرستان میں دفن ہوئے۔

(الفضل 19/جون 1935ء صفحہ 8)

مبلغ انگلستان حضرت چودھری فتح محمد سیال صاحب نے بھی ایک مرتبہ پیرس (فرانس) کا کامیاب دورہ کیا، دورے کی رپورٹ ''احمدی مبلغ دارالسلطنت فرانس میں'' کے تحت اخبار الفضل میں شائع شدہ ہے۔

(الفضل 30 اگست 1920ء صفحہ 6)

حضرت مفتی محمد صادق صاحب امریکہ میں ساڑھے تین سال تبلیغ کے بعد جب ہندوستان واپس جانے لگے تو آپ کا سفر براستہ فرانس ہوا، آپ مؤرخہ 8/ستمبر 1923ء کو امریکہ کے شہر Boston کی بندرگاہ سے روانہ ہوئے اور اسی مہینے کے آخر میں پیرس میں نزیل ہوئے۔ (الفضل 30/اکتوبر 1930ء صفحہ 1،2) آگے ہندوستان کے لیے بحری جہاز میں جگہ نہ ملنے کی وجہ سے آپ کو کچھ ہفتے (قریباً 6 ہفتے) فرانس میں رکنا پڑا، چنانچہ فرانس میں قیام کا فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ نے اسلام احمدیت کا خوب پیغام پہنچایا۔ لیکچرز، انٹرویوز کے علاوہ انفرادی ملاقاتوں کے ذریعے بھرپور تبلیغ احمدیت کی۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد فرانس میں احمدیہ مسلم مشن کا قیام

خدا تعالیٰ کے اولوالعزم خلیفہ حضرت المصلح الموعودؓ نے جنگِ عظیم کے خاتمہ کے بعد فرانس میں تبلیغی مشن کھولنے کا ارشاد فرمایا جس پر حضورؓ کے حکم سے لندن میں مقیم تحریکِ جدید کے دو مجاہدین یعنی ملک عطاءالرحمٰن صاحب اور مولوی عطاءاللہ صاحب 17 مئی 1946ء کو پیرس پہنچ گئے اور ایک ہوٹل کے کمرہ کو اپنا مرکز بنا کر نہایت مختصر سے پیمانہ پر کام شروع کر دیا۔ مولوی عطاءاللہ صاحب جلد ہی فرانس سے افریقہ بھجوا دیئے گئے اور مشن چلانے کی تمام ذمہ داری ملک عطاءالرحمٰن صاحب کو سونپ دی گئی۔

احمدی مجاہدین کے پیرس میں پہلے تین روز

اِن مبشرین احمدیت نے اجنبیت کے ماحول میں پہلے تین دن کس طرح گزارے؟ اس کی تفصیل ملک عطاءالرحمٰن صاحب کی ایک ابتدائی رپورٹ میں ہمیں ملتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''شام کے وقت ہم گاڑی سے اُترے... رات کا وقت تھا۔ ماحول ہر طرح اجنبی تھا۔ یہاں کے دَر و دیوار یہاں کے لوگوں اور زبان سے مکمل اجنبیت تھی۔ فرانسیسی قوم بہت متعصّب تنگ دل اور شکی واقع ہوئی ہے۔ چنانچہ بجائے اس کے کہ اس دوران میں جو ہمیں ملا اجنبیت کی وجہ سے ہمارے ساتھ ہمدردی سے پیش آتا، ہماری اجنبی شکلوں اور لباس کی وجہ سے ہمیں مشکوک نظروں سے دیکھتا... آخر سڑک سے ہٹ کر ایک ہوٹل میں جانے کا اتفاق ہوا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ٹھہرنے کے لئے جگہ مل گئی۔

18 مئی پیرس اور فرانس میں ہمارا پہلا دن تھا...فی الحال دو کام مدِّنظر تھے، رہائش کا کوئی مستقل انتظام اور فرانسیسی زبان سیکھنے کے لئے معلومات کا حاصل کرنا۔ سب سے پہلے برطانوی سفارت خانہ میں گیا، رہائش کے لئے امداد کے سلسلہ میں انہوں نے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ پیرس میں ان دنوں یہ مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ زبان سیکھنے کے سلسلہ میں بعض اداروں کا پتہ دیا۔ اس کے بعد برطانوی قونصل خانہ میں گیا وہاں بھی انہی امور کے سلسلہ میں بعض معلومات اور پتے حاصل کئے۔ وہاں سے دو تعلیمی اداروں اور ایک پرائیویٹ سکول میں گیا اور ممکن معلومات حاصل کیں۔ اس دوران ایک ایسے ادارہ میں بھی گیا جہاں مختلف ممالک کے طلباء کے لئے مقابلةً بہت ہی کم خرچ پر رہائش اور کھانے کا انتظام ہے۔

19/ مئی دفاتر بند تھے کہیں جا نہ سکتا تھا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اور دفتر کو مفصّل رپورٹ بھجوائی۔ ہمارے سامان میں کتابوں کا ایک بنڈل تھا جو پیرس پہنچنے پر ہمیں نہ ملا تھا۔ کل اور آج پھر ہم متعلّقہ دفاتر میں گئے لیکن اس کا کچھ پتہ نہ چلا کہ کہاں رہ گیا ہے۔ لندن میں یا ڈوور یا کیلے کی بندرگاہ پر رَہ گیا۔ ان تینوں مقامات پر دفتر متعلقہ کی طرف سے خط لکھوائے اور تاریں بھجوائیں۔ ایک فرانسیسی نوجوان سے دو اڑھائی گھنٹہ تبلیغی گفتگو ہوتی

رہی... وہ نوجوان آبدیدہ ہوگیا اور بڑے درد سے کہنے لگا ’’افسوس ہم نے یہ مذہب اپنے آباء سے اس رنگ میں پایا ہے کہ ہم اسے چھوڑ نہیں سکتے۔ میرے والدین نے تو میرے اندر عیسائیت ہمیشہ کے لئے بھرنی چاہی ہے اور بھر دی ہے لیکن مجھے محسوس ہونے لگا ہے کہ آپ کی باتیں میرے عقائد سے مجھے ہلانا چاہتی ہیں‘‘۔

یہ لوگ اپنے مذہب کے لئے اس قدر ضِدّی اور متعصّب واقع ہوئے ہیں کہ تبدیل مذہب کا انہیں وہم بھی نہیں ہوسکتا۔

20 مئی آج صبح پیرس میں مختلف مقامات پر مختلف امور کے سلسلہ میں چند خطوط لکھے۔ ایک پرائیویٹ تعلیمی ادارہ اور ایک دفتر میں بھی گیا۔ اس تعلیمی ادارہ کی منتظمہ سے تعلیم اور رہائش کے سلسلہ میں بعض معلومات حاصل کیں اور آخر میں اسے پون گھنٹہ کے قریب تبلیغ کی۔ اس نے بھی یہی کہا کہ ’’اسلام کی تعلیم کس قدر خوش نما ہے۔ مدلّل اور حقائق پر مبنی ہے۔ لیکن میں رومن کیتھولک ہوں یہ نہ خیال کرنا کہ میں اپنا مذہب کبھی چھوڑوں گی‘‘۔

فرانس کے حالات سیاسی، ملکی، مذہبی اور قومی تبلیغ کی راہ میں روکیں رکھتے ہیں جنہیں صرف اور صرف ہمارا خدا ہی دور کرسکتا ہے جو ان شاءاللہ ضرور دور کرے گا اور احمدیت جلد ایک دن اپنے الٰہی مقصد میں کامیاب ہوگی، ان شاءاللہ‘‘۔

(بحوالہ روزنامہ الفضل قادیان 27 جون 1946ء)

فرانسیسی زبان سیکھنے کی طرف خصوصی توجہ

ابتدائی ڈیڑھ سال میں تبلیغ کا کوئی باقاعدہ کام نہ کیا جاسکا۔ سب سے بڑی روک زبان کی تھی۔ انگریزی میں کوئی موثر کام کرنا ممکن نہ تھا۔ اوّل تو وہاں انگریزی جاننے والے بہت کم ملتے تھے۔ اور جو کوئی انگریزی جانتا تھا وہ اس میں بولنا پسند نہ کرتا تھا۔ اس وقت کے پیشِ نظر ملک عطاءالرحمٰن صاحب نے فرانس پہنچتے ہی اپنی پوری توجہ فرانسیسی زبان سیکھنے کی طرف مبذول کر دی جس میں انہیں نمایاں کامیابی ہوئی۔ بلکہ قریباً سوا دو سال کے بعد مشہور احمدی انگریز مسٹر بشیر آرچرڈ یورپ کے احمدی مشنوں کا دورہ کرتے ہوئے سب سے پہلے پیرس میں ملک صاحب سے ملے تو انہیں فرانسیسی پر خاصہ عبور حاصل ہو چکا تھا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے سفرنامہ کے تاثرات میں لکھا (ترجمہ):

’’میں لنڈن سے 3 ستمبر 1948ء کو روانہ ہوا اور اسی شام پیرس میں پہنچا۔ میں پیرس میں چند گھنٹے ٹھہرا اور رات کو زیورک (سوئٹزرلینڈ) کے لئے روانہ ہوگیا جہاں ہمارا مشن قائم ہے۔ پیرس ریلوے سٹیشن پر برادرم ملک عطاءالرحمٰن صاحب موجود تھے۔ برادرم ملک صاحب مجھے اپنے ہمراہ اپنی جائے رہائش پر لے گئے۔ آپ کے پاس صرف دو چھوٹے چھوٹے کمرے ہیں۔ دورانِ گفتگو میں نے ان کے کام کے متعلق معلومات حاصل کیں۔ آپ اپنے وقت کا ایک منٹ بھی ضائع نہیں کرتے اور نماز فجر سے لے کر رات دیر تک اپنے کام میں مصروف رہتے ہیں۔ آپ نے فرانسیسی زبان پر اچھا عبور حاصل کرلیا ہے اور ابھی تک زبان کو سیکھنے اور مہارت پیدا کرنے میں کوشاں ہیں۔ ان کی خواہش ہے کہ فرانسیسی زبان میں لٹریچر شائع کرسکیں۔ ان کے کھانا پکانے کے انتظامات بہت سادہ ہیں اور خوراک بھی بالکل سادہ ہے‘‘۔ (الفضل 30 ستمبر 1946ء صفحہ 2)

تبلیغ کی قانونی اور سرکاری اجازت اور پریس کانفرنس سے تبلیغی سرگرمیوں کا باضابطہ آغاز

ملکی قانون کے مطابق تبلیغ اسلام کے لئے حکومت کی اجازت حاصل کرنا ضروری تھا جس کے لئے ملک عطاءالرحمٰن صاحب 1947ء سے برابر کوشش کر رہے تھے آخر ایک لمبی جدوجہد کے بعد فروری 1948ء کے آخری عشرہ میں فرانس کی وزارتِ خارجہ نے اجازت دے دی۔ لیکن ابھی کام شروع کرنے کے لئے پولیس کے محکمہ اعلیٰ کی اجازت ومنظوری حاصل کرنے کی روک سدِّراہ تھی جو بڑی تگ ودَو، دوڑ دھوپ اور کئی مشکلات کے بعد 22 جون 1948ء کو دور ہوئی۔ ملک صاحب نے پولیس کی اجازت ملنے سے ڈیڑھ دو ماہ قبل ملک میں آئندہ تبلیغی پروگرام کا ایک قابلِ عمل ڈھانچہ بنالیا تھا اور فرانس کو اوّل مرحلہ پر ہی تحریکِ احمدیت سے روشناس کرانے کے لئے ایک تبلیغی پریس کانفرنس کے انعقاد اور ایک پمفلٹ اور ایک ٹریکٹ کی ترتیب واشاعت کی تیاری شروع کردی تھی اور پریس سے رابطہ قائم کرنے کے لئے رائٹر (REUTER) اور فرانس کی ایک مقامی خبر رَساں ایجنسی سے بھی تعلقات پیدا کرلئے۔ چنانچہ جونہی منظوری کی دوسری سرکاری اطلاع پہنچی انہوں نے پریس کانفرنس کا اعلان کردیا۔ بیس ہزار کی تعداد میں چار صفحات پر مشتمل پمفلٹ LEMESSIEESTVENU اور پانچ سو کی تعداد میں بارہ صفحات پر مشتمل ٹریکٹ شائع کرنے کے علاوہ دعوت نامے بھی طبع کرائے جو جملہ مشہور باا ثر اخبارات کے علاوہ ملک کے دوسرے شہروں کے مستند اخبارات کو خاص اہتمام سے بھجوائے۔ پریس کانفرنس پروگرام کے مطابق جولائی 1948ء کے دوران پیرس کے ایک بڑے ہوٹل میں منعقد ہوئی جس میں ایک درجن کے قریب اخباری نمائندے شامل ہوئے۔

فرانس میں پہلا تبلیغی پبلک جلسہ

تبلیغی پریس کانفرنس نے فرانس میں اشاعت وتبلیغ اسلام واحمدیت کے لئے ایک خوشکن اور نمایاں حرکت سی پیدا کردی تھی۔ ملک صاحب نے اس سے فائدہ اٹھانے اور اپنے تبلیغی حلقہ کو مزید وسعت دینے کے لئے 13 نومبر 1948ء کو وسیع پیمانہ پر ایک پبلک جلسہ کا انتظام کیا جو ملک میں اپنی نوعیت کا پہلا اور کامیاب اجتماع تھا۔ پوسٹر، ریڈیو اور پریس تینوں ذرائع سے جلسہ کا اعلان کیا گیا۔ علاوہ ازیں قریباً ایک ہزار مطبوعہ دعوت نامے بھجوائے گئے۔ مدعوئین میں پیرس کی بعض ادبی سوسائٹیوں کے ممبر اور پیرس یونیورسٹی کے پروفیسر اور بعض مستشرقین بھی تھے۔

(الفضل 31 دسمبر 1948ء صفحہ 6)

عیسائی لیڈروں کو قبول اسلام کی دعوت

فرانس میں ان دنوں 58 کے قریب مشنری سوسائٹیاں تھیں جن کے ہزاروں مناد دنیا کے اکثر ممالک میں عیسائیت کا پراپیگنڈہ کر رہے تھے۔ ان سوسائٹیوں میں سے بعض کے بڑے بڑے فرانسیسی شہروں میں ایک سے زائد مراکز قائم تھے۔ ملک صاحب نے ان سوسائٹیوں اور ان کی شاخوں کو ایک مطبوعہ خط بھجوایا جس میں انہیں بتایا کہ مسیح صرف بنی اسرائیل کے نبی تھے مگر اسلام کا نبی رحمۃ للعالمین ہے اور آپ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت سارے جہانوں اور زمانوں کے لئے ہے۔

پاک و ہند کی احمدی جماعتیں چونکہ سانحہ ہجرت کے دوران شدید مالی بحران سے دوچار تھیں، اس لئے فیصلہ کیا گیا کہ فرانس مشن اور دوسرے نئے جاری شدہ احمدی مشنوں کو فی الحال بند کر دیا جائے مگر مبلغ فرانس ملک عطاء الرحمٰن صاحب نے دوسرے مجاہدین یورپ کی طرح اس عزم کا اظہار کیا کہ وہ مرکز پرمشن کے اخراجات کا بوجھ ڈالے بغیر تبلیغ اسلام کا کام جاری رکھیں گے۔ انہیں اس گہوارہ الحاد ودہریت میں رہنے کی اجازت دی جائے۔ چنانچہ سیّدنا المصلح الموعودؓ نے ان کی یہ درخواست قبول کر لی اور نومبر 1948ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

”فرانس میں مبلغ بھیجے گئے مگر کامیابی کی کوئی صورت پیدا نہ ہوئی۔ وہاں کے بھی مبلغ کو جو لاہور کے ہی ہیں کہا گیا کہ تم واپس آجاؤ تو انہوں نے بھی کہا کہ مجھے واپس نہ بلایا جائے میں یہاں اپنی کمائی سے کام کروں گا۔ انہیں وہاں چھوڑ دیا گیا اور انہیں اپنے خرچ پر کام کرنے کی اجازت دی گئی۔ اب وہاں بھی کام شروع ہو گیا ہے۔ ان کی تار آئی ہے کہ اب وہاں جلسوں اور تقریروں کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ پریس اور دوسرے لوگ بھی توجہ کر رہے ہیں۔ آج ہی اطلاع ملی ہے کہ وہاں کی ایک سوسائٹی نے اقرار کیا ہے کہ اگر الہام کے متعلق مضامین لکھے جائیں تو وہ خود بھی ان کی اشاعت میں مدد کرے گی۔“

(الفضل 5 دسمبر 1948ء صفحہ 4)

محترم ملک صاحب چونکہ اپنے مفید لیکچروں کی وجہ سے پیرس کے علمی حلقوں میں کسی حد تک متعارف ہو چکے تھے اس لئے اب آپ اسلام کے خلاف پھیلائے جانے والے اعتراضات کی برسرِ عام اور پبلک میں ازالہ کرنے کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ نے پیرس کا ایک معروف ہال کرایہ پر لے کر لیکچروں کا ایک سلسلہ شروع کر دیا... ان لیکچروں کا پوسٹروں اور پیرس ریڈیو سے بھی اعلان کیا جاتا تھا اور لوگ ہر لیکچر میں پہلے سے زیادہ ذوق وشوق سے شامل ہوتے اور فائدہ اٹھاتے تھے۔ اسی طرح فرانسیسی لٹریچر کی تیاری کا کام بھی شروع کر دیا۔ آپ نے پہلے تو پریس کانفرنس کے موقعہ پر پمفلٹ اور ٹریکٹ شائع کئے اور فرانس اور بلجیم دونوں جگہ اس کی اشاعت کی۔ اس کے بعد ”اسلامی اصول کی فلاسفی“ کے فرانسیسی ترجمہ پر نظر ثانی کی۔ ”اسلام کا اقتصادی نظام“ کا فرانسیسی ترجمہ کیا۔ علاوہ ازیں اسلام اور تحریکِ احمدیت سے متعلق تعارفی اور بنیادی معلومات پر مشتمل دو کتابیں تالیف کیں۔

پہلی فرانسیسی روح کا قبول اسلام

فرانس میں پہلی روح جسے قبول اسلام کی سعادت نصیب ہوئی۔ ایک تعلیم یافتہ فرانسیسی خاتون DEMAGANY MARGAERITE MADAME تھیں جو 1949ء کو بیعت فارم پر کر کے داخل احمدیت ہوئیں اور حضرت مصلح موعودؓ نے ان کا اسلامی نام عائشہ رکھا۔ ملک صاحب جب تک فرانس میں تبلیغ اسلام کے فرائض بجالاتے رہے یہ خاتون ان کے فرانسیسی تراجم میں ان کا ہاتھ بٹاتی رہیں۔

مجاہد فرانس کی مرکز میں واپسی

ملک عطاء الرحمٰن صاحب قریباً سوا پانچ برس تک فرانس کی سنگلاخ زمین میں کلمہ حق بلند کرنے کے بعد 11 نومبر 1951ء کو واپس مرکز میں تشریف لے آئے اور ساتھ ہی یہ مشن بھی بند ہو گیا۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد 11 صفحہ 12 تا 24)

بقیہ: آگے بڑھتے رہو دَمبدم دوستو! از صفحہ 30

البتہ آئندہ دنوں میں کوشش کی جائے گی تا کہ ایک احمدی مسجد اس علاقہ میں بن سکے۔

(رپورٹ: مکرم ظافر احمد صاحب مربی سلسلہ)

مختلف مذاہب کی اَمن کے حق میں دعا

مؤرخہ 27 مارچ 2022ء کو بوقت تین بجے سہ پہر Alter Posthof Hattersheim میں Ausländerbeirat کے زیر اہتمام مختلف مذہبی تنظیموں کی جانب سے ایک پروگرام منعقد کیا گیا۔ جس میں جماعتِ احمدیہ کی نمائندگی مکرم حمزہ نصیر صاحب مربی سلسلہ کو کرنے کا موقع ملا۔ اس دعائیہ تقریب میں کئی مذہبی تنظیموں نے حصہ لیا جن میں Alevitische Gemeinde, Arbeitsgememschaft Christlicher Kirchen Hattersheim, Baha'i Gemeinde Hofheim, Islamischer Verein Hattersheim شامل تھے۔ پروگرام میں سب مذہبی تنظیموں کو کچھ کلمات کہنے کا موقع دیا گیا۔ پروگرام کو سب نے دلچسپی سے سنا۔ مکرم حمزہ نصیر صاحب مربی سلسلہ نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ سے اپنی بات کو شروع کیا اور پھر ان الفاظ کے معنی بیان کرنے کے بعد جماعت کا مختصر تعارف کروایا اور امن سے متعلق اسلام کی خوبصورت تعلیم بھی پیش کی۔

(رپورٹ: مکرم ملک ابصار صاحب صدر جماعت ہیٹرس ہائم)

عید مبارک

قارئین اخبار احمدیہ جرمنی کی خدمت میں عید الفطر کے موقع پر دلی عید مبارک پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے تمام عالم اسلام اور انسانیت کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور حقیقی خوشیاں نصیب فرمائے، آمین۔

(ادارہ اخبار احمدیہ جرمنی)

’بھولے گا نہ وہ لمحۂ شورِ قیامت‘

سانحہ اٹھائیس مئی لاہور کے چشم دید خونچکاں لمحات

تحریر: فیروز ادیب اکمل

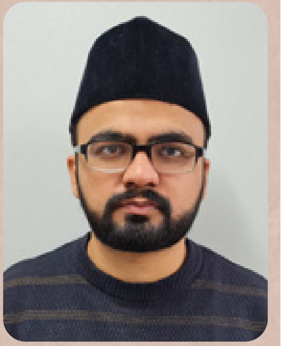

اٹھائیس مئی 2010ء کو خاکسار اپنے چھوٹے بھائی عزیزم حافظ منیب اکمل کے ساتھ سکول سے گھر آیا تو جمعہ کا وقت قریب تھا۔ ہم نے جلدی سے تیاری کی اور مسجد دارالذکر لاہور جمعہ کی ادائیگی کے لئے چلے گئے۔ میری عمر اُس وقت بارہ سال تھی جبکہ میرا بھائی گیارہ سال کا تھا۔ میرے والد مکرم مبارک اکمل صاحب ان دنوں بیرونِ ملک تھے اس لئے ہم اکیلے ہی جمعہ کے لئے جاتے تھے۔

ہم مسجد پہنچ کر شروع کی دو چار صفیں چھوڑ کر محراب سے ذرا بائیں جانب بیٹھ گئے۔ جیسے ہی ایک بجا تو بائیں جانب کی کھڑکیوں سے فائرنگ کی آواز آنا شروع ہوگئی۔ اُس وقت مکرم مرزا محمود ناصر صاحب مربی سلسلہ خطبہ جمعہ دے رہے تھے۔ فائرنگ کی آواز سن کر مربی صاحب تھوڑا رُکے اور کہا یہ آواز کہاں سے آرہی ہے؟ مسجد میں موجود نمازیوں میں سے کسی ایک نے جواب دیا کہ قریب ہی ایک شادی حال ہے اکثر ایسا ہو جاتا ہے۔ اسی دوران فائرنگ کی آواز چند لمحوں کے لئے رُک گئی اور رُکنے کے بعد پہلے سے زیادہ گولیاں چلنے کا شور سنائی دیا جس سے سب کو اندازہ ہوگیا کہ یہ کوئی بڑا حادثہ ہونے جارہا ہے۔ اس پر مکرم محمود ناصر صاحب مربی سلسلہ نے فوراً دروازے بند کرنے کو کہا۔ مسجد دارالذکر کے ہال میں کئی دروازے ہیں جو خاصے بھاری اور مضبوط ہیں جن کو زور لگا کر بند کرنا پڑتا ہے۔ دروازے بند کرنے کے دوران ایک صاحب مسجد کے ہال میں داخل ہوئے اور کہا کہ ”ہماری مسجد ہی ہے، حملہ ہوگیا ہے“۔ مربی صاحب نے فوراً سب کو لیٹ جانے کے لئے کہا اور تمام بتّیاں بجھا دی گئیں۔ سب کی نظریں اس وقت ہال کے بائیں جانب لمبی لمبی کھڑکیوں کی طرف تھیں۔ کچھ دیر کے لئے پھر فائرنگ کی آواز بند ہوئی اور پھر وہی ہوا جس کا اندازہ سب نمازی پہلے سے لگا چکے تھے۔ حملہ آور دہشت گرد کھڑکیوں کے قریب پہنچ گئے اور ہال کے اندر کھڑکیوں سے اندھا دُھند فائرنگ شروع کر دی۔ مَیں اس وقت محراب کی جانب دیکھ رہا تھا۔ اچانک ایک چیز فرش سے ٹکرا کر محراب کے قریب آ کر گری۔ نمازیوں میں سے موجود ایک شخص نے کہا کہ یہ گرنیڈ ہے دروازے کھول دیں۔ گرنیڈ کے قریب نمازی جلدی سے اُٹھے اور دروازے کی طرف بھاگے۔ اس طرح میرے اور گرنیڈ کے درمیان کافی نمازیوں کا ہجوم آ گیا اور کچھ لمحوں بعد گرنیڈ پھٹ گیا۔ گرنیڈ پھٹنے سے میرے کان سناٹے آگئے اور مجھے کچھ پتہ نہ رہا کہ میں کہاں ہوں اور کیا ہو رہا ہے۔ جب میں نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو میرے اردگرد دھواں ہی دھواں تھا اور ہال میں گرنیڈ پھٹنے سے ہونے والے شدید زخمی پڑے تھے۔ میں نے اردگرد نظر دوڑا کر اپنے بھائی کو ڈھونڈا مگر وہ مجھے نظر نہیں آیا۔ مَیں نے جب دیکھا کہ دروازے کھلے ہوئے ہیں مَیں باہر آ گیا۔ میرے کندھے اور ہاتھ پر گرنیڈ کے شیل لگے تھے اور خون بہہ رہا تھا مگر مجھے اپنے زخمی ہونے کا اُس وقت علم نہیں ہوا۔ ہال سے نکلتے ہی دیکھا کہ ہال کے سامنے موجود مربی ہاؤس کے باہر نمازیوں کی قطار ہے اور سب اندر جا رہے ہیں۔ اسی قطار میں میری نظر اپنے بھائی پر پڑی اور مجھے حوصلہ ہوا کہ وہ یہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ مربی صاحب کی اہلیہ کو جزائے خیر دے جنہوں نے مربی ہاؤس کا دروازہ وقت پر کھول دیا تا کہ وہاں پناہ لی جاسکے اور جگہ کی کمی کے باعث خود سارا وقت باتھ روم میں اپنے بچوں کے ساتھ گزارا۔ اس طرح انہوں نے اس روز کئی زندگیوں کو بچایا۔

جب ہم مربی ہاؤس میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ وہاں کافی زیادہ لوگ موجود تھے۔ جب سب اندر داخل ہوگئے تو دروازہ بند کر دیا گیا۔ کمروں میں موجود چیزوں میز، کرسیوں وغیرہ کو خدام نے دروازے کے ساتھ لگانا شروع کیا تھا کہ باہر سے اگر کوئی دروازہ کھولنے یا توڑنے کی کوشش کرے تو آسانی سے دروازہ نہ کھل سکے ہم ایک الماری کے ساتھ ٹیک لگا کر نیچے بیٹھ گئے۔ ٹیک لگانے پر مجھے دائیں کندھے پر سخت درد ہوئی۔ جب میں نے پیچھے کندھے کی طرف دیکھا تو قمیض پر خون نظر آیا۔ جب کپڑا ہٹا کر دیکھا تو مجھے علم ہوا کہ مَیں تو زخمی ہوں۔ مَیں نے پھر اس طرح ٹیک لگائی کہ کمر کا حصہ الماری سے نہ ٹکرائے۔ بھائی کو دیکھا تو اس کے بھی منہ پر آنکھ کے بالکل نزدیک گرنیڈ کے شیل لگنے سے زخم آئے ہوئے تھے اور اس کا بھی خون نکل رہا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آنکھ ضائع ہونے سے بچ گئی۔ میرے بھائی کے پاس ایک زخمی موجود تھا جس کی ٹانگ میں گولی لگی تھی۔ جب اس نے دیکھا کہ میرا بھائی بہت گھبرایا ہوا ہے تو اُس نے حوصلہ دیا اور کہا کہ ہم زیادہ سے زیادہ شہید ہی ہو جائیں گے اس لئے بالکل پریشان نہیں ہونا۔ مربی صاحب کے گھر میں تعداد اس قدر زیادہ تھی کہ لوگوں کی تعداد زیادہ ہونے کے باعث سب فرنیچر ٹوٹ گیا اور فرش اور دیواریں سب خون آلود ہوگئیں۔ سخت گرمی میں اتنے لوگوں کے درمیان بیٹھنا بالکل بھی آسان نہیں تھا حتّٰی کہ سانس لینا بھی مشکل ہو رہا تھا۔ ہم نے بتیاں اور پنکھے بھی سب بند کئے ہوئے تھے تا کہ کھڑکیوں کے پاس سے گزرتے ہوئے کسی کو یہ احساس نہ ہو کہ اندر لوگ موجود ہیں۔

فائرنگ کی آواز مسلسل آ رہی تھی اور وقفہ وقفہ سے گرنیڈ بھی پھٹ رہے تھے۔ میرے اردگرد کافی زخمی موجود تھے۔ میں نے پاس بیٹھے ایک شخص سے موبائل لے کر گھر فون کیا۔ اس وقت میری والدہ صاحبہ ظہر کی نماز ادا کر کے ابھی جائے نماز پر ہی تھیں اور انہیں اس سانحہ کا علم ہو چکا تھا۔ آپ نے فون پر مجھے حوصلہ دیا اور کہا کہ آپ وقفِ نَو ہو بالکل پریشان نہیں ہونا۔

فائرنگ کا سلسلہ تقریباً شام پانچ بجے تک چلتا رہا اس کے بعد جب حملہ آوروں کا اسلحہ ختم ہوگیا اور ایک نے تو اپنے آپ کو دھماکہ کے ساتھ اُڑا لیا تو پولیس اور ایمبولینس کی آوازیں آنے لگیں۔ ہم نے مربی ہاؤس کے دروازے کے ساتھ اتنی چیزیں رکھ دیں تھیں کہ دروازہ اب کھولنا مشکل ہو رہا تھا۔ اسی اثناء میں فائر بریگیڈ اور ایمبولینس کے اہلکاروں نے ہمیں کمرے کی پچھلی کھڑکی توڑ کر باہر نکالا اور مسجد کے پیچھے ایک اور ہال میں بھیجا۔ جہاں پولیس اور خدمتِ خلق کا دوسرا عملہ موجود تھا۔ انہوں نے ہمیں پانی کی بوتلیں دیں، ہم سے ہمارے نام پوچھے اور رجسٹر پر نوٹ کئے۔ پھر ہمیں مسجد کی جانب دوبارہ لے کر گئے اور ہمیں اپنے جوتے وغیرہ لینے کے لئے کہا۔ مسجد کے ہال کی طرف جاتے ہوئے ہمیں ہر طرف بکھرا ہوا خون اور دیواروں پر گولیوں کے نشانات ہی نظر آ رہے تھے۔ ہمارے سب جوتوں پر بھی خون تھا اس لئے ہم بغیر جوتوں کے ہی مرکزی دروازے سے باہر نکل آئے۔ وہاں ٹی وی چینلز اور اخباری نمائندے موجود تھے جو انٹرویو لینے کے لئے ہمیں اپنی طرف کھینچ رہے تھے مگر اُس وقت وہاں کھڑے ہو کر سارا قصہ سنانے کی سکت نہ تھی۔

باہر نکلتے ساتھ ہی میری نظر مکرم سعد احمد صاحب پر پڑی جو میرے والد صاحب کے کزن ہیں۔ مکرم سعد صاحب نے ہمیں گاڑی میں بٹھایا اور گھر لے گئے۔ گھر پہنچے تو ہم گھبرائے ہوئے تھے۔ ہمارے کپڑے خون آلود تھے۔ ہماری والدہ کی نظر ہم پڑ پڑی تو انہوں نے ہمیں ڈانٹا کہ آپ کیوں گھبرائے ہوئے ہو؟ آپ تو وقفِ نَو ہو۔ آپ نے تو بڑے بڑے کام کرنے ہیں۔ واقفینِ نَو ایسی باتوں سے بالکل پریشان نہیں ہوتے۔ ہمارے ہمسائے میں رہنے والی غیر احمدی خواتین اس وقت ہمارے گھر میں موجود تھیں جو میری امّی سے کہنے لگیں کہ آپ ان کو کیوں ڈانٹ رہی ہیں یہ اتنی دیر بعد اب گھر پہنچے ہیں۔ میری امی نے جواب دیا کہ اگر آج میں انہیں حوصلہ نہیں دوں گی تو یہ خوف ان کے دلوں میں بیٹھا رہے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 4 جون 2010ء میں میری والدہ کے خط کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"ایک خاتون لکھتی ہیں کہ میرے چھوٹے بچے بھی جمعہ پڑھنے گئے تھے اور خدا نے انہیں اپنے فضل سے بچا لیا۔ جب مسجد میں خون خرابہ ہو رہا تھا تو ہماری ہمسائیاں ٹی وی پر دیکھ کر بھاگی آئیں کہ رو دھو رہی ہوگی۔ یعنی میرے پاس آئیں کہ رو دھو رہی ہوں گی کیونکہ مسجد کے ساتھ ان کا گھر تھا۔ لیکن مَیں نے ان سے کہا کہ ہمارا معاملہ تو خدا کے ساتھ تھا۔ مجھے بچوں کی کیا فکر ہے؟ ادھر تو سارے ہی ہمارے اپنے ہیں۔ اگر میرے بچے شہید ہوگئے تو خدا کے حضور مقرب ہوں گے اور اگر بچ گئے تو غازی ہوں گے۔ یہ سن کر عورتیں حیران رہ گئیں اور اُلٹے پاؤں واپس چلی گئیں کہ یہ کیسی باتیں کر رہی ہے؟ اور پھر آگے لکھتی ہیں کہ اس نازک موقع پر ربوہ والوں نے جو خدمت کی اور دکھی دلوں کے ساتھ دن رات کام کیا اس پر ہم سب آپ کے اور ان کے شکرگزار ہیں"۔

اللہ تعالیٰ میری والدہ کو جزا دے جنہوں نے اس نازک لمحہ میں بھی ہمیں کمزور نہ ہونے دیا اور حملہ کے دوران بھی غیر از جماعت کو پیغامِ حق دیتی رہیں۔

میری والدہ ہمیں میرے پھوپھا مکرم ظفر عبد السلام صاحب کے ساتھ ڈاکٹر کے پاس لے کر گئیں۔ اس نے ہمارا خون وغیرہ صاف کیا، مرہم پٹی کی اور کچھ ٹیکے لگائے۔

گھر پہنچ کر ہمیں احساس ہوا کہ ہمارے کتنے ہی بھائی جنہیں ہم جماعتی پروگراموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور جماعت کی خدمت کرتے دیکھتے تھے وہ سب شہید ہو چکے تھے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ مربی ہاؤس میں پناہ لینے والے سب افراد دشمن کے ناپاک ارادوں سے محفوظ رہے۔

تاریخِ جرمنی (قسط ہفتم)

مرتبہ: مدبر احمد خان

تاریخ جرمنی

Karl der Große یعنی Charles The Great یا Charlemagne کا نام آپ نے شاید سنا ہو۔ اس کی اہمیت جرمنی کی تاریخ میں مستحکم ہے۔ Franks کے قبیلے Carolingians کی حکومت فرانکیا کے علاقے میں قائم رہی۔ اور انہی کی نسل سے Charles The Great پیدا ہوا۔ سنہ 771ء میں اپنے بھائی کی وفات کے بعد Charles The Great نے تخت سنبھالا۔ اس وقت فرانکیا کے مکمل علاقے اور دریائے رائن کے اردگرد کے مشرقی حصے پر اس کا تسلّط تھا۔ یعنی کم وبیش وہی علاقہ اس کے قبضے میں تھا جو رومی سلطنت کے عروج پر روم کے قبضے میں تھا۔ مؤرخین کا کہنا ہے کہ Francs نے آغاز سے ہی رومی سلطنت کو اپنا راہنما بنایا تھا۔ سو Charles The Great نے اپنی حکومت کو پھیلانا شروع کیا اور وہ کئی محاذوں پر لڑتا رہا۔ وہ اپنی سلطنت کو وسعت دینے میں کامیاب ہوا اور ساتھ ساتھ مملکت کے قوانین اور انتظامات کو شکل دینے میں بھی سرخرو ہوا۔ اسکولز کا قیام، عیسائیت کا فروغ اور Monasteries کے قیام میں اس کا نمایاں کردار ہے۔ اس نے Aachen شہر کو اپنا دارالحکومت بنایا اور لاطینی زبان کو مملکت کی زبان کے طور پر رائج کیا۔

30 سال حکومت کرنے کے بعد اور اپنی سلطنت کی حدود پھیلاتے پھیلاتے Charles The Great نے آخر مشرقی جرمانیا میں آباد جرمینک قبیلے Saxons کو بھی سخت ترین قوانین بنا کے اور سزائیں دلوا کے عیسائی بنا لیا۔ گویا اس کے دورِ حکومت میں آج کا جرمنی اور فرانس مکمل طور پر بُت پرستی چھوڑ کر عیسائیت میں داخل ہوگیا۔ سنہ 800ء میں اسے روم میں پوپ نے قیصرِ روم کا خطاب دیا اور یوں ایک مرتبہ پھر رومی سلطنت کا قیام عمل میں آیا۔

فرانکیا کے تین حصے جو Charles The Great کے تین پوتوں کے حصوں میں آئے۔

Charles The Great کی وفات کے بعد اس کے بیٹے نے سلطنت کو اپنے تین بیٹوں میں تقسیم کر دیا اور جب ان میں سے ایک بھائی Lothar I فوت ہوا تو اس کی سلطنت دوسرے دونوں بھائیوں میں تقسیم ہوگئی۔ یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ ان معاہدوں سے بھی یہ واضح نہیں ہوتا کہ اس سلطنت کا مشرقی کنارہ کہاں تھا؟

بہرحال سنہ 870ء میں Charles The Great کے پوتوں Ludwig اور Karl II نے مشرقی فرانکیا اور مغربی فرانکیا کی بنیاد رکھی جن کے بطن سے بعد میں جرمنی اور فرانس وجود میں آئے۔

تقریباً ایک صدی مشرقی فرانکیا (یعنی آج کے جرمنی کا علاقہ) کے بادشاہوں کے لیے مشکل صدی گزری۔ اس پر شمال سے وائکنگز لوٹ مار کرتے رہے جبکہ مشرق سے سلاوز (slavs) حملہ آور ہوتے رہے۔ جب اٹھارا سال کی عمر میں سنہ 911ء میں Ludwig III فوت ہوا تو مشرقی فرانکیا کے Alemanni, Saxons اور Baverian کے نمائندوں نے موروثی بادشاہت کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا اور Francs کی نسل کے Konrad I کو بادشاہ منتخب کیا۔ یوں دوبارہ جرمانیا کی قدیم طرز پر بادشاہ کا انتخاب عمل میں آیا اور نسلی بادشاہت کو ترک کر دیا گیا۔ اس کے بعد 919ء میں Konrad I نے خود اپنے جانشین Heinrich کو نامزد کیا جو Saxon نسل سے تھا۔ Heinrich نے تقریباً پندرہ سالوں میں جرمانیا کی حدود کو مشرق اور شمال میں بہت کامیابی سے مضبوط اور محفوظ بنایا۔ اس نے فوج کو بھی بہت وسعت دی۔ اپنی کامیاب طرزِ حکمرانی کی وجہ سے اس نے بادشاہت کو اپنی نسل میں منتقل کرنے میں بھی کامیابی حاصل کر لی اور اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا بادشاہ بنا۔ اس طرح ایک بار پھر موروثی بادشاہت زندہ ہوگئی۔

Charles The Great

یہاں Gregorian تقویم کے مطابق ایک ہزار سال مکمل ہوتے ہیں اور جرمنی کے حدودِ اربعہ کے آثار اپنی موجودہ حالت میں نمودار ہو چکے تھے۔ جرمینک قبائل، رومی سلطنت اور فرینکس کی حکومت کے بعد اب ایک Saxon اس علاقے کا حاکم بن چکا تھا۔ اور یہ پورا علاقہ اب عیسائیت کی آغوش میں داخل ہو چکا تھا۔

(جاری ہے)

حوالہ جات:

Die kürzeste Geschichte Dutschlands, James Hawes, Ullstein 2019, Berlin

Deutsche Geschichte, Dudenverlag 2020, Berlin

مدبّر احمد خان

اشتہارات 'ضرورت نہیں ہے' کے

(ابنِ انشاء، ازخمارِ گندم)

ایک بزرگ اپنے نوکر کو فہمائش کر رہے تھے کہ تم بالکل گھامڑ ہو۔ دیکھو میر صاحب کا نوکر ہے، اتنا دوراندیش کہ میر صاحب نے بازار سے بجلی کا بلب منگایا تو اس کے ساتھ ہی ایک بوتل مٹی کے تیل کی اور دو موم بتیاں بھی لے آیا کہ بلب فیوز ہو جائے تو لالٹین سے کام چل سکتا ہے۔ اس کی چمنی ٹوٹ جائے یا بتی ختم ہوجائے تو موم بتی روشن کی جا سکتی ہے۔ تم کو ٹیکسی لینے بھیجا تھا، تم آدھے گھنٹے بعد ہاتھ لٹکاتے آگئے۔ کہا کہ جی ٹیکسی تو ملتی نہیں۔ موٹر رکشہ کہیے تو لیتا آؤں۔ میر صاحب کا نوکر ہوتا تو موٹر رکشہ لے کے آیا ہوتا، تا کہ دوبارہ جانے کی ضرورت نہ پڑتی۔

نوکر بہت شرمندہ ہوا اور آقا کی بات پلے باندھ لی۔ چند دن بعد اتفاق سے آقا پر بخار کا حملہ ہوا تو انہوں نے اسے حکیم صاحب کو لانے کے لیے بھیجا۔ تھوڑی دیر میں حکیم صاحب تشریف لائے تو ان کے پیچھے پیچھے تین آدمی اور تھے جو سلام کر کے ایک طرف کھڑے ہوگئے۔ ایک کی بغل میں کپڑے کا تھان تھا۔ دوسرے کے ہاتھ میں لوٹا اور تیسرے کے کندھے پر پھاوڑا۔ آقا نے نوکر سے کہا، یہ کون لوگ ہیں۔ میاں نوکر نے تعارف کرایا کہ جناب ویسے تو حکیم صاحب بہت حاذق ہیں۔ لیکن اللہ کے کاموں میں کون دخل دے سکتا ہے۔ خدانخواستہ کوئی ایسی ویسی بات ہوجائے تو میں دَرزی کو لے آیا ہوں اور وہ کفن کا کپڑا ساتھ لایا ہے۔ یہ دوسرے صاحب غسال ہیں اور تیسرے گورکن۔ ایک ساتھ اس لیے لے آیا کہ بار بار بھاگنا نہ پڑے۔

ایسے ہی ایک بزرگ ہمارے حلقۂ احباب میں بھی ہیں۔ گلی سے ریڑھی والا ہانک لگاتا گزر رہا تھا کہ انگور ہیں چمن کے۔ پپیتے ہیں پیڑ کے پکے ہوئے۔ انہوں نے لڑکا بھیج کر اسے بلایا اور کہا، میاں جی معاف کیجیے، ہمیں ضرورت نہیں ہے، پھل والا چلا گیا تو ہم نے عرض کیا کہ اس زحمت کی کیا ضرورت تھی۔ وہ تو جا ہی رہا تھا اسے روکنا کیا ضرور تھا۔ بولے۔ احتیاط کا تقاضا تھا کہ اس پر بات واضح کر دی جائے اور معذرت بھی کی جائے کیونکہ بیچارہ اتنی دور سے امید لے کر پھل بیچنے آتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اسے یہ گمان نہ گزرے کہ اس گھر میں شاید بہرے رہتے ہیں جو اس کی آواز نہیں سن پاتے۔............

ہم نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ ہم خود انہی آداب سے بے بہرہ لوگوں میں سے ہیں۔ لوگ اخباروں میں طرح طرح کے اشتہار چھپواتے ہیں کہ ہم پڑھ کر ان کی طرف متوجہ ہوں لیکن ہم انہیں پڑھ کر ایک طرف ڈال دیتے ہیں۔............ کسی کو ہمارے ہاتھ پلاٹ یا مکان بیچنا ہوتا ہے۔ کوئی ہمیں یہ اطلاع دیتا ہے کہ اس نے اپنے نالائق فرزند کو جائیداد سے عاق کر دیا ہے۔ کہیں کسی کی کوشش ہوتی ہے کہ ہم ان کی فرزندی قبول کرلیں۔............ بہت سے کالج مشتاق ہیں کہ ہم ان کے ہاں داخلے لیں۔............ سمجھ میں نہیں آتا کہ ان سب ضرورت مندوں سے آدمی کیسے عہدہ برآ ہو۔ بہت سوچنے کے بعد یہ ترکیب ہماری سمجھ میں آئی ہے کہ جہاں ہم ''ضرورت ہے'' کا اشتہار چھپواتے ہیں وہاں ہم ''ضرورت نہیں ہے'' کا اشتہار چھپوا دیں۔

ہماری دانست میں ان اشتہارات کی صورت کچھ اس قسم کی ہونی چاہیے۔

''کرائے کے لیے خالی نہیں ہے، 400 گز پر تین بیڈ روم کا ایک ہوادار بنگلہ نما مکان، جس میں نلکا ہے اور عین دروازے کے آگے کارپوریشن کا کوڑا ڈالنے کا ڈرم بھی۔ کرایے پر دینا مقصود نہیں ہے۔ نہ اس کا کرایہ تین سو روپے ماہوار ہے اور نہ چھ ماہ پیشگی کرایہ کی شرط ہے۔ جن صاحبوں کو کرایے کے مکان کی ضرورت ہو وہ فون نمبر 34567 پر رجوع نہ کریں۔ کیوں کہ اس کا کچھ فائدہ نہیں''۔

''اطلاع عام، راقم محمد دین ولد فتح دین کریانہ مرچنٹ یہ اطلاع دینا ضروری سمجھتا ہے کہ اس کا فرزند رحمت اللہ نہ نافرمان ہے نہ اوباشوں کی صحبت میں رہتا ہے لہٰذا اسے جائیداد سے عاق کرنے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ آئندہ جو صاحب اسے کوئی ادھار وغیرہ دیں گے، وہ میری ذمہ داری پر دیں گے''۔

''عدم ضرورت رشتہ، ایک پنجابی نوجوان، برسرِ روزگار، آمدنی تقریباً پندرہ سو روپے ماہوار کے لیے باسلیقہ، خوبصورت، شریف خاندان کی تعلیم یافتہ دوشیزہ کے رشتے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ لڑکا پہلے سے شادی شدہ ہے۔ خط وکتابت صیغہ راز میں نہیں رہے گی''۔

''کراچی کے اکثر کالج آج کل انٹر اور ڈگری کلاسوں میں داخلے کے لیے اخباروں میں دھڑا دھڑ اشتہار دے رہے ہیں۔ یہ سب اپنا وقت اور پیسہ ضائع کر رہے ہیں۔ ہمیں ان کے ہاں داخل ہونا مقصود نہیں۔ ہم نے کئی سال پہلے ایم اے پاس کرلیا تھا''۔

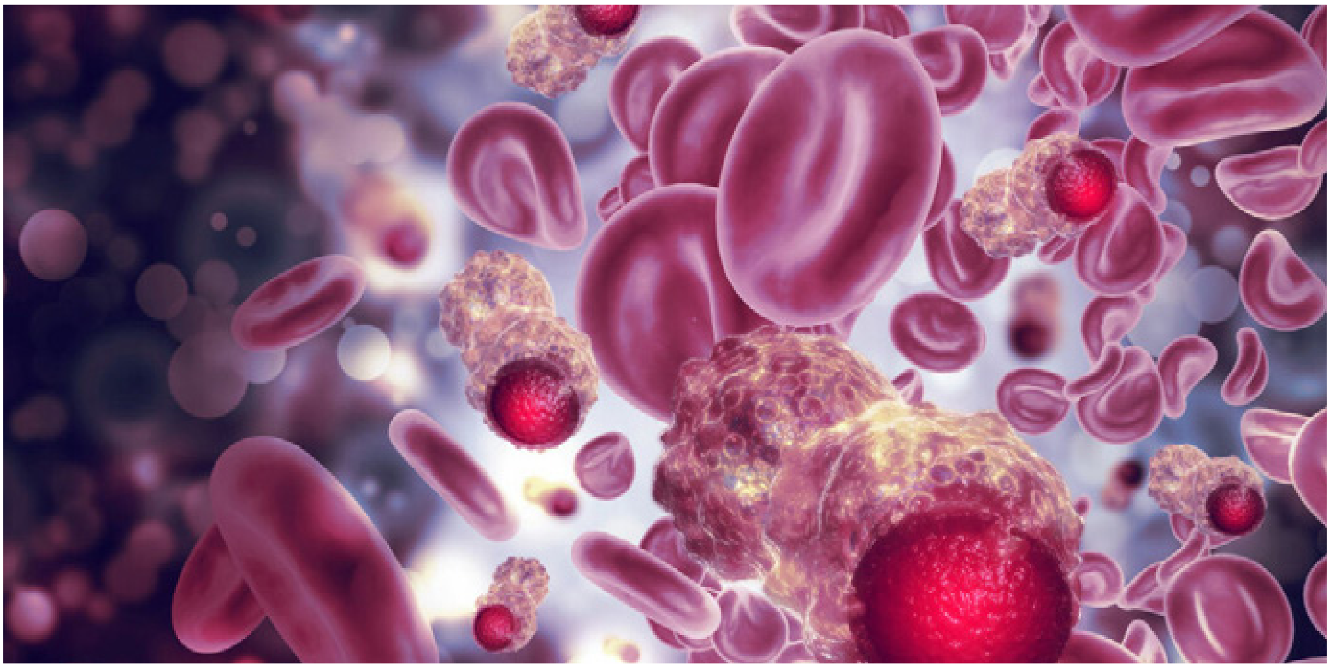

خاموش قاتل
'سرطان'

ڈاکٹر شکیل احمد شاہد (پی ایچ ڈی)

اطاعت اعلیٰ وصف ہے اور یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ حیات دراصل نظام اطاعت ہی سے وابستگی کا نام ہے۔ ہمارے جسم میں کروڑہا خلیے ہیں جو باہم مل کر نظامِ زندگی میں اپنا اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ جب ایک خلیہ اپنا کام کر چکے یا اس حد تک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکا ہو جو قابلِ مرمت نہ رہے تو پہلے سے طے شدہ پلان کے تحت وہ خود کو ختم کر لیتا ہے۔ اسے سائنسی اصطلاح میں apoptosis یا programmed cell death کہتے ہیں۔ یوں پرانے خلیوں کی جگہ نئے خلیے لے کر اپنے سپرد ذمہ داریوں کو ادا کرتے ہیں۔ تاہم بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہی خلیے جو جسم کے کسی بھی حصہ میں ہو سکتے ہیں جیسے دماغ، جگر، خون، آنت وغیرہ، اپنے آپ کو ختم نہیں کرتے۔ اس کے برعکس تقسیم در تقسیم ہوتے جاتے ہیں۔ خلیوں کی اس نہ رُکنے والی تقسیم کو 'سرطان' یعنی کینسر کہتے ہیں۔ ان کی یہ بغاوت بالآخر انسانی موت پر منتج ہوتی ہے۔ خلیے کی اس طے شدہ موت کی رفتار اگر بہت زیادہ ہو جائے تب بھی انسان بہت سی بیماریوں سے دوچار ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر دماغ کے خلیے اگر طے شدہ وقت سے پہلے یا زیادہ تیزی سے اپنے آپ کو ختم کر لیں تو یادداشت کی بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں۔ کینسر کی یہ بہت سادہ تعریف ہے اور اس کا باعث بعض اوقات تو خلیوں کی حکم عدولی ہے اور بعض اوقات انسانی DNA (Deoxyribnucliec Acid) میں جینیاتی تبدیلی کے باعث حکم کا ٹھیک طرح سے خلیہ تک نہ پہنچنا ہے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے وجوہات ہیں اور تحقیق میں جدّت کے ساتھ ساتھ انسانی معلومات میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

کینسر کی تشخیص اگر ابتدا میں ہو جائے تو اس سے نپٹنا نسبتاً آسان رہتا ہے۔ تاہم موجودہ سائنس ابھی اس قابل نہیں کہ کینسر کی ابتدائی مراحل میں تشخیص کر سکے۔ بدقسمتی سے جب تک اس کی علامات ظاہر ہونا شروع ہوتی ہیں تب تک یہ اپنے آخری مراحل (advanced stage) میں پہنچ چکا ہوتا ہے۔ اس کے خلاف مختلف علاج معالجہ (therapies) کا استعمال کر کے مریض کی زندگی کو طوالت تو دی جا سکتی ہے تاہم مکمل طور پر اس کی شفایابی کے امکانات بہت کم ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر مریض کینسر کی تشخیص کے بعد چند ماہ میں وفات پا جاتے ہیں۔ ہاں مستقبل میں جب سائنس اس قدر ترقی کر جائے گی کہ گھر گھر بیماریوں کی تشخیص کے آلات موجود ہوں گے، مثلاً واش روم میں لگے آئینوں کے اندر ایسی chips ہوں گی کہ انسان کے سانس کو پرکھ کر اس کی صحت کے بارے میں معلومات فراہم کر دیں گی۔ اس طرح ہر کوئی جان سکے گا کہ کہاں کہاں کیا غلط ہے اور یوں کینسر بھی اپنے ابتدائی مراحل میں پکڑا جا سکے گا۔

کینسر اگرچہ پرانا مرض ہے تاہم گزشتہ چند دہائیوں میں یہ بہت بڑھ گیا ہے۔ اس کی وجوہ میں سے کچھ تو انسانی طرزِ زندگی میں تبدیلی، فاسٹ فوڈ اور گھریلو استعمال میں بعض ایسی چیزوں کا راہ پاجانا ہے جو بالواسطہ یا بلاواسطہ کینسر کا باعث بنتے ہیں۔ اس کے برعکس گزشتہ زمانوں میں اصلی گھی، سادہ غذا، دودھ وغیرہ عام تھے۔ مہمان کو زیادہ سے زیادہ لسّی پیش کر دی جاتی جو صحت بڑھانے ہی کا باعث ہوتی۔

قارئین کرام! ذیل میں ہم کچھ عوامل کا تذکرہ کریں گے جو ہماری صحت کے لئے مضر ہیں۔ کینسر کا علاج تو مشکل ہے مگر احتیاطی تدابیر اختیار کرکے ہم اس خاموش قاتل سے حتی المقدور بچنے کی کوشش کر سکتے ہیں۔

کیمیائی عمل سے گزرا ہوا گوشت (processed meat)

گوشت کی تازگی برقرار رکھنے اور اس کا ذائقہ تبدیل کرنے کے لئے اسے علاوہ دیگر مراحل سے گزارنے کے اس میں مختلف نمکیات اور preservatives شامل کئے جاتے ہیں۔ ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن (WHO) کے مطابق پراسیس شدہ گوشت جیسے بیکن، ساسیج، سلامی اور ڈبہ بند گوشت وغیرہ کینسر کا سبب بنتے ہیں[1] ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن نے پراسیس شدہ گوشت کو کینسر پیدا کرنے والے carcinogens میں درجہ بندی کے اعتبار سے گروپ 1 میں رکھا ہے۔ یاد رہے کہ سگریٹ نوشی بھی اسی گروپ میں ہے۔ دوسرے لفظوں میں سگریٹ نوشی اور پراسیس شدہ گوشت کا استعمال ایک جیسے خطرناک ہوسکتے ہیں۔

کینسر کے علاوہ دل کے امراض اور بہت سی بیماریاں ہیں جو پراسیس شدہ گوشت سے لاحق ہوتی ہیں۔ یہاں اس بات کا تذکرہ بھی ضروری ہے کہ غیر پراسیس شدہ تازہ سرخ گوشت کا زیادہ استعمال بھی صحت پر منفی اثر ڈالتا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ جہاں تک ممکن ہو سلامی وغیرہ کا استعمال کم سے کم کریں۔

1 International Agency for Research on Cancer – World Health Organization. Press Release N240, 26 October 2015

فرنچ فرائیز، چپس

سال 2019ء کے ایک سائنسی جریدے[2] میں شائع ہونے والی تحقیق کے مطابق جب نشاستہ دار کھانوں کو زیادہ درجہ حرارت پر بہت دیر تک بھونا، تلا یا گرِل کیا جائے تو اس دوران acrylamide کیمیکل پیدا ہوتا ہے جو انسانی DNA کے لئے زہرِ قاتل ہے اور اس میں جینیاتی تبدیلیاں کرکے ممکنہ طور پر کینسر کا باعث بنتا ہے۔ آلو سے بنی چپس اور فرنچ فرائیز وغیرہ میں اس کیمیکل کی مقدار بہت زیادہ ہوتی ہے۔ یاد رہے کہ یہ کیمیکل تمباکو کے دھویں میں بھی موجود ہوتا ہے۔ اسی طرح سے گو مقدار میں کم مگر زیادہ ٹوسٹ کی ہوئی بریڈ، پیزا میں بھی یہ موجود ہوتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اس طرح کی تیار کی ہوئی غذائیں پرانے زمانوں میں نہیں تھیں، اسی لئے کینسر کے امراض بھی کم تھے۔

ہمیں روٹی، بریڈ، آلو وغیرہ کو اتنا نہیں پکانا چاہئے کہ گہرے بھورے رنگ کے جلے ہوئے ہوجائیں۔ ٹوسٹر میں بریڈ زیادہ جل جائے تو استعمال نہیں کرنی چاہئے تاکہ acrylamide کی مقدار جو ہمارے جسم میں جائے اسے کم سے کم کیا جاسکے۔

کھانا پکانے والے آئل یا گھی کو اگر بار بار استعمال کیا جائے، بار بار گرم کیا جائے تو اس استعمال شدہ آئل میں کئی قسم کے کیمیکلز پیدا ہوجاتے ہیں جو کینسر میں اضافہ کا باعث بنتے ہیں۔ اس لئے باہر سے زیادہ درجہ حرارت پر بنے اور تلے ہوئے کھانے بشمول سموسے، پکوڑے وغیرہ کم سے کم کھانے چاہئیں۔ گھر میں بھی تیل یا گھی کو بار بار استعمال نہیں کرنا چاہئے۔

سال 2010ء میں گہرے تلے ہوئے کھانے یعنی deep fry کے مقابل پر گرم ہوا سے کھانا تیار کرنے والے air fryers متعارف ہوئے۔ ان میں چونکہ تیل استعمال نہیں ہوتا اس لئے گہرے تلے ہوئے کھانوں کی نسبت موٹاپے کا کم باعث بنتے ہیں۔ اگر بچوں کو گھر میں چپس بنا کر دینی پڑے تو اسی میں تیار کی جانی چاہئے۔ تاہم ابھی کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ مستقبل کی تحقیق اس طریق پر بھی تیار شدہ کھانوں کے متعلق کیا معلومات مہیا کرتی ہے۔ اس لئے احتیاطاً air fryers میں تیار کی ہوئی چپس وغیرہ کے لئے معمولی مقدار میں آئل استعمال کر لینا چاہئے۔ خصوصاً مچھلی یا گوشت وغیرہ تیار کرتے وقت تاکہ food poisoning کے امکانات نہ رہیں۔

2 Zhivaguli et al. Experimental and pan-cancer genome analyses reveal widespread contribution of acrylamide exposure to carcinogenesis in humans. Genome Research 2019

سگریٹ و شراب نوشی

تمباکو کا دھواں 7,000 سے زیادہ کیمیکلز کا زہریلا مرکب ہے جن میں سے 70 سے زیادہ carcinogens یعنی کینسر کا باعث بنتے ہیں۔ زیادہ تر کارسنوجنز DNA کو نقصان پہنچا کر اور اس میں تغیّرات کا باعث بن کر کینسر کو فروغ دیتے ہیں۔ سگریٹ تمباکو نوشی 12 قسم کے کینسر بشمول پھیپھڑوں، منہ، معدہ، گردہ، مثانہ وغیرہ میں ملوّث ہے۔ تمباکو کی دوسری مصنوعات جیسے سگار یا پائپ کا استعمال بھی پھیپھڑوں کے کینسر کا خطرہ بڑھاتا ہے۔ تمباکو نوشی کرنے والا نہ صرف اپنی بلکہ ارد گرد افراد کی زندگی کو بھی خطرے میں ڈال دیتا ہے۔ ہم میں سے نہ جانے کتنے افراد ہیں جنہوں نے خود تو زندگی میں کبھی تمباکو نوشی نہ کی ہو تاہم انجانے میں second hand smoker یا passive smoker بن جاتے ہیں۔ سگریٹ پینے والا

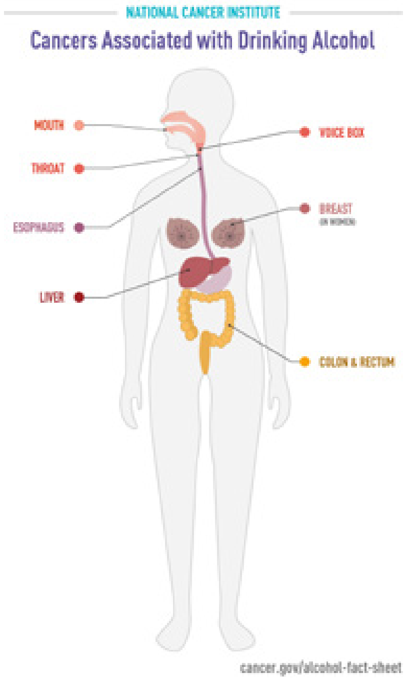

شخص جو دھواں باہر نکالتا ہے اس دھوئیں کو سانس کے ساتھ اندر لیجانے کو سیکنڈ ہینڈ سموکنگ کہتے ہیں۔ تحقیق سے ثابت ہے کہ مستقل بنیادوں پر ایسے دھوئیں سے متاثر افراد بھی کینسر اور دل کی بیماریوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ سگریٹ نوشی کرنے والے احباب کو اس نہج پر سوچتے ہوئے اسے ترک کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ اپنے ساتھ کہیں اپنے پیاروں کی صحت کو بھی تو خطرے میں نہیں ڈال رہے۔

اسی طرح یہ بھی روز روشن کی طرح ثابت ہے اور اس پر مضبوط سائنسی اتفاقِ رائے ہے کہ شراب نوشی کئی قسم کے کینسرز کا باعث بنتی ہے[3]۔ کارسنوجینز پر اپنی رپورٹ میں، امریکی محکمۂ صحت اور انسانی خدمات کے نیشنل toxicology پروگرام نے الکوحل والے مشروبات کے استعمال کو ایک معروف انسانی سرطان پیدا کرنے والے محرّک کے طور پر درج کیا ہے۔

Non-Stick Cookware اور پلاسٹک کے برتن

نان اسٹک برتن جن میں کھانا پکایا جاتا ہے دورِ حاضر میں گھر گھر میں راہ پا چکے ہیں۔ کھانا پکانے کے دوران جب نان اسٹک برتن کو گرم کیا جاتا ہے، تو teflon یعنی کاربن اور فلورین کی بنی کوٹنگ coating مالیکیولر سطح پر ٹوٹنے لگتی ہے۔ یہ کوٹنگ ٹوٹ کر مختلف قسم کے زہریلے اور کینسر پیدا کرنے والے ذرّات اور کیمیکلز پر مبنی گیسز خارج کرتی ہے جو کھانے میں شامل ہوکر اسے زہریلا بنا دیتے ہیں۔ جوں جوں آگہی بڑھتی جا رہی ہے، لوگوں نے لوہے اور اسٹیل کے برتنوں کا استعمال دوبارہ شروع کر دیا جو بہت خوش آئند ہے۔ کوشش کرنی چاہیئے کہ نان اسٹک کی بجائے اسٹیل، شیشے یا سیرامک کے برتن اور پین استعمال کریں۔

اسی طرح پلاسٹک کی بہت سی مصنوعات ہیں جنہیں ہم روزانہ استعمال کرتے ہیں۔ پلاسٹک سے بنے کھانے پینے کے یک بارگی استعمال کے برتن یا بچوں کے لنچ باکس وغیرہ سب صحت کے لئے مضر ہیں۔ خصوصاً اگر ان برتنوں میں کھانا گرم کیا جائے یا ان میں گرم کھانا استعمال کیا جائے تو ان میں موجود کیمیکلز کھانے میں شامل ہو کر اسے مضرِ صحت بنا دیتے ہیں اور بعض سرطان پیدا کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ بھی گھروں میں کئی چیزیں ایسی ہیں جو انسانی زندگی کا لازمی جزو بن چکی ہیں، جن سے مکمل طور پر چھٹکارہ تو ممکن نہیں تاہم حتی الامکان کوشش کرنی چاہیئے کہ ان کے زیادہ استعمال سے بچا جائے۔ مثلاً وہ ٹوتھ پیسٹ استعمال کریں جس میں سیکرین saccharine اور فلورائیڈ یا تو بالکل نہ ہو یا کم سے کم ہوکہ یہ دونوں کارسنوجینک ہیں۔ سیکرین یعنی مصنوعی مٹھاس، چینی سے تقریباً 350 گنا زیادہ میٹھی ہے اور کارسینوجینک ہے۔

موٹاپا اور کینسر

موٹاپا اور وزن میں بے ہنگم اضافہ بھی علاوہ دیگر بیماریوں کے کینسرز کا باعث بنتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ ’سو بیماریوں کی جڑ موٹاپا‘۔ موجودہ دور میں ہمارا طرزِ زندگی ایسا ہو چکا ہے جس میں عدیم الفرصتی کے باعث مناسب ورزش کرنے کا موقع نہیں ملتا۔ کھانے پینے میں بھی احتیاط نہ کرنا بالآخر موٹاپے کا باعث بنتا ہے۔ ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کے مطابق موٹاپا کئی قسم کے سرطان کا خطرہ بڑھا دیتا ہے۔ اس لئے ورزش کرنا اور جسمانی طور پر فعّال زندگی گزارنا بہت ضروری ہے۔ امریکن کینسر سوسائٹی کے مطابق بالغ افراد کو ہفتہ میں کم از کم 150 منٹ سبک رفتاری سے چلنا چاہیئے یا پھر اگر آپ دوڑ سکتے ہوں تو 75 منٹ کی دوڑ سے بھرپور جسمانی سرگرمی (physical activity) حاصل ہوسکتی ہے۔ آپ اپنے معمول کے وقفہ کے دوران صرف 30 منٹ کے حساب سے ہفتے میں 5 دن پیدل چل کر تجویز کردہ سرگرمی کی سطح حاصل کر سکتے ہیں۔ یوں انسان ایک تو اس ورزش سے اپنا وزن کم کر کے کینسر کے خطرے کو کم کر لیتا ہے دوسرا بہت سے حیاتیاتی عوامل ہیں جو ورزش سے منسلک ہیں۔ مثلاً دیکھا گیا ہے کہ ورزش اور جسمانی سرگرمی جسم میں ایسٹروجن اور انسولین کی سطح کم کر دیتا ہے اور یوں یہ دونوں کچھ اقسام کے کینسر کے خطرے کو کم کر سکتے ہیں۔ اس لئے چاہیئے کہ دن میں کم از کم نصف گھنٹہ ضرور اپنے جسم کے لئے وَقف کریں۔ تیز قدموں سے دو تین کلومیٹر چلنا بھی کافی ہے۔

الغرض ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ متوازن غذا استعمال کریں۔ اپنی خوراک میں پھلوں، سبزیوں اور دالوں کا زیادہ استعمال جبکہ سرخ گوشت کا کم استعمال کر کے انسان اپنی زندگی میں صحت مند اضافہ کرسکتا ہے۔ تیار شدہ کھانوں اور زیادہ نمک والی غذاؤں سے پرہیز کریں، اسی طرح ٹھنڈے کیمیائی مشروبات اور فاسٹ فوڈ کا کم سے کم استعمال کرنا چاہیئے۔ چونکہ ان کھانوں میں موجود مختلف ٹاکسنز toxins یعنی زہریلے فاسد مادے جسم میں اکٹھے ہوجاتے ہیں، ان کے جسم سے اخراج کے لئے بھی دھیان رکھنا چاہیئے۔ جہاں اور detox ڈائیٹس ہیں وہاں روزہ رکھنا بہترین عمل ہے۔ جب آپ روزہ رکھتے ہیں تو انسولین کی سطح گر جاتی ہے اور انسانی نُمو کے ہارمون بڑھ جاتے ہیں۔ صحت مند زندگی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ بقول شاعر

قدر صحت مریض سے پوچھو
تندرستی ہزار نعمت ہے

اس نعمت کی قدر اور حفاظت کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے پیاروں کو اس جان لیوا مرض سے محفوظ رکھے، آمین۔

3 https://www.cancer.gov/about-cancer/causes-prevention/risk/alcohol/alcohol-fact-sheet

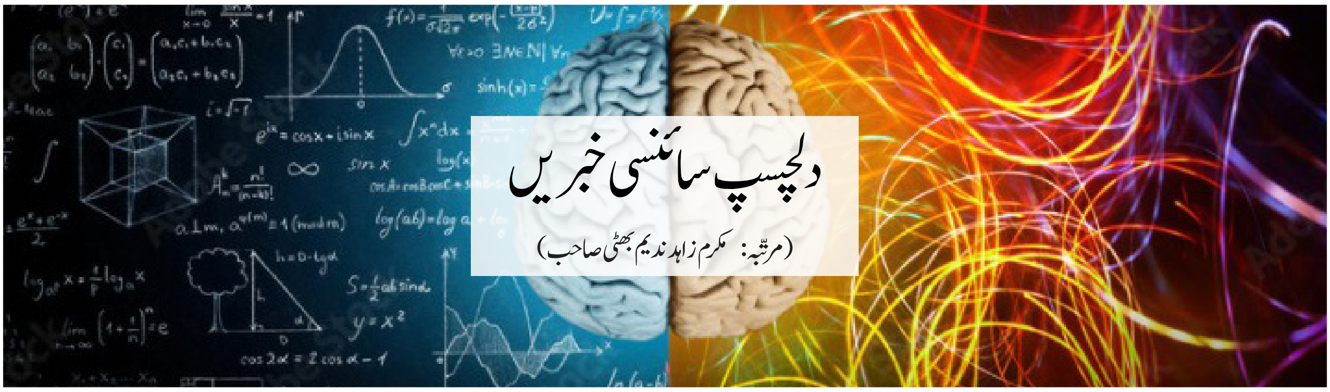

دلچسپ سائنسی خبریں

(مرتّبہ: مکرم زاہد ندیم بھٹی صاحب)

دورانِ حمل ادویات کا استعمال

عموماً حاملہ خواتین کو کسی بھی قسم کی ادویات دینے سے قبل ڈاکٹر سے مشورہ نہایت ضروری سمجھا جاتا ہے کیونکہ ماں جو ادویات یا خوراک استعمال کرتی ہے اس کا براہِ راست اثر بچے کی نشوونما اور صحت پر پڑتا ہے۔ اس سلسلہ میں محترمہ ڈاکٹر Obstetrician Cynthia Gyamfi-Bannerman صاحبہ جو یونیورسٹی آف کیلیفورنیا میں شعبہ علم تولید کی سربراہ ہیں، بیان کرتی ہیں کہ کورونا کے دوران ایک بڑی مشکل یہ آن پڑی کہ کورونا ویکسین نہ لگوانے والی ماؤں کی ایک بڑی تعداد کورونا میں مبتلا ہوکر ہسپتال میں داخل ہو رہی تھی۔ اور ویکسین پر تحقیق ابھی اس قدر میسر نہ تھی کہ اس کو زچہ بچہ کے لیے محفوظ قرار دیا جا سکے۔ ان حالات میں حاملہ ماؤں کو ویکسین لگانا ایک نہایت مشکل فیصلہ تھا۔لیکن دوسری طرف ایسی حاملہ خواتین جن کو ویکسین نہیں لگائی گئی تھی ان میں کورونا کی وجہ سے اموات کی شرح بہت زیادہ تھی۔خوش قسمتی سے ایسے میں FDA نے کورونا ویکسین کو حاملہ ماؤں کے لیے محفوظ قرار دیا اور یوں اس مشکل سے نجات ملی۔ ڈاکٹر صاحبہ کا کہنا ہے کہ محققین پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ زچہ بچہ کی صحت کو محفوظ بنانے کے لیے اس سلسلہ میں مزید تحقیق جاری رکھیں۔[1]

تصویر بشکریہ: KYLE DYKES/UC SAN DIEGO HEALTH

روزہ جسم کی توڑ پھوڑ کی مرمت کرتا ہے

کلینک محقّقہ محترمہ Emily Manoogian جو Salk Institute for Biological Studies California سے وابستہ ہیں۔ 2019ء میں شائع ہونے والے سائنسی مضمون What to eat کی مصنفہ ہیں بیان کرتی ہیں کہ کھانے پینے میں ایک معین وقت تک وقفہ کرنا نہ صرف نظام انہضام کی بے ضابطگیوں کی اصلاح کرتا ہے بلکہ جسمانی توڑ پھوڑ کے عمل کو بھی روکتا ہے۔ اور وہ یوں کہ جسم میں پیدا ہونے والی ایسی پروٹینز جو ٹھیک سے تہہ نہیں ہو پاتیں (misfolded proteins) ان کو جسم ایسے وقت میں خارج کر دیتا ہے جب اس کو نشاستہ کی ترسیل نہ ہو رہی ہو اور یوں بہت سی بیماریوں سے انسانی جسم محفوظ ہو جاتا ہے کیونکہ یہ misfolded پروٹینز بیماریوں اور سوزش کا باعث بن سکتی ہیں۔[2]

1 https://www.sciencenews.org/article/pregnancy-medication-new-drugs-research-clinical-trials

2 https://www.bbc.com/future/article/20220412-should-we-be-eating-three-meals-a-day

ابھی یا کبھی نہیں

اقوامِ متحدہ کے سائنسدانوں کے مطابق کاربن ڈائی آکسائیڈ "CO_2" کے عالمی اخراج کے کنٹرول میں ابھی یا کبھی نہیں کا وقت آن پہنچا ہے۔ اگر اس گیس کے اخراج کو فوری اور ہنگامی طور پر کنٹرول نہ کیا گیا تو اس کے ماحولیات اور موسم پر ناقابلِ تلافی نقصانات اور اثرات مرتب ہوں کہ جو ظاہر ہے کرہ ارض پر زندگی کو بہت بری طرح متاثر کریں گے۔ یہ گیس موٹر کاروں اور فیکٹریوں سے بڑے پیمانے پر خارج ہوتی ہے۔ یہ صورتِ حال اس حد تک تشویشناک ہو چکی ہے کہ دنیا اگر فوری اقدامات بھی کرے تب بھی اس صدی کے وسط تک فضا میں اس گیس کو جذب کرنے کیلئے بڑے بڑے پلانٹس لگانا ہوں گے۔[3]

3 https://www.bbc.com/news/science-environment-60984663

(منور علی شاہد)

ملکی و عالمی خبریں

دنیا کی سب سے پتلی فلک بوس عمارت

امریکہ میں نیو یارک سینٹرل پارک کے نزدیک حال ہی میں ایک نئی عمارت کی تکمیل ہوئی ہے۔ جو 1428 فٹ اونچی اور 84 منزلہ ہونے کے باوجود اتنی پتلی ہے کہ دور سے ایک بانس کی مانند دکھائی دیتی ہے۔ اس کی بنیاد چار سو مربع گز سے بھی کم ہے یعنی اس عمارت کی اونچائی، اس کی چوڑائی سے 24 گنا زیادہ ہے۔ اس پتلی عمارت کو ”اسٹینوے ٹاور“ کا نام دیا گیا ہے جو دور حاضر کی جدید ترین ٹیکنالوجی کا ایک نادر شاہکار ہے۔ فلک بوس ہونے کے باوجود اسٹینوے ٹاور میں صرف 60 افراد کے لیے رہائش کی گنجائش ہے۔ اس کے علاوہ بیاسی فٹ لمبا سوئمنگ پول، فٹنس سینٹر، پرائیویٹ ڈائننگ روم سمیت دیگر سہولیات دستیاب ہیں۔ ایک کمرے والے فلیٹ کی قیمت 77 لاکھ پچاس ہزار ڈالر (ایک ارب چوالیس کروڑ پاکستانی روپے) ہے۔

طویل ترین آئس ہاکی مقابلہ

البرٹا کینیڈا میں ایک Indoor آئس ہاکی میچ میں چالیس کھلاڑیوں نے مسلسل 261 گھنٹے کھیل جاری رکھ کر نہ صرف ایک عالمی ریکارڈ قائم کر ڈالا بلکہ بچوں کے علاج کے لئے دس لاکھ ڈالر کی خطیر رقم بطور عطیہ بھی اکٹھی کر لی۔ اس منفرد مقابلے کو ”بچوں کے لئے ہاکی میراتھن“ کا نام دیا گیا تھا۔ اس مقابلے سے اکٹھی ہونے والی رقم البرٹا چلڈرن ہسپتال فاؤنڈیشن کو دی جائے گی۔

جرمنی میں ترک شہری پر جاسوسی کا مقدمہ

جرمن دفتر استغاثہ کے مطابق ایک ترک شہری کے خلاف جاسوسی کے مقدمہ کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ استغاثہ کے مطابق ملزم کردستان ورکرز پارٹی کے حامیوں کے لئے جاسوسی کے الزام میں ملوث تھا۔ اس شخص کو جرمنی کے شہر Düsseldorf کے ایک ہوٹل سے گرفتار کیا گیا تھا جس کی اطلاع ہوٹل ملازم نے دی تھی۔ پولیس کو ملزم کے پاس سے ایک شاٹ گن بھی ملی تھی۔

یوکرین میں جنگی جرائم کا احتساب

جنگ سے متاثرہ یوکرین کے چار ہمسایہ ممالک نے مطالبہ کیا ہے کہ یوکرین میں ہونے والے جنگی جرائم کی تحقیقات ہونی چاہئیں اور ملوّث افراد کو انصاف کے کٹہرے میں لانے کی ضرورت ہے۔ بدھ کے روز پولینڈ، لیتھوانیا، لیٹویا اور ایسٹونیا کے راہنماؤں نے ٹرین کے ذریعے یوکرینی دارالحکومت کیف (Kyiv) کا دورہ کیا اور اپنے یوکرینی ہم منصب سے ملاقات کی اور ان علاقوں کا دورہ بھی کیا جہاں روسی فوج کے جنگی جرائم میں ملوث ہونے کا شبہ ہے، بعد ازاں مشترکہ اعلامیہ میں یہ مطالبہ کیا گیا۔

جی سیون اجلاس اور بھارت

بھارت کا نام جی سیون کے سربراہی اجلاس میں مہمانان کی فہرست میں شامل تھا لیکن روس یوکرین جنگ کے بعد صورتحال بدل چکی ہے اور چونکہ بھارت نے روسی حملے کی مذمّت نہیں کی، لہٰذا جرمن حکّام بھارت کو مدعو نہ کرنے پر غور کر رہے ہیں۔ یہ اجلاس ماہ جون میں جرمنی کے جنوبی صوبے Bavaria میں منعقد ہونے والا ہے۔

طالبان کی پاکستانی حکومت کو سخت تنبیہ

پاکستان کے مبینہ راکٹ حملے کے نتیجے میں ’کنٹر‘ میں ایک عورت اور پانچ بچوں کی ہلاکت کے بعد طالبان حکومت نے پاکستان کو سخت الفاظ میں تنبیہ کی ہے۔ خبروں کے مطابق کابل میں پاکستانی سفیر کو طلب کر کے اپنا احتجاج ان تک پہنچایا گیا ہے۔ نیز یہ اطلاعات بھی ملیں ہیں کہ ان حملوں کے بعد خوست کی سڑکوں پر پاکستان مخالف نعرے بھی لگائے گئے ہیں۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ طالبان کے آنے کے بعد بھی پاک افغان سرحدوں

پر کشیدگی میں نہ صرف اضافہ ہوا ہے بلکہ افغانستان کے اندر سے پاکستان پر حملوں میں بھی اضافہ دیکھنے میں آرہا ہے جس پر حکومت پاکستان نے بھی احتجاج کیا ہے۔

دنیا کا مہنگا ترین تربوز

دنیا بھر میں اُگائے جانے والے تربوز 1200 سے زائد اقسام کے ہیں، ان میں دنیا کا مہنگا ترین تربوز جاپان کے ایک جزیرے "ہوکائیڈو" میں پایا جاتا ہے۔ دنیا کے اس مہنگے ترین تربوز کا نام Densuke "ڈینسیوک" ہے۔ اس کی ایک سو کے قریب اقسام ہیں اور دنیا کے نایاب ترین تربوزوں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ یہ تربوز 2019ء میں چھ ہزار ڈالر (تقریباً دس لاکھ پاکستانی روپے) میں نیلام ہوا تھا۔

زیرِ زمین ایک قدیمی مسجد

لاہور میں "نیویں مسجد" کے نام سے ایک ایسی مسجد موجود ہے جو سطح زمین سے پچیس فٹ نیچے سات سو برس قبل تعمیر کی گئی تھی۔ مقامی لوگوں کے مطابق یہ تاریخی مسجد 1460 میں لودھی خاندان کے دور میں تعمیر کی گئی تھی۔ یہ مسجد نیا بازار چوک متی میں واقع ہے۔ مسجد کی غیر معمولی خصوصیت یہ بتائی جاتی ہے کہ پورے شہر میں چار چار فٹ پانی کھڑا ہونے کے باوجود مسجد میں ایک قطرہ پانی داخل نہیں ہوتا۔

پھلوں کی عالمی نمائش

ماہ اپریل میں برلن میں پھلوں کی تین روزہ عالمی نمائش کا انعقاد ہوا جس میں80 سے زائد ممالک کے دو ہزار کے لگ بھگ نمائش کنندگان نے شرکت کر کے پھلوں کی نمائش کی۔ پاکستان کی طرف سے بھی تین اسٹالز اس نمائش میں لگائے گئے تھے۔ تین دنوں میں30 ہزار سے زائد تجارتی و کاروباری افراد نے اس عالمی فروٹ میلے میں شرکت کی اور وہاں لگائے گئے اسٹالز سے استفادہ کیا۔ اس موقع پر پھلوں اور سبزیوں کی پیداوار اور ان کی پیکنگ میں استعمال ہونے والی جدید مشینری کی بھی نمائش کی گئی۔

سویڈن میں قرآن پاک کی بے حرمتی

غیر ملکی ذرائع ابلاغ کے مطابق سویڈن میں قرآن پاک جلائے جانے کے واقعہ کے بعد مختلف شہروں میں ہنگامے اور مظاہرے شروع ہوگئے ہیں جن میں متعدد افراد کے زخمی اور گرفتار ہونے کی اطلاعات ہیں۔ خبروں کے مطابق سویڈن میں مسلم دشمن انتہا پسند دائیں بازو کے گروپ نے ایک منظم منصوبہ بندی کے ساتھ قرآن پاک کے نسخے جلانے کی گھناؤنی مہم شروع کر رکھی ہے۔ اس سے مسلمانوں میں شدید غم و غصے کی لہر دوڑ گئی ہے اور ردعمل میں مختلف شہروں میں مظاہروں اور جلوسوں کا سلسلہ شروع ہوگیا ہے، کہیں کہیں پولیس کے ساتھ تصادم ہونے کی بھی اطلاعات ہیں جس کے نتیجہ میں دو درجن سے زائد مظاہرین گرفتار ہو چکے ہیں۔

جنوبی افریقہ میں بارشیں اور سیلاب

جنوبی افریقہ آج کل شدید بارشوں اور سیلاب کی زد میں ہے اور شدید متاثرہ علاقوں میں ہلاک ہونے والوں کی نعشیں ملنے کا سلسلہ جاری ہے۔ ہنگامی امدادی ادارے کے مطابق ابھی بھی پچاس سے زائد افراد لاپتہ ہیں۔ نعشیں زیادہ تر امدادی کاموں کے دوران تباہ شدہ گھروں کے ملبے اور مٹی کے تودوں سے ملی ہیں جبکہ کچھ سیلابی پانی میں بہتی ہوئی ملیں۔ امدادی کیمپوں میں پانی اور خوراک کی شدید قلت ہے اور ہسپتال زخمیوں سے بھر گئے ہیں۔

قدیم ترین انسانی دانتوں کی دریافت

جنوبی چین کے علاقے "ڈاؤ اوکسن" میں سائنس دانوں نے قدیم ترین انسانی دانت دریافت کئے ہیں جن کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ وہ کم از کم 80 ہزار سال پرانے ہیں۔ حالیہ دریافت کی تفصیلات سائنسی جریدے "دی نیچر" The Nature میں شائع ہوئی ہیں۔ تفصیلات کے مطابق یہ قدیم آثار وسیع پیمانے پر تسلیم کی جانے والی "افریقہ" سے باہر ہجرت سے بھی بیس ہزار سال پرانے ہیں۔ ماہرین جینیات و آثارِ قدیمہ کی شہادتوں کے مطابق ہماری بنی نوع کا دنیا میں پھیلاؤ افریقہ سے 60 ہزار سال قبل ہوا تھا۔ یہ قدیم ترین دانت ڈاؤ اوکسن کے علاقے فاین کے غار میں کھدائی کے دوران دریافت ہوئے ہیں۔

جرمن ڈاکٹرز کی یوکرین کے لئے طبّی خدمات

یوکرین میں جاری جنگ میں زخمیوں کی انسانی ہمدردی کی بنیاد پر طبی خدمت کے لئے جرمن کے گیارہ سو ڈاکٹروں نے اپنی خدمات پیش کر دی ہیں۔ جرمن میڈیکل ایسوسی ایشن کے مطابق یوکرین میں جنگ کے دوران شدید خطرات کے باوجود جرمن ڈاکٹروں کا اتنی بڑی تعداد میں خود کو پیش کرنا یوکرین کے ساتھ اظہارِ یکجہتی کا واضح اشارہ ہے۔ جرمن میڈیکل ایسوسی ایشن کے صدر کلاؤز رائن ہارٹ کے مطابق یوکرینی لوگوں کی مدد کے لئے اپیل جاری کی گئی تھی جس کے جواب میں ڈاکٹروں نے اپنی خدمات پیش کی ہیں۔

جرمنی آنے والے یوکرینی مہاجرین

جرمنی کے وزیر ٹرانسپورٹ فولکر وسنگ کا کہنا ہے کہ برلن حکومت ملک میں داخل ہونے والے یوکرینی پناہ گزینوں کی تعداد مقرر نہیں کرے گی۔ انہوں نے کہا ہے کہ جرمنی کو ابھی سے غیر متوقع حالات کے لئے تیار رہنے کی ضرورت ہے ایک حالیہ سروے میں بتایا گیا ہے کہ جرمن شہری پناہ کے متلاشی یوکرینی شہریوں کی مدد کرنا چاہتے ہیں۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ فروری میں روس کے حملے کے بعد سے اب تک پانچ ملین سے زائد یوکرینی اپنا جنگ زدہ ملک چھوڑ چکے ہیں۔

جرمنی میں سائیکلوں کی چوری

گزشتہ سال جرمنی بھر میں چوری کے واقعات میں کمی کے باوجود تقریباً سوا لاکھ سائیکلیں چوری ہوئیں جس کے نتیجہ میں جرمن انشورنش کمپنیوں کو نقصان کی مد میں ایک سو دس ملین یورو کی ادائیگی کرنی پڑی۔ یہ تفصیل جرمن کمپنیوں کی تنظیم جی ڈی وی کی جانب سے انیس اپریل کو برلن میں بتائی گئی۔ یہ تعداد 21-2020ء کے مقابلے میں ریکارڈ حد تک کم رہی۔

اُذکُروا مَوتاکُم بِالخَیر

بعض مخلصینِ جماعت کی یاد میں

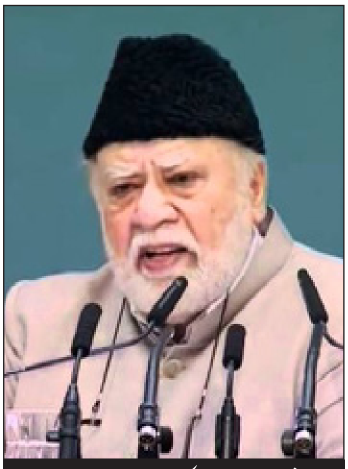

محترم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب

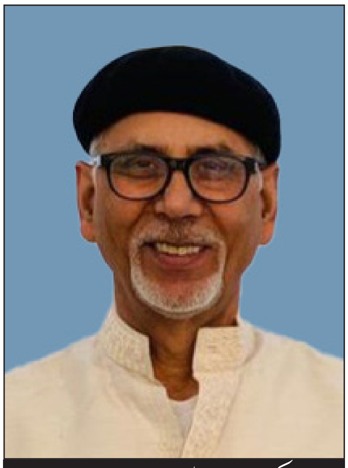

مکرم عطاء اللہ صاحب یوسف

محترم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب

گزشتہ دنوں سلسلہ کے ایک بزرگ ابن بزرگ عالم باعمل محترم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب ابن حضرت مولوی نذیر احمد صاحب علی سابق مبلغ سیرالیون (مغربی افریقہ) ساری زندگی خدمتِ دین میں گزار کر اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ آپ گزشتہ کئی دھائیوں سے کینیڈا میں متعیّن تھے اور اس دوران بطور مبلغ سلسلہ خدمت کی توفیق پانے کے علاوہ جامعہ احمدیہ کینیڈا کے بانی پرنسپل بھی رہے۔مرحوم کا تفصیلی ذکرِخیر سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 18/ مارچ 2022ء میں فرمایا۔ اس ذکرِخیر کے آغاز میں حضورانور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مرحوم کی سیرت کا نچوڑ ان الفاظ میں بیان فرمادیا:

”8/مارچ کو ان کی وفات ستاسی سال کی عمر میں ہوئی تھی،اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ بڑے بےنفس، متوکل علی اللہ، دعاگو، قناعت پسند انسان تھے۔ بڑے درویش صفت تھے۔ ان کو دیکھ کر مجھے ہمیشہ حقیقی بزرگ دیکھنے کا احساس پیدا ہوتا تھا“۔

مرحوم کے بارہ میں جامعہ احمدیہ کینیڈا سے فارغ التحصیل مربی سلسلہ مکرم فرہاد غفّار صاحب حال ویزبادن جرمنی نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے تحریر کیا ہے:

”مولانا مبارک احمد نذیر صاحب 2009ء تک پرنسپل جامعہ احمدیہ کینیڈا رہے، خاکسار اس کے بعد جامعہ میں داخل ہوا لیکن مَیں نے دیکھا کہ آپ اس کے بعد بھی طلباء سے بہت محبّت وشفقت فرماتے۔ ہمیشہ مسکراتے رہتے اور چاہے کوئی غیر ہی گلے ملے ایسا لگتا تھا جیسے اپنا ایک دوست گلے لگ رہا ہے، ہمیشہ حال معلوم کرتے اور اچھے اچھے مشورے دیتے۔ جب بھی طلباء ملتے تو ان کی طرف خود آتے، بہت مرتبہ ایسے ہوتا کہ گھر لے جاتے اور ایمان افروز واقعات سُناکر ہماری تربیت فرماتے۔مرحوم کا سمجھانے کا طریق بہت عمدہ تھا، کبھی سختی نہیں کرتے، جب بھی طلباء میں کوئی کمزوری دیکھتے تو ڈانٹنے کی بجائے پیار سے سمجھاتے اور ایسے ایسے واقعات سُناتے کہ ایمان تازہ ہوجاتا۔آپ وقف کی روح کو سمجھنے اور بہت صبر والے تھے۔

ایک دفعہ خاکسار Peace Village میں فُٹ بال سے واپس اپنی رہائش کی طرف جارہا تھا کہ راستہ میں موصوف نے خاکسار کو دیکھا اور گاڑی روک کر مجھ سے پوچھا کہ کیا جامعہ میں پڑھتے ہو؟ جب میں نے اثبات میں جواب دیا تو کہنے لگے کہ گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولو جب خاکسار نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ وہاں کھانا رکھا ہے۔مولانا صاحب کہنے لگے کہ یہ لے جاؤ اور اپنے ساتھیوں کو بھی کھلاؤ۔ خاکسار نے پوچھا کہ یہ کس خوشی میں؟ اس پر کہنے لگے کہ کوئی بات نہیں، مَیں گھر میں تھا اور مجھے بیٹھے بیٹھے میرے بچّے یاد آئے تو مَیں نے سوچا کہ میں آج اپنے اِن بچّوں کو کھانا کھلادوں۔ جب بھی کسی طالب علم سے ملاقات ہوتی تو آپ دوسروں کا بھی حال معلوم کرتے۔ اگر کسی وقت طلباء فکر اور مشکلات کا اظہار کرتے تو تعلق باللہ اور خلافت سے تعلق کی نصیحت کرتے۔ آپ یہی کہا کرتے تھے کہ اگر خدا سے تعلق ہو تو دنیا کی کوئی بھی طاقت نہیں روک سکتی۔

ایک دفعہ طلبہ جامعہ کی چالیس کلومیٹر کی دَوڑ ہوئی۔ یہ دَوڑ Peace Village سے Bradford تک تھی اور جب ہم سب منزل تک پہنچے تو اتنا بُرا حال تھا کہ کھانا کھانے کی بھی طاقت نہیں تھی۔ راستہ میں بارش بھی ہوگئی تھی جس کی وجہ سے کچھ طلباء بیمار بھی ہوگئے تھے۔ جب دَوڑ مکمل ہوگئی تو ان مشکلات کے باوجود سب طلباء خوشی کا اظہار کر رہے تھے لیکن آپ کہنے لگے:

”آپ میں سے کوئی بھی نہیں جیتا، جب تک کل نماز فجر مسجد بیت الاسلام میں باجماعت ادا نہ کرے۔ اصل فاتح وہ ہے جو تھکاوٹ کے باوجود ہمت کر کے خدا کے حضور بھی جھکے“۔ اس طرح سے آپ نے ہمیں ایسا بیدار کیا کہ اگلے دن کسی نے بھی فجر نہیں چھوڑی۔

آپ بہت دلیر تھے، آپ کو کسی بھی ابتلاء سے کوئی پریشانی نہیں ہوتی تھی۔ آپ خوشی سے مشکلات کا سامنا کرتے اور کہتے کہ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے اس قابل سمجھا اور مجھے اپنے ایمان کو مضبوط کرنے کی توفیق دی۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلائے، آمین۔

مکرم عطاء اللہ صاحب یوسف

ماہ فروری 2022ء میں جماعت جرمنی کے ایک نہایت مخلص دوست مکرم عطاءاللہ صاحب یوسف ہمبرگ میں وفات پاگئے۔ مرحوم کے بارہ میں محترم مولانا حیدر علی ظفر صاحب مبلغ سلسلہ و نائب امیر جماعت جرمنی نے اپنی یادیں ان الفاظ میں بیان فرمائی ہیں:

گذشتہ دنوں ہمبرگ میں ہمارے ایک بہت پیارے بھائی مکرم چوہدری عطاءاللہ صاحب یوسف اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم فطرتاً ایک نیک صالح انسان تھے۔ 1974ء میں جب وہ ڈنمارک سے مسجد فضل عمر ہمبرگ اپنے کزن مکرم عبدالباری صاحب احمدی (حال کیلگری کینیڈا) کے حوالے سے میرے پاس آئے اور کچھ عرصہ کے لیے مسجد میں ٹھہرے تو وہ حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے بارہ میں بہت دعائیں کرتے تھے۔ اپنے احمدی رشتہ داروں کی وجہ سے وہ احمدیت کے عقائد سے واقف تھے۔ مَیں نے انہیں نماز عشاء کے بعد استخارہ کرنے کے لیے کہا۔ چنانچہ انہوں نے رو رو کر دعائیں کرنی شروع کر دیں۔ پھر ایک رات کو خدا تعالیٰ نے انہیں ایک نظّارہ دکھایا۔ جس میں انہیں دو بزرگ دکھائے گئے۔ ایک اُن کے دائیں طرف تھے اور دوسرے بائیں طرف۔ دائیں طرف والے بزرگ مکرم میر مسعود احمد صاحب مبلغ سلسلہ ڈنمارک کو وہ جانتے تھے۔ انہوں نے اُن کا تعارف دوسرے سفید داڑھی والے بزرگ سے کروایا۔ سفید داڑھی والے بزرگ نے اُن کا دایاں ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور ان کے کندھوں پر ہاتھ پھیر کر انہیں تھپکی دی۔ اس کے بعد انہیں ایسے محسوس ہوا جیسے ایک آگ اُن کے پاؤں اور جسم سے نکل کر آسمان کی طرف چلی گئی۔

دوسرے دن جب انہوں نے مجھے اپنی خواب سنائی تو دفتر میں لگی ہوئی تصاویر میں سے انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی طرف اشارہ کرکے بتایا کہ وہ دوسرے بزرگ یہ تھے۔ اس پر مَیں نے بتایا کہ یہ تو ہمارے موجودہ خلیفۃ المسیح ﷺ ہیں اور ان کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کا مطلب ہے ان کی بیعت کرنا۔ چنانچہ اس کے بعد انہوں نے بیعت کرلی۔ یہ غالباً اکتوبر کا مہینہ تھا۔ اس کے بعد ایک دن انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ میرا تو پاکستان میں نکاح ہوا ہے۔ کیا اب وہ ٹوٹ جائے گا۔ مَیں نے انہیں بتایا کہ آپ کے بیعت کرنے کی وجہ سے عقدِ نکاح میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس پر انہیں تسلّی ہوگئی کہ میرا رشتہ بھی قائم ہے۔

کچھ عرصہ کے بعد ایک احمدی دوست مکرم مختار احمد صاحب اپنی اہلیہ کو لینے جب پاکستان گئے تو مَیں نے انہیں درخواست کی کہ عطاءاللہ صاحب کی منکوحہ کو بھی ساتھ لیتے آئیں۔

مکرم عطاءاللہ صاحب اپنی بیوی کے پہنچنے کے دو تین روز بعد اُنہیں مسجد میں لے آئے اور کہنے لگے کہ یہ بھی بیعت کرنا چاہتی ہیں۔ مَیں نے عطاءاللہ صاحب کی اہلیہ کو کچھ ضروری باتیں سمجھائیں۔ جس کے بعد اُنہوں نے بھی بیعت فارم پر دستخط کر دیئے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ گھرانہ بڑی استقامت کے ساتھ احمدیت پر قائم رہا اور ہے۔ اگرچہ پاکستان میں خاندان کے افراد نے ان کے احمدی ہونے کو بُرا جانا لیکن جب وہ پاکستان گئے تو مرحوم کے اخلاق اور گاؤں کے افراد سے میل جول کو دیکھ کر کسی کو مخالفت کی جراٴت نہ ہوئی۔ ان کے والد تو بقضائے الٰہی وفات پاچکے تھے لیکن ان کی والدہ نے ان کے بیعت کرنے کو نہ تو بُرا جانا اور نہ ہی کسی قسم کی مخالفت کی۔

بیعت کرنے کے بعد مکرم چوہدری عطاءاللہ صاحب ہمبرگ کے ہی ہو کر رَہ گئے۔ ہمبرگ جماعت کے ہردلعزیز ممبر تھے۔ مالی قربانیوں میں پیش پیش رہے۔ بچوں کی بہت اچھی تربیت کی۔ نماز روزہ کے پابند، بہت ملنسار، محبت کرنے والے، سچے اور کھرے انسان تھے۔ شکرگزاری کی صفت بھی اُن میں پائی جاتی تھی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کی مغفرت فرمائے اور جنّت الفردوس میں ان کے درجات بلند فرمائے، آمین۔

بزرگوں کی یادیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اردو کلاس میں فرمایا:

”آپ سب لوگوں کو اپنے اپنے بزرگوں کی نیک باتیں یاد رکھنی چاہئیں ہر ایک کو پتہ ہونا چاہیئے کہ میرے ابّا کیا تھے کب احمدی ہوئے کیا نشان انہوں نے دیکھے ہر احمدی گھر میں جہاں احمدیت شروع ہوئی ہے خدا تعالیٰ کا کوئی نہ کوئی نشان ایک نہیں بلکہ بارہا نشان دکھائی دیتے رہے ہیں۔ ان نشانات کو دیکھ کر انسان کا ایمان تازہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جماعت پر یہ بہت احسانات ہیں وہ یاد رکھیں تو ہماری اگلی نسل کے دل میں بھی اپنے بزرگوں جیسا بننے کی خواہش پیدا ہوگی۔... مَیں کہہ رہا ہوں کہ اپنے اپنے بزرگوں کی باتیں سنا کرو، پوچھا کرو۔ یاد رکھو تو اس سے تمہیں پتہ تو چلے گا کہ تمہارے پیچھے احمدیت کی کیا تاریخ ہے اللہ تعالیٰ کس شان کے ساتھ مدد کے لئے آیا کرتا تھا اور کبھی نہیں چھوڑا۔ اتنے واقعات ہیں وہاں ایک ایک گھر میں ایسے واقعات گذرے ہیں عقل دنگ رہ جاتی ہے“۔ (9 اپریل 1997ء)

مربیانِ سلسلہ کی نئی ذمہ داریاں

سیّدنا حضرت امیر المومنین ﷺ نے ماہ مارچ 2022ء سے مندرجہ ذیل مربیان سلسلہ کی تقرریوں کی منظوری عطا فرمائی ہے۔

1۔ مکرم جری اللہ خان صاحب مربی سلسلہ
اسسٹنٹ جنرل سیکرٹری سے انچارج دفتر دیوان (Personal) جرمنی

2۔ مکرم آفاق احمد صاحب مربی سلسلہ
لوکل امارت ڈارمشٹڈ سے شعبہ جنرل سیکرٹری جرمنی

3۔ مکرم فیروز ادیب اکمل صاحب مربی سلسلہ
شعبہ رشتہ ناطہ سے تاریخ کمیٹی و اخبارِ احمدیہ جرمنی

اللہ تعالیٰ یہ تقرریاں ہر لحاظ سے مبارک فرمائے اور مقبول و نتیجہ خیز خدمت کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

(جنرل سیکرٹری جرمنی)

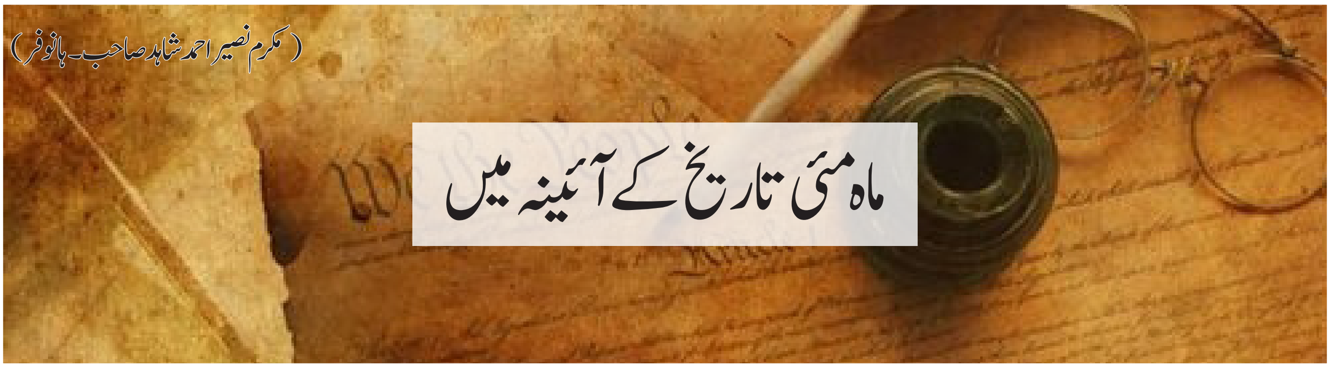

ماہ مئی تاریخ کے آئینہ میں

(مکرم نصیر احمد شاہد صاحب۔ ہانوفر)

یکم مئی:

مزدوروں کا عالمی دن۔

کئی ممالک میں یکم مئی کو بہار کے آغاز کے دن کے طور پر منایا جاتا ہے۔

1707ء: انگلینڈ اور اسکاٹ لینڈ کو ملا کر برطانیہ کی بنیاد رکھی گئی۔ ویلز پہلے سے ہی انگلینڈ کا حصہ تھا شمالی آئیر لینڈ بھی آج کے برطانیہ کا ایک حصہ ہے۔

دی گئی۔

2 مئی:

2011ء: امریکی افواج نے اسامہ بن لادن کو ایک خفیہ آپریشن کے بعد ہلاک کر دیا۔

3 مئی:

1979ء: مارگریٹ تھیچر برطانیہ کی وزیر اعظم بنیں۔

5 مئی:

1961ء: ایلن شیپرڈ خلا میں پہنچنے والے پہلے امریکی خلاباز بن گئے۔

6 مئی:

1910ء: برطانوی شاہ ایڈ ورڈ ہفتم انتقال کر گئے۔

7 مئی:

1945ء: جرمنی نے ہتھیار ڈالنے کے غیر مشروط معاہدے پر دستخط کر دیئے اس طرح 6 سال سے جاری دوسری عالمگیر جنگ کا خاتمہ ہوا۔

8 مئی:

1945ء: یورپ میں فتح کے دن کے طور پر منایا گیا۔

9 مئی:

1945ء: روس میں فتح کے دن کے طور پر منایا گیا۔

1974ء: امریکی صدر رچرڈ نکسن کے خلاف سماعت شروع ہوئی۔

1994ء: جنوبی افریقہ کی نئی پارلیمنٹ نے نیلسن منڈیلا کو بلا مقابلہ ملک کا پہلا سیاہ فام صدر منتخب کر لیا۔

11 مئی:

1969ء: ویت نام جنگ میں ہمبر گر ہل نامی لڑائی شروع ہوئی۔

12 مئی:

1937ء: شاہ جارج ششم کی تاج پوشی ویسٹ منسٹر ایبے میں ہوئی۔

13 مئی:

1940ء: سر ونسٹن چرچل نے بطور وزیر اعظم پہلا خطاب کیا۔

14 مئی:

1796ء: ڈاکٹر ایڈ ورڈ جینر نے چیچک کے خلاف ویکسین دریافت کر لی۔

1948ء: فلسطین سے برطانوی راج کے خاتمہ پر آزاد ریاست اسرائیل کا باضابطہ اعلان کر دیا گیا۔

15 مئی:

1957ء: برطانیہ نے پہلے ہائیڈروجن بم کا تجربہ کر لیا۔

16 مئی:

1969ء: ویت نام جنگ کے خلاف امریکی یونیورسٹی کیمپس میں مظاہرے جاری نیشنل گارڈز کو طلب کر لیا گیا۔

17 مئی:

1973ء: امریکی سینٹ میں واٹر گیٹ سکینڈل کی سماعت ٹیلیویژن پر براہ راست دکھانے کا انتظام۔

18 مئی:

1804ء: نپولین بونا پارٹ فرانس کے بادشاہ بن گئے۔

21 مئی:

1881ء: امریکی ریڈ کراس کی بنیاد رکھی گئی۔

1991ء: بھارتی وزیر اعظم راجیو گاندھی قاتلانہ حملہ میں ہلاک۔

22 مئی:

1972ء: سیلون کا نام تبدیل کر کے سری لنکا رکھ دیا۔

26 مئی:

1950ء: برطانیہ میں 11 سال سے جاری پٹرول پر راشنگ آخر کار ختم کر دی گئی۔

27 مئی:

1937ء: سان فرانسسکو میں گولڈن گیٹ برج کو کھول دیا گیا پہلے دن دو لاکھ افراد نے اس پل کو پار کیا۔

29 مئی:

1453ء: ترکوں نے قسطنطنیہ فتح کر لیا اور اس کا نام استنبول رکھ دیا اس فتح کے ساتھ ہی بازنطینی سلطنت کا اختتام ہوا اور استنبول سلطنت عثمانیہ کا دارالحکومت بن گیا۔

1953ء: نیوزی لینڈ کے ایڈمنڈ ہلیری اور نیپال کے تینز نگ نارگے ماؤنٹ ایورسٹ کو سر کرنے والے پہلے کوہ پیما بن گئے۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا

اعلانات وفات و دعائے مغفرت

مکرم محمود احمد صاحب

خاکسار کے چچا مکرم محمود احمد صاحب وینس ولد مکرم چودھری بشیر احمد صاحب بعمر 82 سال Langen ہسپتال میں انتقال کر گئے، اناللہ و انا الیہ راجعون۔

آپ پروفیسر محمد اسلم صابر صاحب (استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا اور سابق نائب ناظر بیت المال) کے چھوٹے بھائی تھے۔ آپ کا تعلق سیالکوٹ کے قریب ایک گاؤں 'وینس نیواں' سے تھا۔ انٹرمیڈیٹ تک تعلیم ربوہ میں حاصل کی۔ اس کے بعد طویل عرصہ مشہور ڈاکٹر و امیر ضلع میر پور خاص مکرم عبدالرحمٰن صدیقی صاحب مرحوم کے ہسپتال میں خدمات انجام دیں اور اس دوران مختلف جماعتی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ بعدازاں مرحوم کراچی منتقل ہوگئے جہاں 40سال تک رہائش پذیر رہے اور حلقہ کورنگی کالونی میں بھی مختلف جماعتی خدمات کی توفیق پائی۔ مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ متوکل، سادہ اور صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔

مرحوم نے سوگواران میں بیوہ کے علاوہ تین بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑی ہیں۔ بیٹے خالد محمود وینس، طاہر محمود وینس اور حامد محمود وینس جماعت Dreieich میں مقیم ہیں اور مرکز میں شعبہ تبلیغ میں خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ (محمد افضل۔فرانکفرٹ)

مکرم غلام سرور بٹ صاحب

خاکسار کے ابّا جان مکرم غلام سرور بٹ صاحب مؤرخہ 14 اپریل 2022ء کو Raunheim میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے، اناللہ و انا الیہ راجون۔

آپ 15 دسمبر 1942ء کو پاکستان کے شہر لالہ موسیٰ میں پیدا ہوئے۔ نوجوانی میں ہی اپنے والد محترم لالہ محمد انور صاحب کے ساتھ خلافتِ ثانیہ کے دور میں بیعت کی توفیق پائی۔ بیعت کے وقت آپ فیصل آباد میں رہائش پذیر تھے۔ خلافتِ ثالثہ کے دَور میں ربوہ منتقل ہوگئے۔ ہر دو مقام پر اللہ کے فضل سے جماعتی خدمت کی توفیق پائی۔

1975ء میں جرمنی آکر جماعت Gießen میں 9 سال زعیم انصاراللہ اور مختلف جماعتی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ خاص طور پر اسائلم کے معاملات میں پاکستان سے آنے والے احمدی حضرات کی بہت مدد کرتے رہے۔ آپ بہت زندہ دل، مہمان نواز، ہنس مکھ اور غیروں اپنوں سب سے پیار و محبّت سے پیش آتے تھے۔ دوسروں کی تکلیف کا احساس کرنے والے اور ممکنہ حد تک مدد کرنے والے وجود تھے۔ آخری وقت تک اپنے غیر احمدی رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آتے رہے۔ چند برسوں سے مختلف تکالیف کا بغیر کسی شکوہ کے بڑی بہادری سے سامنا کیا۔ خلافت احمدیہ کے ساتھ بہت اخلاص اور محبت کا تعلق تھا اور اپنی اولاد کو بھی مضبوطی سے وابستہ کیا۔

مرحوم اپنے بہن بھائیوں میں سب سے بڑے تھے۔

آپ نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ بیٹی Vechta میں بطور صدر لجنہ خدمت کی توفیق پا رہی ہیں۔ بڑے بیٹے ناروے میں، چھوٹے بیٹے Gießen میں مقیم ہیں جبکہ خاکسار مظفر بٹ سابق مہتمم صحت جسمانی مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی Raunheim میں مقیم ہے۔

(خاکسار مظفر احمد بٹ جماعت Raunheim)

مکرم محمد حنیف صاحب

خاکسار کے بھائی مکرم محمد حنیف صاحب ابن محمد حسین صاحب مؤرخہ 10 اپریل 2022ء کو بعمر 68سال بقضائے الٰہی وفات پاگئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

موصوف 1984ء میں گوجرانوالہ پاکستان سے جرمنی آکر جماعت Ellwangen میں مقیم ہوئے۔ مرحوم جماعتی خدمات میں پیش پیش رہتے تھے۔ انہیں بطور زعیم جماعت Ellwangen خدمت کی توفیق ملی۔ آپ نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے، دو پوتیاں اور تین پوتے یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحوم موصی تھے۔ مرحوم کی نماز جنازہ حاضر 12 اپریل 2022ء کو مکرم امیر صاحب جماعت جرمنی نے بعد نماز عصر بیت السبوح فرانکفرٹ میں پڑھائی۔ مرحوم کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔

(محمد اقبال صدر جماعت Ellwangen)

مکرم منیر احمد قمر صاحب

خاکسار کے خالہ زاد بھائی مکرم منیر احمد قمر صاحب ابن بشیر احمد صاحب کوثر مورخہ 12 اپریل 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔ اناللہ و انا الیہ راجعون۔ آپ 24 فروری 1949ء کو لاہور پاکستان میں پیدا ہوئے اور 1990ء میں جرمنی تشریف لائے۔ آپ بہت خوش مزاج اور دھیمی طبیعت کے مالک تھے۔ پنجوقتہ نماز کے پابند تھے۔ عہدہ دار خواہ عمر میں چھوٹے ہی کیوں نہ ہوں ان کا بہت احترام کرتے۔ آپ کی بہت سی خوبیوں میں سے ایک نمایاں خوبی یہ تھی کہ آپ کو جہاں موقع ملتا آپ جماعت کی خدمت میں جُت جاتے۔ آپ کو Gross Gerau میں امورِ عامہ، حلقہ بیت الہادی ڈیٹسن باخ میں بطور صدر حلقہ وسیکرٹری مال، حلقہ بیت الباقی، Steinberg ڈیٹسن باخ میں بطور سیکرٹری مال اور Neu-Isenburg میں بطور زعیم انصاراللہ خدمت کی توفیق ملی۔ اس کے علاوہ آپ کو مرکزی دفتر شعبہ رشتہ ناطہ میں بھی قریباً دس سال خدمت کی توفیق پائی۔

(فہیم احمد جماعت Maintal)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک کرتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبرِ جمیل سے نوازے، آمین

5€ GUTSCHEIN FÜR ALLE KUNDEN, NICHT KOMBINIERBAR MIT ANDEREN GUTSCHEINEN ODER AKTIONEN.MINDESTBESTELLWERT: 70 EURO

BASRA ASIAN FOOD & DESI FOODS TRADING

GENIEẞEN SIE GROSSHANDEL PREISE IM EINZELHANDEL

“VON BAIT SABUH 2KM ENTFERNT”

WIR BIETEN IHNEN TYPISCHE ASIA SPEZIALITÄTEN AUS ASIATISCHEN LÄNDERN WIE PAKISTAN, INDIEN, AFGHANISTAN, IRAN, THAILAND...

Basra Asian Food Since 2001

TOP ANGEBOTE

ONLINE BESTELLUNG

KOSTENFREIE LIEFERUNG AB 39€

EINFACH LEBENSMITTEL BESTELLEN IN GANZ DEUTSCHLAND

وقت اور پیسہ دونوں بچائیں ۔ گھر بیٹھے ہم سے گروسری منگوائیں ۔

DHL Partnerfiliale

MONTAG - SAMSTAG 09:00 BIS 20:00 UHR

FRANKFURT AM MAIN

PAKETE - BRIEFE - BRIEFMARKEN - USW.

BASRA ASIAN FOOD
KALBACHER HAUPTSTRAẞE 12
60437 FRANKFURT AM MAIN
SHOP: 0157 516 358 94

FREE HOME DELIVERY

FOR ORDERS ABOVE 39€

DIETZENBACH

DESI FOODS TRADING
ROBERT-KOCH-STRAẞE 3
63128 DIETZENBACH

BESTELLSERVICE PER WHATSAPP

TEL: 0176 434 504 10

www.basraasianfood.de

5€ GUTSCHEIN FÜR ALLE KUNDEN, NICHT KOMBINIERBAR MIT ANDEREN GUTSCHEINEN ODER AKTIONEN.MINDESTBESTELLWERT: 70 EURO

Monthly
Germany
AKHBAR-E-AHMADIYYA

VOL 23 | ISSUE 05 | May 2022

ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir

PUBLISHER: SHOBA ISHAAT JAMAAT AHMADIYYA GERMANY PRINTER: RANA PRINT, HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de